# «پہلا سبق»

# اہل بیت (ع) کی حدیث پر خصوصی توجہ

M.O.U

www.i-MOU.com

research@almustafaou.com

# (پہلی صدی)

## تمہید

اس درس میں اہل بیت (ع) کی حدیث پر خصوصی توجہ، حضرت علی (ع) کے دور کا جائزہ، حضرت علی (ع) کا احادیث لکھنے پر تاکید کرنے والی روایات بیان ہوں گی۔ اور آخر میں حضرت علی (ع) کے مکتوبات اور آپ کے کاتبین کا ذکر ہوگا۔

## تفصیل

ہم یہاں زمانۂ پیغمبر (ص) کے بعد سے تاریخ حدیث شیعہ کا جائزہ لیں گے جس میں اہل بیت عصمت (ع) کا دور اور متقدم اور متاخر محدثین سے لیکر معاصر تک کے ادوار شامل ہیں، اس کے بعد (تاریخ حدیث اہل سنت) کی تحقیق بھی کی جائے گی۔

ضروری ہے کہ حدیث شیعہ اور اہل سنت میں سے ہر ایک کی تاریخ کی مستقل صوررت میں جائزہ لیاجائے؛ کیونکہ زمانۂ پیغمبر (ص) کے بعد فریقین کے محدثین اور مورخین کے درمیان کچھ اہم موارد میں اختلاف نظر پایا جاتا ہے؛ پیغمبر (ص) کے صحابہ اور ان کی اتباع میں تابعین، آنحضرت (ص) کے بعد حدیث کی تدوین اور اس کی کیفیت بارے کونسی رائے رکھتے تھے؟ آیا رسالت کے زمانے کی طرح، رسول خدا (ص) کی پیروی کرتے ہوئے تدوین حدیث پر اصرار کرتے تھے جیسا کہ شیعہ قائل ہیں یا کوئی خاص توجہ نہیں دیتے تھے؛ بلکہ ان کے جائز نہ ہونے کے قائل تھے؟

اس وجہ سے سب سے پہلے ((تاریخ حدیث شیعہ)) کی پیغمبر (ص) کے بعد زمانۂ اہل بیت (ع) سے لیکر اس کے بعد آنے والے زمانوں اور معاصر تک کا جائزہ لیں گے اور پھر اس بعد ((تاریخ حدیث اہل سنت)) پر بحث کی جائے گی۔

((تاریخ حدیث شیعہ)) بھی آئمہ (ع) کے زمانۂ حضور کے اعتبار سے چند مراحل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، جیسے (۱۔۳ صدی) اور پھر متقدم محدثین کا زمانہ (۴۔۵ ویں صدی) اور متاخر محدثین کا زمانہ (۶۔۱۳ویں صدی) اور معاصر کا زمانہ (۱۴۔۱۵ویں صدی)؛ اس وجہ سے ہر مرحلے میں مستقل طور پر ان کے حدیثی آثار کی تدوین اور نشر پر بحث کی جائے گی۔

اہل بیت (ع) کے زمانہ حضور کو ((تاریخ حدیث شیعہ)) کا اہم زمانہ شمار کرنا زیادہ سزاوار ہے۔ ((اہل بیت (ع) کی حدیث پر خصوصی توجہ)) کے عنوان سے درج ذیل عناوین کو زیر بحث لائیں گے۔

الف ) پہلی صدی میں اہل بیت (ع) کی حدیث پر خصوصی توجہ : امام علی (ع) امام حسن (ع) ،امام حسین (ع) اور امام سجاد (ع) کے ادوار کی تحلیل ؛

ب ) دوسری صدی میں اہل بیت (ع) کی حدیث پر خصوصی توجہ : امام باقر (ع) امام صادق (ع) اور امام کاظم (ع) کے ادوار کی تحلیل ؛

ج) تیسری صدی میں اہل بیت (ع) کی حدیث پر خصوصی توجہ : امام رضا (ع) ،امام تقی (ع) ، امام نقی (ع) اور امام عسکری (ع) کے ادوار کی تحلیل ؛

## اہل بیت (ع) اور حدیث

شیعہ امامیہ کے نزدیک اہل بیت عصمت (ع) ایک بلند مرتبہ رکھتے ہیں اور ہر فکری اور عملی گناہ سے محفوظ ہیں؛ شیعہ حدیث کی تاریخ تدوین بہت اہم کردار کے حامل ہیں ہم سب سے پہلے مرحلے میں امام علی (ع) سے امام سجاد (ع) کے زمانے تک کا تجزیہ و تحلیل کریں گے، جو پہلی صدی پر مشتمل ہے۔

پہلی صدی میں چار امام معصوم (ع) زندگی بسر کرتے تھے، تدوین حدیث کے حوالے سے بہت ہی سخت زمانہ تھا؛ کیونکہ ایک طرف امام علی (ع) کے اختیار میں حکومت تھوڑے عرصے کے لئے تھی اور ایک دوسری جانب حکّام وقت ۔ بالخصوص حضرت علی (ع) سے پہلے والے حکّام ۔ نہ صرف تدوین حدیث کے معتقد نہیں تھے ؛ بلکہ کئی مقامات پر اس کے نشر، نقل اور کتابت کی شدت سے مخالفت کرتے تھے، اس وجہ سے امام علی (ع بھی حدیث کی تدوین اور نشر، میں اپنا وقت صرف نہ کرسکے کیونکہ حضرت کو اپنی حکومت میں کئی طویل جنگیں لڑنی پڑیں اور حکومت معاویہ کی امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) سے شدید مخالفت تھی اسکے ، باوجود آپ حضرات سیاسی جنگ میں مصروف تھے ،اگرچہ امام سجاد (ع) کے زمانے میں حدیث کی تدوین اور نشر کے لئے بہت زیادہ مواقع ملے اور امام سجاد (ع) کا علمی اور فقہی رخ بہت زیادہ ابھر کر سامنے آیا۔

### عصرِ امام علی (ع) کا جائزہ

حضرت علی (ع) جو پیغمبر (ص) کی رحلت کے بعد تقریبا تیس سال شیعوں کی امامت کا ذمہ اپنے کاندھوں پر اٹھایا تھا، خود الٰہی علم کا ایک خزانہ تھے ؛ آپ کے متعلق رسول خدا (ص) نے فرمایا : (( **انا مدینة العلم و علی بابها** ؛ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس

کادروازہ ہیں ))اجیساکہ آپ کو پیغمبر (ص)کے بعد سب سے عظیم مفسر قرآن شمار کیا جاتا ہےاور ((صدر المفسرین)) کا لقب انہیں کے شایان شان تھااور پیغمبر (ص) نے ان کے متعلق فرمایا تھاکہ ((علی مع القرآن والقرآن مع علی)) ؛ علی (ع) قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن، علی (ع) کے ساتھ ۲اس وجہ سے وہ حدیث کے منبع، سرچشمہ اور محور تھے اور جو کچھ کہتے ،اس پر عمل کرتے تھے، تو یہ سنت دین شمار کی جاتی ؛اس وجہ سے حضرت علی (ع) حدیث۔ بالخصوص حدیث نبوی۔ کی تبلیغ، کتابت اور نشر پر خصوصی توجہ دیتے تھے، ہم حدیث کے متعلق حضرت کی خصوصی توجہ کو دو حصّوں ((کتابت کی اہمیت پر دلالت کرنے والی روایات)) اور ((امام علی (ع) کے مکتوبات)) میں بیان کریں گے :

**الف) کتابت اور تدوین پر دال روایات**

حضرت علی (ع) سے چند احادیث۔ بالخصوص اہل سنت کے مصادر سے۔ روایت ہوئی ہیں کہ جو کتابت حدیث کی اہمیت اور بعض جگہ ان کی کتابت اور تدوین کے حکم کو بیان کر رہی ہے؛ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔عن الحارث عن علی (ع) قال : قیدوالعلم ، قیدوا العلم ؛۳

۲۔عن حبیب بن جری عن علی (ع) قال : قیدواالعلم بالکتابة ؛۴

۳۔عن هبیرة بن مریم عن علی (ع) قال: القرءاة علیه بمنزلة السماع منه؛۵

۴۔عن علباء عن علی (ع) انه خطب الناس فقال : من یشتری منی علماً بدرهم ؛۶

۵۔قال علی(ع) لکتابه عبید الله بن ابی رافع : الق دواتک واطل جلفة قلمک وفرّج بین السطور وقرمط بین الحروف فان ذلک اجدر بصباحة الخط ؛۷

---

۱۔ بحار الانوار، ج۱، ص۱۲۰

۲ ۔ کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال ج۲، ص۲۰۲

۳۔ تقیید العلم، ص۸۹ ؛تدوین السنة الشریفة، ص۱۴۴

۴۔ تقیید العلم، ص۹۰؛تدوین السنة الشریفة، ص۱۴۴

۵۔الکفایة فی علم الروایة، ص۳۸۳

۶ ۔ کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال ج۵، ص۲۶۱

۷۔ نہج البلاغہ، ترجمہ فیض الاسلام، حکمت ۳۰۷

۲۔عن علی (ع) : ادقّوا اقلامکم وقاربوا بین سطورکم واحذفوا عنی فضولکم واقصدوا قصد المعانی۔۱

حضرت علی (ع) سے منقول مذکورہ روایات میں غور وفکر کرنے سے کتابت احادیث کی ضرورت معلوم ہو جاتی ہے، بالخصوص ابتدائی دو روایات میں، عبارت ((قیدوا العلم)) آیا ہے اور تقیید علم سے مراد، کتابت اور علم سے مراد، علوم دینی اور الہی ہے کہ جو رہبران علم (معصومین (ع)) سے آئے ہیں؛ آخری دو روایتوں میں بھی۔ عرفی ملازمات کی بناپر۔ حضرت علی (ع) کے کلام سے اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انھوں نے دینی معارف لکھنے کی تاکید ہے اور اچھا اور صحیح لکھنے کا حکم دیا ہے اور درمیانی دو روایات بھی، قرائت اور علم جو کتابت کے لوازمات میں سے ہیں ان پر تاکید کی گئی ہے اسی طرح حضرت دیگر روایات میں بھی، قلم کے مقام کو عظیم شمار کیا ہے اور کاتب کے علم کو محفوظ کرنے کا وسیلہ اس کی قلم کو جانا ہے۔

### ب) حضرت علی (ع) کے نوشتہ جات

امام علی (ع) کے کتابت حدیث بارے حکم کے علاوہ جن کے نمونے بیان کئے جاچکے ہیں، عمل میں بھی کتابت، تدوین اور روایات نبوی کی نشر کے لئے بہت زیادہ جدوجہد کرتے تھے جن میں سے سب سے اہم آپ کا مصحف ہے جو روایات کے ہمراہ آیات قرآن اور آیات کی تنزیل اور تاویل پر مشتمل تھا کہ جسے لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا ۲ جن میں سے بعض آثار اس طرح ہیں :

### ۱۔کتاب علی (ع) (صحیفہ، جامعہ)

یہ سب سے پہلا حدیثی مجموعہ ہے جسے حضرت رسول اکرم (ص) کے املاء کرانے سے حضرت نے تحریر فرمایا تھا، کتاب علی، صحیفہ علی، جامعہ، صحیفۃالفرائض۔۔۔ سے معروف ہے اگرچہ اس مجموعہ کا کچھ حصہ پیغمبر (ص) کے زمانے میں تدوین کیا گیا، لیکن حضرت امام علی (ع) کے زمانے میں شائع ہوا اور تمام آئمہ معصومین (ع) کے پاس تھا، امام حسن (ع) اس کے بارے میں اس طرح بیان کرتے ہیں :

ان العلم فینا ونحن اهله وهو عندنا مجموع کله بحذافیره وانه لا یحدث شیء الی یوم القیامة حتی ارش

---

۱۔الخصال، ج۱، ص۳۱۰

۲۔ تفسیر الصافی، مقدمہ، ص۱۱؛ والبیان، ص ۲۲۳؛ وتاریخ قرآن، ۸۵

الخدش الا وهو عندنا مکتوب باملاء رسول اللہ (ص) وخط علی (ع) بیدہ ۔۱

کتاب علی (ع) کی ا سلامی قانون کی تدوین کی غرض سے جمع کی گئی اور حضرت رسول (ص) نے اسے نشر کرنے اور امام علی (ع) کے بعد دوسرے اماموں کے لئے حضرت علیؑ کو املاء کرایا تھا، آئمہ معصومین (ع) بھی اسے دریافت کرتے اور اس کے وجود کا اعتراف کرتے تھے؛ جیسا کہ اس کے متعلق چند روایات میں آیا ہے :

۱۔عن بکر بن کرب قال کنا عند ابی عبداللہ (ع) فسعمناہ یقول اما واللہ عندنا ما لا نحتاج الی الناس وان الناس لیحتاجون الینا ان عندنا الصحیفة سبعون ذراعا بخط علی واملاء رسول (ص) وعلی اولادھما؛ فیھا من کل حلال وحرام وانکم لتاتوننا فتدخلون علینا فنعرف خیارکم من شرارکم۔ ۲

۲۔عن علی بن رئاب عن ابی عبد اللہ (ع) انہ سئل عن الجامعة قال تلک صحیفة سبعون ذراعا فی عریض الادیم مثل فخذ الفالج فیھا کل ما یحتاج الناس الیہ ۳

۳۔عن ابی بصیر قال : قال ابو عبداللہ (ع) یا ابا محمد ان عندنا الجامعة وما یدریھم ما الجامعة قال قلت : جعلت فداک ،وما الجامعة ؟ قال : صحیفة طولھا سبعون ذراعا بذراع رسول اللہ (ص) املاء من فلق فیہ وخطہ علی (ع) بیمینہ فیھا کل حلال وحرام ۴

۴۔عن محمد بن مسلم قال : قال ابو جعفر (ع) ان عندنا صحیفة من کتب علی (ع) ان علیا (ع) کتب العلم کلہ القضاء والفرائض فلو ظھر امرنا لم یکن شیء الا فیہ نمضیھا۔ ۵

---

۱۔ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۱۰۰

۲ ۔ بصائر الدراجات، ص ۱۴۲، الجزء الثالث، باب فی الائمہ ان عندھم الصحیفہ، ح ۱

۳ ۔ ایضا، ح ۲

۴۔ ایضا، ص ۱۴۳، ح ۴

۵۔ ایضا، ح ۷

**۵۔عن عمر بن ابان قال سالت ابا عبداللہ (ع) عما یتحدث الناس انہ دفعت الی امّ سلمہ زوج النبی(ص) صحیفۃ مختومۃ فقال : ان رسول (ص) لما قبض ورث علی بن ابی طالب علمہ و سلاحہ وما ھناک ثم صار الی الحسن والحسین ثم صار الی علی بن حسین ثم الی ابیک ثم انتھی الیک ؟ قال نعم ۔**[1]

*صحیفہ یا کتاب علی (ع) کے موجود ہونے، آئمہ (ع) کو وراثت میں ملنا اور اس کا ان کے پاس ہونے پر کتاب بصائر الدراجات میں بہت سی روایات درج ذیل ابواب میں موجود ہیں :* **((باب فی الائمہ(ع) ان عندھم الصحیفۃ الجامعۃ التی ھی املاء رسول اللہ وخط علی(ع) بیدہ وسبعون ذراعا))، ((باب فی الائمہ (ع) انھم اعطوا الجفر والجامعہ ومصحف فاطمہ(ع)**، **((باب فی الائمہ (ع) وانہ صارت الیھم کتب رسول (ص) و امیر المومنین(ع) ))**؛ *جس کے بعض نمونے یہ ہیں :*

**عن ابی عبد اللہ (ع) قال : ان الکتب کانت عند علی(ع) فلما سار الی العراق استودع الکتب ام سلمۃ فلما مضی علی (ع)کانت عند الحسن (ع) فلما مضی الحسن (ع) کانت عند الحسین (ع) فلما مضی۔ الحسین کا نت عند علی بن الحسین (ع) ثم کانت عند ابی ۔**[2]

**عن عنبسۃ بن العابد قال کنا عند الحسین بن علی (ع) عم جعفر بن محمد (ع) و جائہ محمد بن عمران فسئلہ کتاب ارض ،فقال : حتی اخذ ذلک من ابی عبداللہ (ع) قال: قلت لہ: وما شان ذلک عند ابی عبد اللہ (ع) ثم عند ابی جعفر (ع) ثم عند جعفر (ع) فکتبناہ من عندہ**[3]

*ایک دوسرے مقام پر محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ صحیفہ فرائض یا کتاب علی (ع) کو امام باقر(ع) پر قرات کیا کہ اس طرح ہے :* **((ان ابا جعفر (ع) اقراہ صحیفۃ الفرایض التی املاھا رسول (ع) وخط علی (ع) بیدہ))**[4]

---

۱۔ایضا، ص۱۸۶، باب ما عند الائمہ من سلاح رسول اللہ (ص) ح ۴۵

۲۔ایضا، ص ۱۶۲، ، باب فی الائمہ وانہ صارت الیھم الکتب ، ح۱

۳۔ایضا، ص۱۶۵، ج ۱۲

۴۔کافی ،ج، ص۹۸، کتاب المواریث ، باب میراث الابوین، ح ۳

کتاب علی (ع)، یا جامعہ و۔۔۔نہ صرف معصوم اماموں (ع) کے، پاس تھی، بلکہ بعض جگہ ان کے اصحاب نے بھی اسے دیکھا تھا، عذافر صیرفی جو امام باقر (ع) کے اصحاب میں سے تھے، کہتے ہیں:

**کنت مع الحکم بن عتیبة عند ابی جعفر فجعل یسالہ وکان ابو جعفر (ع) لہ مکرما فاختلفا فی شی فقال ابو جعفر (ع) یا بنی قم فاخرج کتاب علی: فاخرج کتابا مدروجا عظیما وفتحہ وجعل ینظر حتی اخرج المسالة فقال ابو جعفر (ع) ھذا خط علی (ع) واملاء رسول اللہ واقبل علی الحکم وقال: یا ابا محمد اذھب انت وسلمة وابو المقدام حیث شئتم یمینا وشمالا فو اللہ لا تجدون العلم اوثق منہ عند قوم کان ینزل علیھم جبرئیل (ع)** [1]

دوسرے آئمہ معصومین (ع) نے بھی کتاب علی (ع) کو گواہی کے طور پر پیش کیا اور یہ مسلمانوں اور اہل حدیث کے درمیان مشہور تھی۔ یہ کتاب اعتقادی، اخلاقی، فقہی۔۔۔ مطالب پر مشتمل تھی اور اس کا پایا جانا بہت سے روائی مصادر میں جیسے کافی، امالی شیخ طوسی، بحار الانوار وغیرہ آیا ہے کہ جس کے نمونے مختلف ابواب میں اشارہ کئے گئے ہیں:

**۱۔عن ابان عن ابی شیبہ قال: سمعت ابا عبد اللہ (ع) یقول: ضل علم این شبرمة عند الجامعہ؛ املاء رسول اللہ (ص) وخط علی (ع) بیدہ ان الجامعة لم تدع لا حد کلاما؛ فیھا علم الحلال والحرام؛** [2]

**۲۔عن سلیمان بن خالد عن ابی عبد اللہ (ع) قال فی کتاب علی: ان نبیا من الانبیاء شکا الی ربہ فقال: یا رب کیف اقضی فیما لم ار ولم اشھد؟ قال: فاوحی اللہ الیہ: احکم بینھم بکتابی؛** [3]

**۳۔عن ابی خالد الکابلی عن ابی جعفر (ع) قال: وجدنا فی کتاب علی (ع) ان الارض یورثھا من یشاء من عبادہ۔۔۔؛** [4]

---

۱۔ رجال نجاشی، ترجمہ محمد بن عذافر، ص ۳۶۰

۲۔ کافی، ج۱، ص ۵۷

۳۔ وسائل الشیعہ، ج۱، ص ۱۶۷

۴۔ کافی، ج۱، ص ۴۰۱

۴۔عن ابی جعفر (ع) قال : وجدنا فی کتاب علی(ع) ان رسول اللّٰہ (ص) قال و ھو علی منبرہ : والذی لا الہ الا ھو ؛ ما اعطی مؤمن قط خیر الدنیا والآخرۃ الا بحسن ظنہ باللّٰہ ورجائہ لہ۔۔۔؛۱

۵۔عن ابی جعفر (ع) قال فی کتاب علی (ع) ثلاث خصال لا یموت صاحبھن ابدا حتی یری وبالھن البغی وقطیعۃ الرحم والیمین الکاذبہ۔۔۔؛۲

۶۔عن ابی عبد اللّٰہ (ع) قال فی کتاب علی (ع) : فی کل شھر عمرہ ؛۳

۷۔عن علی بن الحسین (ع) قال : سئل عن رجل اوصی بشیء من مالہ ،قال : الشیء فی کتاب علی (ع) من ستۃ ؛۴

۸۔روی طلحۃ بن زید عن جعفر بن محمد عن ابیہ (ع) قال : قرات فی کتاب علی (ع) ان الرجل اذا تزوج المراۃ فزنی قبل ان یدخل لہ ۔۔۔؛۵

۹۔عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر (ع) قال : فی کتاب علی (ع) ان الولد لا یاخذ من مال والدہ ۔۔۔؛۶

۱۰۔عن اسحاق بن عمار عن ابی جعفر (ع) قال : فی کتاب علی(ع) : صم لرؤیتہ وافطر لرؤیتہ ۔۔۔؛۷

مذکورہ روایات کتاب علی (ع) کے مختلف وسیع مطالب کو بیان کر رہی ہیں کہ جس کے اکثر فقہی ابواب میں، نمونے ذکر ہوئے ہیں اور ان کی تفصیل کو روائی کتب میں مراجعہ کرکے جان سکتے ہیں۔

---

۱۔ایضا، ج۲، ص۷۱

۲۔ایضا، ج۲، ص۳۴۷

۳۔ایضا، ج۲، ص۵۳۴

۴۔ایضا، ج۷، ص۴۰

۵۔من لایحضرہ الفقیہ، ج۳، ص۴۱۶

۶۔ایضا، ص۴۵۲

۷۔تہذیب، ج۴، ص۱۵۸

## ۲۔کتاب فی علوم القرآن

حضرت علی (ع) کاایک اور گرانقدر اثر علوم قرآنی کے مباحث میں ,باقی ہے جس کو اپنے اصحاب پر ا ملاء کیا تھااور کتاب فی علوم القرآن ، محکم و متشابہ قرآن میں امام علی (ع) سے اور ,ناسخ و منسوخ حضرت علی (ع) سے ، تفسیر نعمانی جو امام علی (ع)۔۔۔ سے منسوب ہے مشہور و معروف ہے اعلامہ بزر گوار آ قا بزرگ طہرانی نے الذریعہ کتاب میں بھی اس کو ,ناسخ القرآن و منسوخہ و محکمہ و متشابہ کے عنوان سے ذکر کیا ہے ۲مذکورہ کتاب کو بہت سے علماء نے ذکر کیا ہے ؛ جن میں سے کچھ بیان کئے جارہے ہیں :

الف) علامہ سید حسن صدر معاصر شیعہ علوم قرآن کے مباحث میں کہتے ہیں :

**واما سائر انواع علوم القرآن فاول من نوعها و قسمها فهو ايضا على امير المومنين (ع) املى ستين نوعا من انواع علوم القرآن وذكر لكل نوع مثا لا يخصه وهو فى كتاب نرويه عنه من عدة طرق ۔۔۔ ۳**

ب) علامہ شرف الدین بھی اس سلسلے میں مصحف امام علی (ع) کے ضمن میں جو علوم قرآنی کے مباحث مصحف کے ساتھ تھے ، اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

**اما على و شيعته ، فقد قصدوا لذلک فى العصر الاول واول شىء دوّنه امير المومنين(ع) كتاب الله عز وجل فانه بعد فراغه من تجهيز النبى (ص) آلى على نفسه ان لا يرتدى للصلاة الا ان يجمع القرآن فجمعه مرتبا على حسب النزول واشار الى عامه و خاصه و مطلقه و مقيده و محكمه و متشابهه و ناسخه و منسوخه ۔۔۔ ۴**

ج) علامہ سید محمد رضا حسینی جلالی بھی چند مطالب کتاب علی (ع) کے ,بارے میں ذکر کرنے کے بعد سب سے پہلا اثر جو حضرت سے منسوب ہے وہ "کتاب فی علوم القرآن" جانا ہے اور کہتے ہیں :

**كتاب فى علوم القرآن ، املاه الامام امير المومنين (ع) فذكر فيه ستين نوعا من انواع علوم القرآن**

---

۱۔بحار الانوار ، ج ۹۰، ص ۳

۲۔الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ، ج ۲۴، ص۸

۳۔تاسیس الشیعۃ لعلوم الاسلام ، ص۳۱۸

۴۔المراجعات ، ص۳۰۵

رواه الحافظ ابو العباس ، احمد بن محمد بن سعيد ، ابن عقدة الكوفی المتوفی ()بسنده عن الامام جعفر الصادق (ع) ا

## ۳۔ نہج البلاغہ

حضرت علی (ع) کے بعض روائی آثار جنہیں حضرتؑ نے سب سے پہلے امام کے مقام پر الٰہی علوم کو پیغمبر (ص) سے حاصل کیا تھااور انہیں اپنے بعد والے اماموں اور اپنے زمانے کے لوگوں کے لئے بیان کیا تھا،انہیں مرحوم سید رضی نے گرانقدر کتاب نہج البلاغہ میں جمع کیا۔سید رضی (م۴۰۶) نے اسے تین حصوں: خطبات، خطوط،اور کلمات قصار میں جمع کیا تھا ؛البتہ یہ مجموعہ حضرت علی (ع) سے فصاحت اور بلاغت،اور دوسری عبارات جو حضرت سے نقل ہوئی ہے اس پر مشتمل ہے۔

بیشک، سید رضی کی یہ عظیم خدمت ہے کہ انہوں نے جو امام علی (ع) سے بہت کم آشنا تھے آشنا کروایا۔ایسا لگتا ہے نہج البلاغہ کا مجموعہ صرف ان بعض خطبات، خطوط اور کلمات امام علی (ع) ہے جنہیں آپؑ نے ، پانچ سال کی حکومت اور اس سے پہلے بیان فرمایا۔یہ مجموعہ کتابت حدیث اور تدوین کی اہمیت بیان کر رہاہے ؛بالخصوص وہ خطوط جن میں سے ایک حضرت نے مالک اشتر ۲ کو اس وقت لکھا جب انہیں مصر کا والی منتخب کیا گیااور امام علی (ع) کے دست مبارک سے کتابت حدیث کاایک نمونہ ہے۔

حضرت علی (ع) کی عبارات اور کلمات جو سید رضی نے چوتھی صدی میں جمع کیں اور ایک مجموعہ کی شکل میں نشر ہوا۔ شروع سے ہی عاشقانِ حضرت اور عرب کے ادباء کی توجہ کا محور قرار پایا، نہج البلاغہ کی تدوین سے پہلے پہلی سے چوتھی صدیوں میں فریقین کے علماء نے حضرت کی عبارات کو ایک دوسری حدیثی مجموعے میں جمع کیا ہوا تھا۔ ۳

سید رضی کے بعد دوسرے علماء نے اسکی تکمیل اور شرح کے لئے اہم اقدامات کیے ؛جنہیں آقا بزرگ تھرانی نے کتاب الذریعہ ۴ میں ۱۵۰ شرحیں اور علامہ امینی نے کتاب الغدیر میں ۸۰ شرحوں کا نام لکھا ہے ؛ جن میں سے کچھ یہ ہیں :

۱۔شرح نہج البلاغہ ، قطب الدین راوندی (م۵۷۳)

۲۔شرح نہج البلاغہ ، ابن ابی الحدید معتزلی (م۶۵۶)

---

۱۔تدوین السنۃ الشریفہ، ص۱۳۷

۲ ۔ نہج البلاغہ، ترجمہ، فیض الاسلام، نامہ ۵۳

۳ ۔ مروج الذھب و معادن الجواہر، ج۲، ص۴۳۱؛ مصادر نہج البلاغہ واسانیدہ، ج۱، ص۲۹، دانشنامہ امام علی، ج۱۲

۴۔الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، ج۱۴، ص۱۱۱۔۱۶۱، ص۴۱۲

۳۔ شرح نہج البلاغہ ، کمال الدین میثم بحرانی (م۶۷۹)

۴۔شرح نہج البلاغہ ، محمد باقر لاھیجی (تیرہویں صدی)

۵۔منھاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغہ ، سید حبیب اللہ خوئی (چودہویں صدی)

نہج البلاغہ کے متعدد ترجمے جیسے ترجمہ فیض الاسلام، مصطفیٰ زمانی، سید جعفر شہیدی وغیرہ۔۔۔ پائے جاتے ہیں؛اسی طرح اس پر معاجم بھی جیسے المعجم المفھرس لالفاظ نہج البلاغہ ، محمد دشتی؛الکاشف علی الفاظ نہج البلاغہ ، سید جواد مصطفوی، مجموعہ موضوعی نہج البلاغہ ، علی رضا برازش؛فرھنگ آفتاب ، عبدالمجید معادی خواہ لکھی گئی ہے اور اس پر مستدرکات جیسے مستدرک نہج البلاغہ ، ھادی کاشف الغطاء ؛ نہج السعادۃ فی مستدرک نہج البلاغہ ، محمد باقر محمودی ؛مصباح البلاغہ ، سید حسن طباطبائی۔۔۔ لکھی گئی ہے۔[1]

**۴۔ دوسرے آثار**

حضرت علی (ع) کے دوسرے آثار بھی ہیں ممکن ہے کہ یہ جدید ہو یا یہ گذشتہ آثار کے ناموں میں سے ایک ہو، یہ آثار کتابت حدیث پر تاکید کرتے ہیں؛ جیسے :

**کتاب السنن والقضاء یاوالاحکام**:مذکورہ کتاب قوانینِ قضاوت کے اور متعدد ابواب کے فقہی احکام پر مشتمل ہے کہ جسے ابورافع ،عبید بن ابی رافع ، ربیعہ بن سمیع ، محمد بن قیس بجلی و۔۔۔ جیسے راویوں نے روایت کیا ہے[2]

**التعلیقۃالنحویہ** : یہ کتاب ایک نحوی اثر ہے جس کو حضرت نے ((ابی الاسود الدؤلی)) کے لئے لکھا تھااور سیوطی نے اس کی خبر دی ہے[3] ابن ندیم نے بھی اس کا ذکر کیا ہے جو نحو کے اصول پر مشتمل ہے[4]

## کاتبین حضرت علی علیہ السلام

حضرت علی (ع) کے اپنے امامت کے زمانے میں ۔چاہے اپنی خلافت سے پہلے یا بعد میں ۔کچھ کاتبین تھے۔جن کا ہونا بھی ان کے

---

۱۔دروس فی نصوص الحدیث و نہج البلاغہ ، ص۱۸۵

۲۔کافی ،ج۳،ص۵۳۹،کتاب الزکاۃ باب ادب المصدق ،ح۷؛تاسیس الشیعہ لعلوم السلام ، ص۲۸۳؛تدوین السنۃ الشریفۃ،ص۱۳۸

۳۔ سیوطی ، الاشباہ والنظائر ،ج۱، ص۱۲

۴۔ محمد بن اسحاق فھرست ابن ندیم، ص۴۵

زمانے میں کتا بت کی اہمیت کو بیان کر رہا ہے۔ ابو رافع امؤلف کتاب السنن والاحکام؛ علی بن ابی رافع؛[1] ربیعہ بن سمیع جیسے کاتب تھے؛ نجاشی ربیعہ بن سمیع کے متعلق کہتے ہیں: ((حدثنا مقرن عن جدہ بن سمیع عن امیر المومنین (ع) انہ کتب لہ فی صدقات النعم))؛[2] محمد بن قیس بجلی کی فیصلوں کے متعلق کی کتاب بھی تھی اور اسے امام باقر (ع) کے سامنے پیش کیا تھا اور حضرت نے اس کی تائید فرمائی تھی؛[4] حارث بن عبداللہ ھمدانی[5] اور اصبغ بن نباتہ مجاشعی جنہوں نے امام علی (ع) کے حیرت انگیز فیصلوں کی کتاب[6] کو نقل کیا ہے اسی طرح ابن عباس، حضرت علی (ع) سے دسیوں روا یات من جملہ روایات قضا کو نقل کرتے ہیں اور صحیح مسلم کے مقدمہ میں آیا ہے کہ: ((اتی ابن عباس بکتاب فیہ قضاء علی رضی اللہ عنہ))[7] آپ کی تفسیر اور مناسک و۔۔۔ کے موضوع پر کئی کتابیں تھیں[8] تاریخ میں دوسرے راویوں اور کاتبین کا ذکر بھی آیا ہے کہ جن کی تفصیل المعجم المفہرس لالفاظ بحار الانوار کے مقدمہ میں بیان ہوئی ہے[9]

**مصحف فاطمہ (ع)**

امام علی (ع) کے زمانے میں صدیقہ طاہرہ حضرت زہرا علیہا السلام پیغمبر گرامی (ص) کی لخت جگر کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے؛ کیونکہ انکا بھی حد یث کی کتا بت اور نقل کرنے میں ا یک اہم کردار ادا ہے۔ مصحف فاطمہ جسے کبھی بعنوان کتاب فاطمہ و۔۔۔ سے ذکر کیا جاتا ہے اس کی کتا بت بھی حضرت علی (ع) دست مبارک سے ہوئی، جو حضرت کی کئی روایات پر مشتمل تھی جن سے امام صادق (ع) نے بھی استناد کیا ہے[10] آقا بزرگ تہرانی اسے اس طرح بیان کرتے ہیں:

---

۱۔ ایضا؛ تدوین السنۃ الشریفۃ، ص ۱۴۳، ۱۳۸

۲۔ رجال نجاشی، ص۶

۳۔ ایضا، ص۸

۴۔ تاسیس الشیعہ لعلوم السلام، ص ۲۸۳

۵۔ رجال نجاشی، ص ۷

۶۔ ایضا، ۸؛ تدوین السنۃ الشریفۃ، ص۱۴۰

۷۔ صحیح مسلم، مقدمہ ج۱، ص ۱۴

۸۔ رجال نجاشی، ص۲۴۲

۹۔ المعجم المفہرس لالفاظ احادیث بحار الانوار، مقدمہ، ص۳۱۔ ۳۴

۱۰۔ کافی، ج۳، ص۵۰۷ کتاب الزکاۃ، باب العلۃ فی وضع الزکاۃ علی ماھی ح ۲، قرات فی امک فاطمہ ثم قال۔۔۔ البعث الی بکتاب فاطمہ فارسل الیہ ابو عبداللہ (ع)۔۔۔؛ تدوین السنۃ الشریفۃ، ص۷۶؛ آشنائی با علوم حدیث، ص ۵۹۲

**من ودايع الامامه . عند مولينا وامامنا صاحب الزمان (عج) كما روى فى عدة احاديث من طرق الائمه(ع)** ۱

محدث بزرگوار، محمد بن حسن بن فروخ صفار قمی، صاحب کتاب بصائر الدراجات ۲ چودھویں باب میں، تیسرے حصہ سے، بعنوان (( **باب فى الائمه (ع) انهم اعطوا الجفر والجامعه و مصحف فاطمة (ع)** )) ایسی روایات لاتے ہیں کہ جو مصحف فاطمہ (ع) میں بہت سی احادیث ہونے کو بیان کر رہی ہیں؛ جیسے ایک روایت جو امام صادق (ع) سے ہے جس میں فرماتے ہیں:

**وعندنا والله مصحف فاطمة ما فيه آية من كتاب الله وانه لاملاء رسول الله (ص) وخطه على(ع) بيده** ۔ ۳

ابوالحسن ابن بابویہ قمی بھی امام صادق (ع) سے نقل کرتے ہیں:

**كنت انظر فى كتاب فاطمة (ع) فليس ملك يملك الا وهو مكتوب باسمه واسم ابيه** ۔ ۴

## خلاصہ

پیغمبر (ص) کی رحلت کے بعد کا دَور فریقین کے مشترکہ حدیث کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ جبکہ شیعہ حدیث کی تاریخ، اہل بیت (ع) اور متقدم اور متاخر محدثین سے لیکر معاصرین کے دور تک شامل ہے۔ البتہ پیغمبر (ص) کے زمانے کے بعد فریقین کے محدثین اور مورخین کے درمیان کچھ موارد میں اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔

حدیث شیعہ کی تاریخ کو ائمہ (ع) کے حاضر ہونے کے اعتبار سے (صدی ۱۔۳) اور پھر متقدم محدثین کا زمانہ (صدی ۴۔۵) اور متاخر محدثین کا زمانہ (قرون ۶۔۱۳) اور معاصر کا زمانہ (صدی ۱۴۔۱۵) کے لحاظ سے چند مرحلے میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

اہل بیت (ع) کا زمانہ حضور جسے "شیعہ حدیث" کی تاریخ کا زمانہ شمار کیا جاتا ہے، بعنوان "اہل بیت (ع) کی حدیث پر خصوصی توجہ" تیسری صدی ہجری تک، ہر صدی کے ذیل میں جائزہ لیا گیا ہے۔

---

۱۔ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، ج۲۱، ص۱۲۶
۲۔ بصائر الدراجات، ص۱۵۰
۳۔ ایضا، ص ۱۵۳
۴۔ الامامہ والتبصرہ من الحیرہ، ص۱۸۰

**اہل بیت (ع) اور حدیث**

پہلی صدی میں چار اماموں کا دور، تدوین حدیث کا بہت ہی سخت زمانہ ہے؛ کیونکہ ایک طرف سے امام علی (ع) کے اختیار میں حکومت بہت ہی کم مدت کے لئے تھی اور ایک دوسری جانب حکّام وقت نہ صرف تدوین حدیث کے معتقد نہ تھے بلکہ کئی موارد میں اس کی نشر، نقل اور کتابت کی شدت سے مخالفت کرتے تھے جبکہ امام سجاد (ع) کے زمانے میں حدیث کی تدوین اور نشر کے لئے بہت زیادہ مواقع فراہم ہوئے اور امام سجاد (ع) کا علمی اور فقہی رخ بہت زیادہ ابھر کر سامنے آیا۔

**عصر امام علی (ع) کا جائزہ**

حضرت علی (ع) کے بارے میں رسول خدا (ص) نے فرمایا: "**انا مدينة العلم و علی بابها**" اس کے علاوہ وہ پیغمبر (ص) کے بعد سب سے قرآن کے عظیم مفسر شمار ہوتے ہیں اور لقب "صدر المفسرین" ان کے شایان شان تھا۔ پیغمبر (ص) نے ان کے متعلق فرمایا تھا: **علی مع القرآن والقرآن مع علی**" اس وجہ سے وہ حدیث کے منبع، سرچشمہ اور محور تھے۔ اس وجہ سے حضرت علی (ع) کتابت حدیث، اسکی تبلیغ اور نشر کو اہمیت دیتے تھے۔ اس ضمن میں حضرت کی توجہ کو دو حصّوں "وہ روایات جو کتابت کی اہمیت پر دلالت کرتی ہیں" اور "امام علی (ع) کے مکتوبات" بیان کیا گیا ہے۔

**الف) کتابت اور تدوین پر دال روایات**

حضرت علی (ع) سے منقول موجودہ روایات میں غور و فکر سے کتابت احادیث کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ حضرت علی (ع) کے کلام سے اخذ کیا جا سکتا ہے کہ انھوں نے دینی معارف لکھنے پر تاکید کی ہے۔

**ب) حضرت علی (ع) کے مکتوبات**

امام علی (ع) حدیث کے لکھنے کے حکم کے علاوہ، عمل میں بھی کتابت، تدوین اور رروایات نبوی کی نشر کے لئے بہت زیادہ جد و جہد کرتے تھے۔ حضرت علی [ع] کے چند ایک نوشتہ جات پائے جاتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

**۱۔ کتاب علی (ع) (صحیفہ، جامعہ)**: سب سے پہلا حدیثی مجموعہ جس کو حضرت نے رسول اکرم (ص) کے املاء سے لکھا ہوا آمادہ کیا تھا۔

**۲**۔ کتاب فی علوم القرآن: یہ کتاب حضرت علی (ع) سے علوم قرآنی کے مباحث میں ایک گراں بہا اثر ہے۔

**۳۔ نہج ا لبلاغہ**: حضرت علی (ع) کی روائی آ ثار میں سے بعض کو سید رضی نے بہت گرانقدر کتاب نہج ا لبلاغہ میں تین حصّوں خطبات، خطوط، اور کلمات قصار کی صورت میں جمع کیا ہے۔

**۴۔ دوسرے آثار**: اس کے علاوہ حضرت علی (ع) سے دوسرے آثار بھی پائے جاتے ہیں جو ممکن ہے کہ جدید اثر ہو یا گذشتہ آثار کے نام سے ایک ہو۔ یہ آثار حدیث کے لکھنے پر تاکید کرتے ہیں؛ جیسے: **کتاب السنن و القضایا و الاحکام** اور **التعلیقة النحویه**

**حضرت علی علیہ السلام کے کاتبان**

حضرت علی (ع) کے اپنے امامت کے زمانے میں کچھ کاتبین تھے جیسے: ابو رافع مؤلف کتاب السنن والاحکام؛ علی بن ابی رافع، ربیعہ بن سمیع، محمد بن قیس بجلی، حارث بن عبداللہ ہمدانی، اصبغ بن نباتہ مجاشعی اور اسی طرح ابن عباس بھی بہت سی روایات حضرت علی (ع) سے نقل کرتے ہیں۔ تاریخ میں دوسرے راوی اور کاتبین بھی بیان ہوئے ہیں کہ جن کی تفصیل المعجم المفہرس لالفاظ بحار الانوار کے مقدمہ میں آئی ہے۔

**مصحف فاطمہ (ع)**

امام علی (ع) کے زمانے میں صدیقہ طاہرہ حضرت زہرا علیہا السلام بھی حدیث کی کتابت اور نقل کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ مصحف فاطمہ کہ جس کو کبھی بعنوان کتاب فاطمہ و۔۔۔ سے ذکر کیا جاتا ہے اسے بھی حضرت علی (ع) کے دست مبارک سے لکھا گیا تھا۔

## «دوسرا سبق»

# اہل بیت (ع) کی حدیث پر خصوصی توجہ

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں امام حسن، امام حسین اور امام سجاد علیہم السلام کے ادوار کا جائزہ لیا جائے گا کہ تدوین حدیث کے سلسلے میں ان اماموں کے اقدامات کیا تھے اور علماء اور دانشور حضرات اس بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں؟ آخر میں پہلی صدی ہجری کے کچھ روائی آثار کا بھی تذکرہ کیا جائے گا۔

## تفصیل

# زمانۂ امام حسن علیہ السلام کا تجزیہ

حضرت علی (ع) کی شہادت کے بعد امام حسن (ع) کی امامت کا زمانہ چالیس سال سے پچاس ہجری تک تقریبا دس سال ہے۔ آپ بھی اپنے والد کی طرح تدوین حدیث کو اہم کام سمجھتے تھے۔ امام کا معاویہ کے ساتھ سیاسی جنگ کے سبب ایک مستقل حدیثی مجموعہ تدوین نہ کرسکے؛ لیکن آپ پیغمبر (ص) اور اپنے والد، والدہ کے مکتوب آثار کے حامل اور انہیں بیان کرنے والے تھے اور تدوین حدیث پر تاکید کرتے تھے، اسی وجہ سے تاریخ میں ان کے متعلق آیا ہے کہ:

الف) ابی عمر بن علا کہتا ہے کہ: امام حسن علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اسّی سال کا تھا؛ کہ کیا وہ حدیث لکھے؟ حضرتؑ نے فرمایا: ((ان کان یحسن ان یعیش))؛[1]

ب) امام مجتبی (ع) نے اپنی اور اپنے بھائی کی اولاد کو بلایا اور ان سے فرمایا:

**" یا بنی وبنی اخی: انکم صغار قوم، یوشک ان تکونوا کبار آخرین، فتعلموا العلم، فمن لم یستطع منکم ان یرویه فلیکتبه ولیضعه فی بیته "۔**[2]

**ج) ان رسول الله (ص) لما قبض ورث علی(ع) علمه وسلاحه وماهناک، ثم صار الی الحسن (ع) ثم صار الی الحسین (ع)** [3]

---

۱. تدوین السنۃ الشریفۃ، ص ۱۴۷؛ شرف اصحاب الحدیث، ص ۶۹

۲. بحار الانوار، ج ۲، ص ۱۵۲؛ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، ج ۵، ص ۶۹

۳. کافی، ج ۵ ۲۳۴، ۱، کتاب الحجۃ، ح ۷

د) **عن الصادق (ع) ان الکتب کانت عند علی (ع) فلما سار الی العراق استودع الکتب ام سلمة فلما مضی علی (ع) کانت عند الحسن (ع) فلما مضی الحسن (ع) کانت عند الحسین (ع)** [1]

شیخ طوسیؒ امام حسن (ع) سے ۳۹ راوی ذکر کرتے ہیں کہ جنہوں نے ان سے روایت کی ہے؛[2] ذہبی بھی کہتا ہے کہ حسن بن علیؑ رسول اللہ (ص) کے خاص اصحاب اور علیؑ و فاطمہؑ سے روایات کو جمع کیا کرتے تھے[3] عطاردی بھی مسند امام مجتبی میں ان سے روایات کو ذکر کرتا ہے۔

## زمانۂ امام حسین علیہ السلام کا تجزیہ

امام حسین (ع) کی امامت کی مدت ۵۰تا۶۱ ہجری تقریبا گیارہ سال ہے، حدیث لکھنے اور جائز ہونے پر انکی خصوصی توجہ تھی ؛کیونکہ ایک طرف آپ نے قبائل اور بزرگان عرب کو یزید کی ظالمانہ حکومت سے جنگ میں مدد کی خاطر بہت سے خطوط انہیں لکھے[4] کہ جو کتابت حدیث کی ضرورت اور اسکے جواز کی دلیل ہے، اور دوسری جانب، چند مقامات پر کتابت حدیث پر زور دیا ہے کہ جو اس کام پر انکی خصوصی توجہ کی علامت ہے؛ جیسے منیٰ میں بنی ہاشم اور اصحاب کے بڑے اجتماع سے خطاب میں فرمایا:

"**فان هذا الطاغية قد فعل بنا و بشيعتنا ما قد رايتم و علمتم و شهدتم واني اريد ان اسالكم عن شيء فان صدقت فصدقوني ۔۔۔ اسمعوا مقالي واكتبوا قولي ثم ارجعوا الى امصاركم وقبائلكم فمن امنتم من الناس ووثقتم به فادعوهم الى ما تعلمون من حقنا۔۔**"۔[5]

امام حسین (ع) (اکتبوا قولی) کی عبارت سے اپنی حدیث لکھنے، بلکہ اس کے واجب ہونے پر تاکید کر رہے ہیں، اسکے علاوہ ہم جانتے ہیں کہ امام کی حدیث، پیغمبر (ص) کی حدیث ہی ہے اور کتابت کا حکم ان کی عملی سنت کو بتا رہا ہے، اس وجہ سے امام حسین (ع)

---

۱۔ بصائر الدراجات، ص۱۸۲ و تاریخ حدیث شیعہ تا قرن پنجم، ص۱۱۶

۲۔ رجال طوسی، ص۳۹

۳۔ سیر اعلام النبلاء، ۲۴۵/۳

۴۔ سخنان حسین بن علی از مدینہ تا کربلا، بخش اول: از مدینہ تا مکہ و بخش دوم: از مکہ تا کربلا؛ موسوعة کلمات الامام الحسین (ع)، بخش نامہ ھا

۵۔ کتاب سلیم بن قیس، ص۱۶۵

اپنے گزشتہ اماموں کی روایات اور مکتوبات کے وارث تھے اور کتاب علی (ع) بھی آپ کے پاس تھی کہ جو پیغمبر (ص) کی املاء اور خط امام علی (ع) سے لکھی ہوئی تھی اور انہیں اپنی بعد والی نسلوں کے سپرد کیا۔

مسند اور موسوعہ اور دانشنامہ امام حسین (ع) میں امام کی روایات جمع کی گئی ہیں اور شیخ طوسیؒ نے تقریبا سو روایت کو ان سے ذکر کیا ہے۔[1] حضرت کے وہ خطوط جو آخری سال کوفیوں کو لکھے،ان میں آیا ہے : **من الحسین بن علی الی الملاء من المومنین** ۔۔۔[2] اور بصریوں کے نام لکھے گئے خط میں ذکر ہے :

**بعثت رسولی الیکم** ۔۔۔[3] اور بہت سے مکتوب خطوط جو حضرت کی روایات پر مشتمل ہے اور جو امام کی احادیث اور کلمات لکھنے کی اہمیت پر دلیل ہیں۔

## زمانۂ امام سجاد علیہ السلام کا تجزیہ

حضرت علی بن الحسین (ع) کی امامت کا زمانہ تقریبا ۳۴ سال ہے امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) کے زمانے کی نسبت سے حالات بہتر تھے اور حضرت کو ایک مناسب فرصت ہاتھ آئی تاکہ حدیث کی تدوین کو ایک الگ رونق عطا کریں،اس وجہ سے ان کی امامت کے زمانے میں کچھ مکتوب آثار معتبر راویوں کے ذریعے بیان ہوئے ہیں۔

حضرت کے راویوں اور کاتبوں میں ابی حمزہ ثمالی ، سعید بن جبیر ، زید بن علی بن الحسین (ع) ، داود بن یحییٰ علیہ بنت امام سجادؑ وغیرہ کا نام لیا جاسکتا ہے ، جن کا فہرست شیخ طوسی ، رجال نجاشی وغیرہ جیسی رجالی کتابوں میں ذکرآیا ہے ، ان میں سے ہر ایک کے پاس حضرت سجاد (ع) کے کچھ مکتوبات تھے۔ شیخ طوسیؒ امام سجاد (ع) کے اصحاب کی تعداد ۱۷۶ بیان کی ہے۔[4] ان میں سے بعض حضرت کی حدیث لکھنے اور اپنی ایک مخصوص کتاب بھی رکھتے تھے۔ امام سجاد (ع) کے بیان شدہ آثار میں سے ہر ایک کتابت حدیث کی اہمیت پر دلیل ہے ، جو مندرجہ ذیل ہیں :

---

۱۔ رجال طوسی، ص۹۹

۲۔ ارشاد، ص ۲۰۴

۳۔ تاریخ طبری حوادث سال ،۶۱

۴۔ رجال، ص ۸۰۔ ۱۰۲

۱۔ **صحیفہ سجادیہ**: روائی آثار میں سے اہم ترین امام سجاد (ع) کا مکتوب گرانقدر اثر صحیفہ سجادیہ ہے جو آپ کی دعاؤں اور مناجات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب بہت ہی اعلی مطالب پر مشتمل ہے اور دینی مفاہیم اور حقائق کو بیان کر رہی ہے، جنہیں حضرت نے بیان فرمایا ہے اور پھر امام باقر (ع) اور زید نے انہیں لکھا ہے۔ تمام شیعہ علماء الصحیفہ کے معترف ہیں اور اسے (**اخت القرآن**) کا نام دیا ہے آقا بزرگ تہرانی، اپنی کتاب "شیعی تالیفات اور آثار" میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

**" الصحيفة الاولى ، المنتهى بسندها الى الامام زين العابدين على بن الحسين بن على بن ابى طالب (ع) المعبر عنها (( اخت القرآن)) و(( انجيل اهل بيت )) و (( زبور آل محمد )) و يقال لها الصحيفة الكاملة"۔۲**

کتاب صحیفہ سجادیہ جسے زبور آل محمد (ص) سے بھی تعبیر کیا گیا ہے شیعوں کے نزدیک قرآن اور نہج البلاغہ کے بعد سب سے محترم کتابوں میں سے ہے اور امام سجاد (ع) کی ۵۴ دعاؤں پر مشتمل ہے۔ یہ دعائیں پروردگار کی ثنا سے شروع اور غموں کے خاتمے کی دعا پر ختم ہوتی ہے۔اس کتاب سال ۵۱۶ ھجری قمری احمد بن شہریار کے ذریعے اور ابو منصور محمد بن محمد بن احمد بن عبد العزیز عکبری سے سماع سے تدوین ہوئی اور اسکی سند، امام صادق (ع) تک متصل ہے۔اس کے مقدمہ میں اس طرح آیا ہے:

**حدثنا السيد الاجل نجم الدين بهاء الشرف ابوالحسن محمد بن الحسن۔۔۔العلوی الحسينى رحمه الله قال:اخبرنا الشيخ السعيد ابو عبدالله محمد بن احمد بن شهريار الْخَازِنُ لِخِزَانَةِ مَوْلَانَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ مِنْ سَنَةِ سِتَّ عَشْرَةَ وَ خَمْسِمِائَةٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَ أَنَا أَسْمَعُ. ۔۔قَالَ: سَمِعْتُهَا عَنِ الشَّيْخِ الصَّدُوقِ، أَبِي مَنْصُورٍ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعُكْبَرِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْمُفَضَّلِ۔ ۔۔ قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّرِيفُ، أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ۔۔**

---

۱معالم العلماء، ص۱؛ رجال، ص۴۸۵

۲الذریعہالی تصانیف الشیعہ، ج۱۵، ص۱۸

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ ۔ ۔ ۔لَأُخْرِجَنَّ إِلَيْكَ صَحِيفَةً مِنَ الدُّعَاءِ الْكَامِلِ مِمَّا حَفِظَهُ أَبِي عَنْ أَبِيهِ وَإِنَّ أَبِي أَوْصَانِي بِصَوْنِهَا وَمَنْعِهَا غَيْرَ أَهْلِهَا۔ [1]

صحیفہ سجادیہ گذشتہ علماء کے درمیان بہت زیادہ مقبول تھی اور ان کی پیروی میں ، معاصر علماء بھی اس کے بلند مقام کے قائل ہیں ؛اس کی سند کے علاوہ اس کا متن بہت عالی ، فصیح اور آسان ہے اور اخلاقی اور عرفانی اہم مضامین پر مشتمل ہے کہ جو معصوم (ع) سے ان کے صادر ہونے کی تائید کرتا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ صحیفہ سجادیہ امام سجاد (ع) کی جمع شدہ دعاؤں کا ایک مجموعہ ہے؛ لیکن امام علیہ السلام کی دوسری دعاؤں کو مرزا حسین نوری، صاحب کتاب مستدرک الوسائل نے جمع کیا ہے [2] اور انہیں **الصحیفة السجادیة الثانیة والثالثة والرابعة** سے تعبیر کیا ہے۔ [3]

۲۔**رسالۃ الحقوق** : یہ کتاب ،امام سجاد (ع) کے آثار سے منسوب ہے کہ جو اخلاقی ، معاشرتی ،اور انفرادی سلوک کے بنیادی مسائل پر مشتمل ہے اس اثر کے مطالب وسائل الشیعہ [4]، تحف العقول [5] وغیرہ جیسی کتابوں سے جمع کئے گئے ہیں اور بعض نے اس کی شرح بھی لکھی ہے جیسے شرح رسالۃ الحقوق علامہ سید حسن بن علی الحسینی القبانچی [6]

۳۔**مناسک الحج** : یہ امام سجاد (ع) کے دیگر آثار میں سے ہے جسے شائع بھی کیا جاچکا ہے، جو حج کے شرعی احکام کے تیس ابواب پر مشتمل ہے ایسا لگتا ہے یہ اثر امام سجاد (ع) کا املاء اور امام باقر (ع) کے قلم سے لکھا گیا ہے اور بعد کی نسلوں تک پہنچا ہے اس کے تصحیح شدہ نسخہ کو سید محمد بن حسین الجلال نے بغداد میں شائع کیا ہے [7]

---

۱۔الصحیفۃ السجادیۃ—مقدمہ، ص ۲۴ قم، چاپ: اول، ۱۳۷۶ش.
۲۔الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ،ج ۱۵،ص ۱۹۵
۳۔آشنائی باعلوم حدیث، ص ۶۴
۴۔وسائل الشیعہ ،ج ۱۱،ص ۱۳۱
۵۔تحفالعقول، ص ۲۵۵
۶۔تدوین السنۃ الشریفۃ، ص ۱۵۱
۷۔ایضا، ص ۱۵۱

امام سجاد (ع) کے دوسرے آثار بھی ہیں؛ جیسے صحیفۃ الزھد، ابو حمزہ ثمالی سے الجامع فی الفقہ، کتاب حدیثۃ (ع)۔۔۔ کہ جنہیں رجالی کتابوں میں ان کے راویوں کے نام سے بیان کیا گیا ہے[1] امام سجاد (ع) کا امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) کے زمانے کی نسبت زیادہ فرصت ملنے اور تدوین و نشر کے اسباب فراہم ہونے کی بنا پر بہت ساری روایات اور مکتوبات اپنے بعد والی نسل کو منتقل کیا۔ علامہ مجلسیؒ نے ایک روایت میں ذکر کیا ہے امام سجاد (ع) نے شہادت کے وقت، ایک بڑے صندوق کو امام باقر (ع) کے لئے چھوڑا اور وہ صندوق حضرت کے مکتوب آثار سے بھرا ہوا تھا:

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنَ عَلِيٍّ ع قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ ع الْوَفَاةُ قَبْلَ ذَلِكَ قَالَ أَخْرَجَ سَفَطاً أَوْ صُنْدُوقاً عِنْدَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ احْمِلْ هَذَا الصُّنْدُوقَ قَالَ فَحُمِلَ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ قَالَ فَلَمَّا تُوُفِّيَ جَاءَ إِخْوَتُهُ يَدَّعُونَ فِي الصُّنْدُوقِ فَقَالُوا أَعْطِنَا نَصِيبَنَا مِنَ الصُّنْدُوقِ فَقَالَ وَ اللَّهِ مَا لَكُمْ فِيهِ شَيْءٌ وَ لَوْ كَانَ لَكُمْ فِيهِ شَيْءٌ مَا دَفَعَهُ إِلَيَّ وَ كَانَ فِي الصُّنْدُوقِ سِلَاحُ رَسُولِ اللَّهِ ص وَ كُتُبُهُ [2]

## پہلی صدی کے دوسرے روائی آثار

پہلی صدی ہجری جو امام علی (ع) سے امام سجاد (ع) کے زمانے کو شامل ہے اختصار کے ساتھ بعض روائی آثار جو ان کے کاتبین اور راویوں کے ذریعے ثبت ہوئے اور کتاب حاضر میں بھی اس کی طرف اشارہ ہوا ہے، محدون اول کے زمانے تک ان کے اختیار میں تھے، اشارہ کیا جاسکتا ہے کہ جو رجالی کتب جیسے رجال نجاشی، طوسی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے، مندرجہ ذیل ہیں: [3]

۱۔ کتاب علی بن رافع؛

۲۔ نصاب زکات انعام ثلاثہ، ربیعہ بن سمیع

---

۱۔ رجال نجاشی، ۷، ۱۱۶،۱۵؛ کافی، ج۸، ص ۱۳، ح ۲؛ حیاۃ الامام زین العابدین (ع)، ج۲، ص ۲۱۹

۲۔ بحار الانوار، ج۲۶، ص ۲۱۲

۳۔ تدوین السنۃ الشریفۃ ص ۱۳۸۔ ۱۴۲؛ تاریخ عمومی حدیث، ص ۲۲۳

۳۔کتاب اصبغ بن نباتہ ، راوی عہد نامہ مالک اشتر

۴۔کتاب زید بن وھب ،جو حضرت علی (ع) کے خطبات پر مشتمل ہے۔

۵۔کتاب ابو ذر غفاری ، پیغمبر (ص) کی رحلت کے بعد کے واقعات

۶۔کتاب عبید اللہ بن الحر الجعفی ، ان کے پاس حضرت علی (ع) کی روایات کا نسخہ تھا۔

۷۔کتاب عبد اللہ بن علی ، بلال سے روایات پر مشتمل ہے۔

۸۔کتاب سلمان فارسی، حدیث جاثلیق کے راوی

۹۔کتاب میثم تمار ، تفسیر قرآن کی کتاب جو تقریبا ساتویں صدی تک موجود تھی۔

۱۰۔کتاب ،ابو مقدام ، علی بن حسین (ع) کی روایات پر مشتمل تھی۔

۱۱۔کتاب بریر بن خضیر ہمدانی ؛

۱۲۔کتاب حارث بن اعور ھمدانی ،امام علی (ع) کی روایات پر مشتمل ہے۔

۱۳۔کتاب سلیم بن قیس ،اس میں اسلام کے واقعات کی تشریح شامل تھی۔

۱۴۔کتاب محمد بن قیس بجلی ،کتاب قضایا کے راوی ؛

۱۵۔کتاب یعلی بن مرہ ثقفی ،امام کی حدیث کا نسخہ رکھتے تھے۔

## خلاصہ

### امام حسن علیہ السلام کے زمانے کا تجزیہ

امام حسن (ع) بھی اپنے والد کی طرح حدیث کے لکھنے کو ایک اہم کام سمجھتے تھے لیکن امام کا معاویہ کے ساتھ سیاسی جنگ کے سبب، ایک مستقل حدیثی مجموعہ تدوین نہ کرسکے ؛لیکن آپ کے پاس پیغمبر (ص) اور اپنے والدین کے مکتوب آثار تھے اور حدیث کے لکھنے پر تاکید کرتے تھے۔

شیخ طوسی امام حسن (ع) سے ۳۹ راوی ذکر کرتے ہیں۔ ذہبی بھی کہتا ہے کہ حسن بن علی رسول اللہ (ص) کے خاص اصحاب اور علی و فاطمہ علیہاالاسلام سے روایات جمع کیا کرتے تھے۔ عطاردی بھی مسند امام مجتبی میں ان سے روایات کو ذکر کرتا ہے۔

### امام حسین علیہ السلام کے زمانے کا تجزیہ

امام حسین (ع) نے قبائل اور بزرگان عرب کو یزید کی ظالمانہ حکومت سے جنگ میں مدد کی خاطر بہت سے خطوط انہیں لکھے ا کہ جو کتابت حدیث کی ضرورت اور اسکے جواز کی دلیل ہے، اور دوسری جانب، چند مقامات پر کتابت حدیث پر زور دیا ہے کہ جو اس کام پر انکی خصوصی توجہ کی علامت ہے۔

### امام سجاد علیہ السلام کے زمانے کا تجزیہ

امام سجاد (ع) کی امامت کے دور میں امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) کے زمانے کی نسبت حالات بہتر تھے اور حضرت کیلئے ایک مناسب فرصت ہاتھ آئی تاکہ حدیث کی تدوین کو ایک الگ رونق عطا کریں۔ اس وجہ سے ان کی امامت کے زمانے میں کچھ مکتوب آثار معتبر راویوں سے بیان ہوئے ہیں۔ شیخ طوسی امام سجاد (ع) کے راویوں کو ۱۷۶ نفر ذکر کرتے ہیں جو کہ حضرت کا کتابت کی اہمیت پر ایک دلیل ہے۔ ذیل میں حضرت کے کچھ آثار بیان ہیں:

۱۔ صحیفہ سجادیہ

۲۔ رسالۃ الحقوق

۳۔ مناسک الحج

---

ا۔ سخنان حسین بن علی از مدینہ تا کربلا، بخش اول: از مدینہ تا مکہ و بخش دوم: از مکہ تا کربلا؛ موسوعۃ کلمات الامام الحسین (ع)، بخش نامہ ھا

## پہلی صدی کے دوسرے روائی آثار

پہلی صدی ہجری جو امام علی (ع) سے امام سجاد (ع) کے زمانے تک کو شامل ہوتی ہے اختصار کے ساتھ بعض روائی آثار جو ان کے کاتبین اور راویوں کے توسط سے ثبت ہوئی اور متن میں بھی اس کی طرف اشارہ ہوا محمد ون اول کے زمانے تک ان کے اختیار میں تھی،اشارہ کیا جاسکتا ہے کہ جن کا مصادر رجالی جیسے رجال نجاشی، طوسی وغیرہ۔۔۔نے ذکر کیا ہے جیسے: کتاب علی بن رافع؛ نصاب زکات انعام ثلاثہ ،ربیعہ بن سمیع سے؛کتاب اصبغ بن نباتہ ، راوی عہد نامہ مالک اشتر؛کتاب زید بن وہب ، حضرت علی (ع) کے خطبات پر مشتمل؛کتاب ابو ذر غفاری، پیغمبر (ص) کی رحلت کے بعد کے واقعات وغیرہ.

## «تیسرا سبق»

# صادقینؑ کی حدیث پر خصوصی توجہ

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں امامین صادقین (ع) کے دور میں حدیث نگاری کا جائزہ لیا جائے گا۔ان کے دور میں سیاسی حالات بہتر تھے جس کی وجہ سے حدیث نگاری اور علمی ترقی میں اضافہ ہوا۔ یہاں امامین صادقین[ع] کی حدیث کی کتابت کے سلسلے میں روایتوں کا ذکر کیا جائے گا۔

## تفصیل

دوسری صدی امام محمد باقر(ع) کے دور سے شروع اور امام کاظم (ع) پر ختم ہوتی ہے۔ پچھلے درس میں، حضرت علی (ع) کے دور امامت سے لیکر امام سجاد (ع) تک کا تجزیہ کیا گیا اور معلوم ہوا کہ آئمہ طاہرین، پیغمبر خدا(ص) اور گذشتہ اماموں کی احادیث لکھنے اور انکی جمع آوری پر خاص توجہ دیتے اور اسے ضروری سمجھتے تھے۔پہلے چار اماموں کی طرح، دوسرے آئمہؑ کے دور میں بھی حدیث پر خاص توجہ دی گئی۔ مختصر طور پر اس درس میں دوسری صدی میں آئمہؑ کی زندگی کا جائزہ لیں گے۔

### امام محمد باقر(ع) کے دور کا تجزیہ

امام محمد بن علی باقر(ع) ابا جعفر، شیعوں کے پانچویں امام، ۱۱۴ ہجری قمری کو درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ حضرت امام محمد باقر(ع) بنی امیہ کے اختتامی دور یعنی عمر بن عبدالعزیز، یزید بن مالک اور ہشام بن عبدالملک کے دور حکومت میں اور دوسری صدی کے آغاز میں زندگی بسر کر رہے تھے جو کہ بنی امیہ کے ظالمانہ حکومت کا اختتامی دور تھا اور اس وقت بنی عباس کی حکومت بھی ابھی مستحکم نہیں ہوئی تھی۔

اس طرح، گذشتہ اماموں کے مقابلے میں امام محمد باقر(ع) کے دور میں زیادہ آزادی تھی، جسکی وجہ سے انہوں نے مدینہ میں ایک علمی مرکز قائم کیا اور علم دین کی نشر و اشاعت کیلئے شاگردوں کی تربیت کی ۲ جو امام صادق (ع) کے دور میں اپنے عروج کو پہنچا۔

علمی، اخلاقی، تفسیر، فقہ، اور دسرے علوم کی تدریس کے اعتبار سے آپکو ایک خاص مقام حاصل ہے، اس بلند مقام و مرتبے کی وجہ سے آپکو " باقر العلوم " کا لقب دیا گیا۔ ۳

---

۱۔الارشاد، ص۲۵۶، سیرہ پیشوایان، ص۳۰۶

۲۔المعجم المفہرس لالفاظ احادیث بحار الانوار، مقدمہ ج۱، ص۷۔۳۔

۳۔الصواعق المحرقۃ فی رد علی اھل البدع والزندقۃ، ص۲۰۱

امام باقر(ع) کے دور امامت میں بنی امیہ اور بنی عباس کے کُل ۹ خلفاء نے حکومت کی[1] آپ کے دور میں شیعہ زیادہ آرام وسکون میں تھے۔ بالخصوص دوسری صدی کے آغاز میں عمر بن عبدالعزیز کے دور حکومت میں سیاسی صورتحال قدرے بہتر تھی کیونکہ اس نے حضرت علی(ع) پر سبّ وشتم کرنا منع کر دیا اور دوسرے خلیفہ کے دور خلافت سے کتابت حدیث کی ممنوعیت (اور بعض مواقعوں پر جسے لائحہ عمل میں بھی لایا جاتا تھا،)[2] ختم کر دی۔اور ایک خط میں ابوبکر محمد بن حزم کو لکھا:

"اُنظر ما کان من حدیث رسول اللہ(ص) او سُنّته فاکتُبْهُ فانی خفت دروس العلم و ذهاب العلماء"[3]

اس حکم کے جاری ہونے سے بعض محفلوں میں رائج کتابت کی ممنوعیت ختم ہو گئی۔ عمر بن عبدالعزیز کے حکم کی بجاآوری کرتے ہوئے سب سے پہلے حدیث کے لکھنے والے ابن شہاب زہری تھے کہ جس کے بارے میں تفصیل، "اہل سنت کے احادیث کے تاریخی ادوار" درس میں آئے گی۔

عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے پہلی صدی کے اواخر اور دوسری صدی کے اوائل میں[4] حاکمِ مدینہ کو اس طرح کا حکم باعث بنا کہ امام محمد باقر(ع) اور انکے اصحاب اور شیعوں کیلئے ایسے حالات پیش آئے جس سے کتابت حدیث میں مزید رونق آ گئی۔ لیکن عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے بعد صورتحال تھوڑی کشیدہ ہو گئی۔اور یزید بن عبدالملک کے دور حکومت ۱۰۱ سے لیکر ۱۰۵ تک اور ہشام کی حکومت ۱۰۵ سے لیکر امام محمد باقر(ع) کے امامت کے اختتام تک سخت صورتحال کا سامنا رہا۔[5]

**کتابت حدیث کے بارے میں امام باقر(ع) کی روایات**

حضرت امام محمد باقر(ع) علم کے حصول اور اُسے لکھنے کے ساتھ ساتھ معرفت اور درایت پر بھی بہت تاکید فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے دور میں اہم علمی آثار اور نوشتہ جات منظر عام پر آئے۔

علم کے پڑھنے اور لکھنے کے بارے میں امام کی بعض احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔عن الباقر: اعرف منازل الشیعة علی قدر روایاتهم۔۔۔[6]

---

۱۔تاریخ عمومی حدیث، ص ۲۲۷

۲۔ سنن دارمی، ج ۱، ص ۱۲۶۔

۳۔ایضا۔

۴۔فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ج ۱، ص ۲۵۹، تاسیس الشیعہ لعلوم الاسلام، ص ۲۷۸۔

۵۔ سنن دارمی، ج ۱، ص ۱۲۶، صحیح بخاری، ج ۱، ص ۳۶، تہذیب التہذیب ج ۱۲، ص ۴۱

۶۔حیاۃ الامام الباقر علیہ السلام، ج ۱، ص ۱۴۰

۲۔عن جابر الجعفی قال: قلت لابی جعفر علیه السلام اقید الحدیث اذا سمعت؟ ---۱

۳۔عن الباقر(ع): سارعوا فی طلب العلم۔۔۔۲

مندرجہ بالا تینوں روایتوں میں امام ان جملات (**فأن المعرفة هی الدرایة**)،(**اذا سمعت حدیثا من فقه خیر**)،(**سارعوا فی طلب العلم**)کے ذریعے حدیث کی تدوین اور مکمل طور پر کتابت کرنے کے بارے میں توجہ دلا رہے ہیں۔

## امام محمد باقر(ع)کے علمی آثار

امام محمد باقر(ع) اور امام جعفر صادق (ع) کے اصحاب سے بہت ساری کتابیں اور نوشتہ جات نقل ہوئی ہیں ۳ اور انکو نقل کرنے والے آپکے ۵۰۰ شاگرد تھے۔۴ ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ تفسیر القرآن، زیاد بن منذر اور ابوالجارود عبدی کے روایت کے مطابق ۵

۲۔احادیث کا ایک نسخہ، خالد بن ابی کریم، خالد بن طہمان کی روایت کے مطابق ۶

۳۔کتاب حدیث، عبدالمومن بن ابی القاسم، زرارۃ بن اعین کی روایت کے مطابق ۷

۴۔ سعد الاسکاف اور سعد الخیر کے نام رسالہ ۸

امام محمد باقر(ع) کے راویوں میں سے کچھ نام ایسے بھی ہیں کہ جو خود حدیثوں کا مجموعہ یا کتابوں کے حامل تھے جیسے سلام بن ابی عمرہ، مسعدۃ بن صدقہ، مسمع بن عبدالملک، نصر بن مزاحم، عمر بن ابی المقدام، ظریف ابن ناصح وغیرہ کہ جنھیں علم رجال میں امام محمد باقر(ع) کے اصحاب کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے۔اور اِنکے کچھ علمی آثار بھی ملتے ہیں۔۹

---

۱۔ادب الاملاء والاستملاء ص ۵۵،تدوین السنۃ الشریفۃ ص ۱۵۲۔

۲۔جامع الاحادیث الشیعہ ج۱ ص ۵۱۔

۳۔السنۃ قبل التدوین، ص ۳۵۴۔

۴۔۔رجال، ص ۱۰۲ کے بعد سے

۵۔فہرست ابن ندیم، ص ۳۶۔اعیان الشیعہ ج ۱، ص ۲۱۱۔

۶۔رجال النجاشی، ص ۱۵۱۔

۷۔تاسیس الشیعہ لعلوم الاسلام، ص ۶۔۲۸۵۔

۸۔رجال نجاشی، ص ۱۷۸، روضہ کافی، ص ۴۵، ح ۱۶، ۱۷۔

۹۔المعجم المفہرس لالفاظ احادیث بحار الانوار، مقدمہ ج ۱، ص ۳۹، ۳۸؛ رجال نجاشی، ص ۴۲۸، ۴۱۵، ۲۰۹، ۱۸۹۔

## حضرت امام صادق (ع) کے دور کا تجزیہ

حضرت امام جعفر صادق (ع) کی ولادت ۸۳ ہجری قمری اور شہادت ۱۴۸ ہجری قمری میں ہوئی۔ آپ علیہ السلام مدینہ منورہ میں رہتے تھے اور آپ نے اپنی ۶۵ سالہ بابرکت عمر میں (خصوصاً ۳۴ سالہ امامت میں) وہ علمی مرکز جس کی بنیاد آپ کے والد بزرگوار نے رکھی تھی، اسے اپنے عروج تک پہنچایا۔

حضرت امام جعفر صادق (ع) اموی حکومت کے اختتامی دور اور عباسی حکومت کے آغاز میں عہدۂ امامت پر فائز ہوئے اور آپکی امامت کے دوران ہشام بن عبدالملک، ولید ابن یزید، یزید ابن ولید، ابراہیم ابن ولید، مروان ابن محمد، عبداللہ ابن محمد (جو سفاح کے نام سے مشہور تھا) اور ابو جعفر (جو منصور دوانیقی کے نام سے معروف تھا) تخت نشین ہوئے۔ اعباسی حکومت کا آغاز سفاح اور منصور دوانیقی کی حکومت سے ہوا۔

حضرت امام جعفر صادق (ع) نے اپنے دورہ امامت میں ہزاروں فقہاء اور دانشوروں کی تربیت کی، بعض نے آپ کے شاگردوں کی تعداد چار ہزار بتائی ہے اور اس کے ساتھ اہل سنت کے تابعین جیسے ابو حنیفہ، مالک، ابن جریح، سفیان ثوری، شعبہ وغیرہ نے بھی آپ (ع) سے حدیثیں نقل کی ہیں۔ ۲

شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں: "حضرت امام جعفر صادق (ع) سے لاتعداد علوم نقل ہوئے ہیں اور زبان زد عام ہوئے اور ہر جگہ آپ کی شہرت پھیل چکی تھی۔ ۳ آپ کے علمی حلقوں میں نہ صرف اہل سنت کے چار مذاہب کے بانی بلکہ مشہور فلسفی جیسے حسن بصری (بصرہ کے فلسفی مکتب کے بانی) اور واصل بن عطاء (مکتب معتزلہ کے بانی) وغیرہ بھی شرکت کرتے تھے۔ ۴

ابن خلکان آپ (ع) کو شیعوں کے بارہ اماموں میں سے ایک مانتے تھے اور آپ (ع) کے بارے میں کہتے ہیں:

**ابوعبداللہ جعفر الصادق بن محمّد الباقر۔۔۔ احد الائمۃ الاثنی عشر علی مذہب الامامیہ و کان من سادات اہل البیت و لقب بالصادق لصدقہ فی مقالتہ و فضلہ اشہر من ان یذکر و لہ کلام فی صنعۃ**

---

۱۔ سیرہ پیشوایان ص ۳۴۹۔

۲۔ الصواعق المحرقۃ فی رد علی اہل البدع والزندقۃ، ص ۲۰۱۔

۳۔ الارشاد ص ۲۷۰۔

۴۔ مختصر تاریخ العرب، ص ۱۹۳۔

الکیمیا، و الزجر و الفال و کان تلمیذہ ابوموسیٰ بن جابر بن حیان۔۔۔ قد الّف کتاباً یشتمل علی الف ورقۃ تتضمن رسائل جعفر الصادق و ہی خمسمائۃ رسالۃ۔۱

حضرت امام صادق (ع) کے دور میں قرائت قرآن، تفسیر، فقہ، کلام، حدیث، نجوم، طب، ریاضیات جیسے علوم نے بہت ترقی کی اور ہر علم کی ترقّی میں آپ (ع) کا بہت اہم کردار تھا اور ہر علمی شعبے میں آپ (ع) کے بہت سے شاگرد تھے۔ امام صادق (ع) کی علمی تحریک سارے جہان کیلئے بہت فائدہ مند تھی، اگر ان کے اور بھی قابل ترین شاگرد ہوتے تو بہت زیادہ علوم، دنیا میں پھیلتے۔

حضرت امام جعفر صادق (ع) نے مناسب فرصت پاتے ہی، اپنے والد گرامی کی علمی تحریک کو آگے بڑھایا اور مدینہ میں ایک بڑی یونیورسٹی قائم کی؛ البتہ حکومتِ وقت (خصوصاً سفاح اور منصور دوانیقی) کی طرف سے بہت سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور اس دور میں بعض تاریخی اور اندرونی اختلافات کی وجہ سے شیعہ بھی مختلف گروہوں جیسے زیدیہ، کیسانیہ، غلات اور امامیہ وغیرہ میں تقسیم ہوگئے تھے۔۲ اور اِسی کے ساتھ کلامی مذاہب جیسے مرجئہ، معتزلہ، قدریہ، خوارج، اصحاب رائے، اصحاب حدیث ۳ جیسے گروہ بھی وجود میں آئے۔

حضرت امام جعفر صادق (ع) نے ان تمام مشکلات کے باوجود، حدیث کی جمع آوری اور اسکی نشر و اشاعت کیلئے مختلف طریقے اختیار کیے: جیسے مسجد النبی میں درس دینا یا گھر میں خاص افراد کو تعلیم دینا، مناظروں اور عمومی ملاقاتوں میں شرکت کرنا وغیرہ۔ فقہ اور علوم آل محمد (ص) کو پھیلایا۔

ایک روایت میں مخصوص اسی مطلب کو بیان کیا گیا ہے:

عن ابی حمزہ الثمالی قال: کنت جالسا فی مسجد رسول الله اذا اقبل رجل فسلّم فقال: من انت یا عبدالله؟ فقلت: رجل من اہل الکوفہ. فقلت فما حاجتک؟ فقال لی: اتعرف ابا جعفر محمد بن علی؟ قلت: نعم۔ قال: فما حاجتک الیہ؟ فقال: ہیات لی اربعین مسالۃ اسأله عنہا فما کان من حق اخذتہ و ما کان من باطل ترکتہ۔۔۔ اذ رأیت ابا جعفر علیہ السلام۔۔۔ حتی اقبل ابوجعفر و حولہ اہل

---

۱۔ وفیات الاعیان ج ۱، ص ۳۲۷۔

۲۔ تاریخ عمومی حدیث، ص ۲۳۲۔

۳۔ ایضا، ص ۲۳۳۔

**خراسان و غیرہم یسالونَهُ عن مناسک الحج۔۔۔ قال: ابوحمزہ فجلست بحیث اسمع الکلام و حوله عالم من النّاس فلما قضی حوائجهم و انصرفوا، التفت الی رجل، فقال له: من انت؟ قال: انا قتادة بن دعامه البصری۔ فقال لی ابوجعفر(ع): انت فقیه اہل البصرة؟ قال: نعم۔۔۔**[1]

*حضرت امام جعفر صادق (ع) علم وحدیث کے سرچشمہ تھے اور زیادہ تر روایتیں بھی آپ ہی سے نقل ہوئی ہیں۔ اور آپ کے چار ہزار شاگرد بھی تھے۔ اس کے بارے میں شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں:* **و کان الصادق(ع)۔۔۔ نقل الناس عنه من العلوم ما سارت به الرکبان و انتشر ذکرہ فی البلدان و لم ینقل عن احد من اہل بیته العلماء ما نقل عنه۔۔۔ فان اصحاب الحدیث قد جمعوا اسماء الرواة عنه من الثقات، علی اختلافهم فی الآراء و المقالات، فکانوا اربعة آلاف رجل۔**[2]

### کتابت حدیث کے متعلق امام صادق (ع) کی روایات

*حضرت امام جعفر صادق (ع) سے مختلف روایتیں، تدوین حدیث اور اسکی نشر و اشاعت کے بارے میں نقل ہوئی ہیں جو مختلف عبارتوں جیسے "الکتب" "احتفظوا" "فاکتبوہ"۔۔۔ کی صورت میں نقل ہوئی ہیں، جو آئمہؑ کی احادیث لکھنے کو لازم قرار دیتی ہیں۔ اسکی مثالیں کتاب اصول کافی کے باب "روایة الکتب و الحدیث" اور کتاب "فضل العلم" اور کتاب "بحار الانوار" وغیرہ میں موجود ہیں جو اس طرح ہیں:*

**۱۔ عن عبید بن زرارة قال: قال ابوعبداللہ(ع): احتفظوا بکتبکم فانکم سوف تحتاجون الیها۔**[3]

**۲۔ عن ابی عمیر، عن حسین الاحمس عن ابی عبداللہ علیه السلام قال: القلب ینکل علی الکتابة۔**[4]

**۳۔ عن المفضل بن عمرہ قال: قال ابوعبداللہ: الکتب و بثّ علمک اخوانک فان متّ فاورث کتبک بینک فانّه یاتی علی النّاس زمان هرج لا یانسون فیه الّا بکتبهم۔**[5]

---

۱۔ بحار الانوار ج ۱۰، ص ۱۵۴۔

۲۔ الارشاد ص ۲۷۱۔

۳۔ کافی، ج ۱، ص ۵۲، کتاب فضل العلم، باب روایة الکتاب، ح ۱۰۔

۴۔ ایضا، ح ۸۔

۵۔ ایضا، ح ۱۱؛ بحار الانوار، ج ۲، ص ۱۵۲۔

۴۔ **عن ابی بصیر قال سمعت اباعبداللہ(ع) یقول: اکتبوا فانّکم لا تحفظون حتیٰ تکتبوا۔۱**

امام صادق علیہ السلام نے مفضل بن عمر سے ایک تفصیلی روایت میں مطالب بیان فرمائے جسے محمّد بن سنان نقل کرتے ہیں کہ مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد النبی (ص) میں روضے کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابن ابی العوجاء بھی وہاں آ پہنچا اور خداوند متعال اور اسکی وحدانیت کے بارے میں ناروا باتیں کہنے لگا، جسکی وجہ سے میں بہت غضبناک ہوا اور میں اس سے بحث کرنے کے بعد مسجد سے باہر نکلا اور اسی غصّہ کے عالم میں سوچتا ہوا جا رہا تھا کہ کافر اور منافق کیسے خدا کے بارے میں اسطرح کے کلمات ادا کرتے ہیں؟ یہاں تک کہ میں امام صادق (ع) کی خدمت میں پہنچا۔ امامؑ نے جب میری یہ حالت دیکھی تو مجھ سے پوچھا: **ما لک؟ فاخبرته بما سمعت من الدهريين و ما رددت عليهما فقال: لا يقين اليک من حکمة الباری۔۔۔ فکبّر علیّ غداً۔۔۔ فقال: تامل يا مفضل! ما انعم الله تقدّست اسماوه على الانسان من هذا النطق الّذی يعبّد به عمّا فی ضميره۔۔۔ ۲**

ابن مارد جب امام صادق(ع) سے زیارت حضرت علیؑ کے بارے میں پوچھتا ہے تو آپ(ع) فضیلت زیارت امیرالمومنین (ع) کے بارے میں یوں فرماتے ہیں: **يابن مارد! من زار جدّی عارفاً بحَقِّ کتب الله له بکل خطوة حجة مقبولة و عمرة مبرورة۔۔۔ يابن مارد! اکتب هذا الحديث بماء الذهب۔۳**

## حضرت امام جعفر صادق (ع) کے نوشتہ جات

امام صادق (ع) کے امامت کے دوران بہت ساری کتابیں لکھی گئیں کہ جسے تاریخ میں آپ (ع) اور آپ کے شاگردوں سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اور یہ کتابیں بعض جگہوں پر آپؑ نے املاء کرائی ہیں، جیسے:

۱۔ **التوحید**: امام جعفر صادق (ع) اپنے ایک صحابی مفضل بن عمر جعفی کو ایک کتاب لکھواتے ہیں کہ جس میں شیعہ امامیہ کی توحید کو بیان کیا گیا ہے۔ علّامہ مجلسی اس کتاب کو مکمّل صورت میں بیان کیا ہے اور یہ کتاب علیحدہ طور پر شائع بھی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ شیخ محمد خلیلی نجفی نے اس کتاب کو "امالی امام صادقؑ" کے نام سے نشر کیا ہے۔ ۴

---

۱الکافی، ج۱، ص ۵۳۔ کتاب فضل العلم، باب روایۃ الکتب والحدیث، ح۹۔

۲۔ بحار الانوار ج ۳، ص ۵۷۔ ۸۲۔

۳۔ تہذیب الاحکام، ج۶، ص۲۱۔

۴۔ تدوین السنہ الشریفہ، ص۱۶۵۔

**۲۔ رسالہ اھلیلجہ**: حضرت امام جعفر صادق (ع) نے یہ کتاب کافروں اور ملحدوں کے اعتراضات کے جواب میں لکھی ہے اور مفضل بن عمر کو عطا کی۔ علّامہ مجلسیؒ اس مجموعہ کو کتاب توحید کے بعد بحارالانوار کے تیسری جلد میں ذکر کرتے ہیں۔۱

**۳۔ رسالہ اھوازیہ**: جس طرح اس کتاب کے نام سے معلوم ہے کہ وہ خط ہے جو امام (ع) نے اھواز کے حاکم عبداللہ نجاشی کو لکھا اور اہم اخلاقی نکات بیان کیے۔ علامہ مجلسی اس نسخہ کو بحارالانوار میں نقل کرتے ہیں ۲اور شیخ بزرگ تہرانی بھی اپنی کتاب میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔ ۳

**۴۔ جعفریات**: یہ حضرت امام جعفر صادق (ع) کی وہ کتابیں ہیں جس میں صرف فقہ اور احکام سے متعلق روایتیں موجود ہیں اور یہ مجموعہ فقہی ابواب کی ترتیب کی بنیاد پر تشکیل پایا ہے۔ اسے امام موسیٰ کاظم (ع) نے آپ (ع) سے نقل کیا ہے۔اس مجموعہ کو اشعثیات کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے کیونکہ اس مجموعے کے راوی ابن اشعث تھے ۴اور مصر کے اسماعیلی علماء میں سے قاضی نعمان مصری بھی اس کتاب کا ذکر اور اس سے نقل قول کرتے ہیں۔ ۵

**۵۔ کتاب الحج**: یہ کتاب حج اور اس کے احکام کے بارے میں روایتوں کا مجموعہ ہے جسے ابان بن عبدالملک الثقفی آپ (ع) سے نقل کرتے ہیں۔ ٦

**٦۔ حضرت امام جعفر صادق (ع) کے خطوط اور نوشتہ جات کا مجموعہ**: آپ (ع) نے کچھ خطوط اپنے صحابوں کو لکھے جیسے "ایک خط میں آپ (ع) نے صحابوں کی راہنمائی کرتے ہوئے انہیں نیک اور اچھے کردار کی ہدایت کی۔ جسے محمد یعقوب کلینیؒ اپنے کتاب روضہ کافی میں ذکر کرتے ہیں۔ ۷ یا پھر آپ (ع) ایک نسخہ "کسب راستے" کے بارے میں یا پھر خمس اور غنائم و

---

۱۔ بحارالانوار ج ۳، ص ۱۵۲۔۱۹٦؛ المعجم المفھرس لالفاظ احادیث بحارالانوار، مقدمہ ص ۴۱۔

۲۔ بحارالانوار ج ۳، ص ۲۷۱۔۲۷۷؛ المعجم المفھرس لالفاظ احادیث بحارالانوار، مقدمہ ص ۴۱۔

۳۔ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، ج ۲، ص ۱۰۹۔

۴۔ ایضاج ۲، ص ۱۰۹۔

۵۔ تدوین السنہ الشریفہ، ص ۱٦٦۔

٦۔ رجال نجاشی ص ۱۴۔

۷۔ کافی ج ۸، ص ۲، ح ۱۔

غیرہ کے بارے میں اپنے اصحاب کو لکھے، جنہیں حدیثی کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے۔۱اس کے علاوہ بہت سارے راویوں نے آپ سے مختلف احادیث نقل کی ہیں ۲کہ جسے اگلے درس "اصول اربعمائۃ" میں ذکر کیا جائے گا۔

### حضرت امام جعفر صادق (ع) کے دَور میں کتابت حدیث کی ترقی

امام جعفر صادق (ع) کا دور دوسرے آئمہؑ کے مقابلے میں کچھ اسباب کی بناء پر (جن میں سے ایک بنی امیہ کی حکومت کی سرنگونی ہے) حدیث نگاری کی ترقّی اور فقہ جعفری کے استحکام کا دور مانا جاتا ہے کیونکہ وہ علمی تحریک جو حضرت امام محمد باقر (ع) کے زمانے سے شروع ہوا، امام صادق (ع) کے دور میں اپنے عروج کو پہنچا۔ فقہ، تفسیر، حدیث وغیرہ کے مدارس بھی آپ (ع) کے زیر امامت میں وسعت پانے لگے۔ ان مدارس میں ہشام بن حکم اور مفضل جیسے صدہا علماء کرام کو شاگردی کا شرف حاصل ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے شہروں میں تعلیمات کی کتابت اور نشر و اشاعت کا ذمہ داری بھی انجام دی۔

حضرت امام جعفر صادق (ع) کے دور میں بنی امیہ کی حکومت، اسلامی حکومت سے ملوکیت میں تبدیلی، بیت المال کی غلط تقسیم، بے گناہوں کا قتل عام، دینی مظاہر کی پامالی، آئمہؑ اور ان کے خاندان کے بے حرمتی، اشرافیہ، شراب نوشی اور عیاشی ۳وغیرہ کی بناء پر حکومتِ بنی امیہ اپنے زوال کو پہنچی۔

دوسری طرف حضرت امام جعفر صادق (ع) نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ایک مرتبہ پھر آپ نے فقہ، حدیث اور تفسیر کے حقائق لوگوں کے دل و جان میں اُتار دیا۔

حضرت امام جعفر صادق (ع) کے دور میں حکومتِ بنی امیہ کے زوال کے بعد، حالات اس حدّتک پہنچ گئے تھے کہ عبّاسیوں نے امام (ع) کے ساتھ بیعت کی تجویز پیش کی اور دین اسلام کی طرف بازگشت کے مقصد سے سیاہ لباس اور سیاہ پرچم کا سہارا لیا اور ان کا عقیدہ تھا کہ سیاہ لباس اور پرچم خاندان پیغمبر (ص) کی عزاداری کی علامت ہے یا چاہتے تھے کہ خود کو "ملاحم" کا مصداق قرار دیں جس کے مطابق سیاہ عَلَم کا خراسان کی طرف سے نظر آنا ظالم و جابر حکومت کے زوال اور حکومت حق کی تشکیل کی علامت ہے۔ ۴

---

۱۔ تحف العقول، ص۳۳۱۔۳۳۹۔

۲۔ تدوین السنہ الشریفہ ص۱۶۷۔۱۷۲؛ جس میں آپ سے منسوب ۲۱ کتابیں اور نسخے مذکور ہیں۔

۳۔ تاریخ تحلیلی اسلام تا پایان امویان، ص ۲۰۳، ص۳۷۹

۴۔ الکامل فی التاریخ، ج۵، ص۴۷۹؛ البدایہ والنھایہ ج ۱۰، ص۶۷، بحار الانوار، ج۵۲، ص۲۱۷۔

لیکن امام جعفر صادق (ع) ان کی پلید نیتوں سے بخوبی واقف تھے اور ان کے ایک سربراہ کے خط کے جواب میں لکھتے ہیں: "ما انت من رجالی و لا الزمان زمانی" ۱اور اسی طرح دوسرے خطوں کا جواب منفی انداز میں دیئے مثلاً ایک خط کے جواب میں یوں لکھتے ہیں: "تمہارے خط کا کوئی جواب نہیں ہمارے پاس سے دور ہو جاؤ۔" ۲

حضرت امام جعفر صادق (ع) کے منفی جواب کا مقصد، عباسیوں کو نااہل قرار دینا تھا کہ وہ لوگ اس مکتبی قیام کی صلاحیت نہیں رکھتے ورنہ امام جعفر صادق (ع) خود ہمیشہ اس کوشش میں تھے کہ علوم آلِ محمّد کی نشر و اشاعت کے راستے سب کیلئے ہموار ہو جائیں اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں یہ پیغام پھیل جائے۔آخر کار امام جعفر صادق (ع) کے امامت کے آخری ایام میں منصور دوانیقی کی حکومت پر فائز ہوتے ہی آپ (ع) اور آپ کے خالص شیعوں پر ظلم و ستم میں اضافہ کردیا اور عباسیوں نے خاندانِ پیغمبر (ص) کی مظلومیت کے خاتمے کے اپنے وعدوں کو عملی جامہ نہیں پہنایا بلکہ اپنے مکر وفریب کے ذریعے اہل بیت (ع) کی مخالفت پر زور دیا اور امویوں کی طرح دین کے خلاف مہم شروع کردی۔ ۳

عباسیوں نے اہل بیتؑ کے شہر مدینے کا اقتصادی محاصرہ کر لیا اور ایک سخت اور سنگدل انسان کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تا کہ حضرت امام صادق (ع) کی سرگرمیوں کو کنٹرول کرسکے ۴ لیکن امامؑ نے کسی بھی حالات میں علم و دانش کو پھیلانے سے پیچھے نہیں ہٹے اور بہت ساری روایتوں کی نشر و اشاعت کا سبب بنے جو آج بھی حدیثی کتابوں میں انہی کے نام سے موجود ہیں حتیٰ کہ بعض روایات ہر موضوع میں موجود ہیں۔

## خلاصہ

### امام محمد باقر(ع) کے دور کا تجزیہ

پچھلے اماموں کے مقابلے میں امام محمد باقر (ع) کے دور میں زیادہ آزادی تھی، جسکی وجہ سے انہوں نے شہر مدینہ میں ایک علمی مرکز قائم کیا اور علم دین کی نشر و اشاعت کیلئے شاگردوں کی تربیت کی۔ علمی، اخلاقی اور تدریسی اعتبار سے آپکو ایک خاص مقام حاصل ہے جسکی وجہ سے آپکو "باقر العلوم" کا لقب دیا گیا۔

---

۱۔الملل والنحل، ج ۱، ص ۱۵۴؛ سیرہ پیشوایان، ص ۳۸۴۔

۲۔ بحار الانوار، ج ۴۷، ص ۲۹۷۔

۳۔ سیرہ پیشوایان، ص ۳۹۳۔

۴۔ ایضا، ص ۳۹۷۔

عمر بن عبدالعزیز نے حدیث کی کتابت کی ممنوعیت کو ختم کر دیا۔ عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے سب سے پہلے حدیث کے لکھنے والے ابن شہاب زہری تھے۔ عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے حاکمِ مدینہ کو اس طرح کا حکم دینا باعث بنا کہ امام محمد باقر (ع) اور انکے اصحاب اور شیعیان کیلئے ایسے مواقع فراہم ہوئے کہ جس سے حدیث کی کتابت میں مزید رونق آ گئی۔

### کتابت حدیث کے بارے میں امام باقر (ع) کی روایات

حضرت امام محمد باقر (ع) علم حاصل کرنے اور اُسے لکھنے کی بہت تاکید کرتے اور اسی طرح اسکی معرفت اور حکمت پر بھی۔ اسی وجہ سے آپ کے دور میں اہم علمی آثار اور نوشتہ جات منظر عام پر آئے۔ امامؑ سے بعض احادیث علم کے لکھنے کے بارے میں منقول ہیں۔

### امام محمد باقر (ع) کے علمی آثار

امام محمد باقر (ع) اور امام جعفر صادق (ع) کے اصحاب سے بہت ساری کتابیں اور نوشتہ جات منقول ہیں؛ جیسے: ۱۔ تفسیر القرآن ۲۔ احادیث کا نسخہ وغیرہ۔

### حضرت امام صادق (ع) کے دور کا تجزیہ

حضرت امام جعفر صادق (ع) نے اپنے دورہ امامت میں ہزاروں فقہاء اور دانشمندوں کی تربیت کی۔ اس کے ساتھ اہل سنت کے بزرگ علماء جیسے ابو حنیفہ، مالک، ابن جریح، سفیان ثوری، شعبہ وغیرہ بھی آپ (ع) سے حدیثیں نقل کرتے تھے۔
حضرت امام جعفر صادق (ع) نے مناسب فرصت پاتے ہی، اپنے والد گرامی کی علمی تحریک کو آگے بڑھایا اور شہر مدینہ میں ایک بڑی یونیورسٹی قائم کی البتہ حکومتِ وقت (خصوصاً سفاح اور منصور دوانیقی) کی طرف سے بھی بہت سے مشکلات میں گرفتار ہوئے۔

### حدیث کی کتابت کے بارے میں امام صادق (ع) کی روایات

حضرت امام جعفر صادق (ع) سے مختلف روایتیں حدیث کی جمع آوری اور نشر و اشاعت کے بارے میں نقل ہوئی ہیں جو مختلف عبارتوں جیسے "الکتب" "احتفظوا" "فاکتبوه"۔۔۔ کی صورت میں نقل ہوئی ہیں۔ اسکی مثالیں کتاب اصول کافی کے ایک باب "روایۃ الکتب والحدیث" اور کتاب "فضل العلم" اور کتاب "بحارالانوار" وغیرہ میں موجود ہیں۔

### حضرت امام جعفر صادق (ع) کے نوشتہ جات

امام صادق (ع) کے امامت کے دوران بہت ساری کتابیں لکھی گئیں کہ جسے تاریخ میں آپ (ع) اور آپ کے شاگردوں سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اور یہ کتابیں بعض جگہوں پر آپ کے املاء کی صورت میں ہیں، جیسے:

۱۔ التوحید؛ ۲۔ رسالہ اہلیلجہ؛ ۳۔ رسالہ اہوازیہ؛ ۴۔ جعفریات وغیرہ

## حضرت امام جعفر صادق (ع) کے دَور میں کتابت حدیث کی ترقی

امام جعفر صادق (ع) کا دور دوسرے اماموں کے مقابلے میں کچھ اسباب کی بناء پر جن میں سے ایک بنی امیہ کی حکومت کی سرنگونی ہے، حدیث نگاری کی ترقّی اور فقہ جعفری کے استحکام کا دور مانا جاتا ہے۔ امام نے کسی بھی حالات میں علم و دانش کو پھیلانے سے پیچھے نہیں ہٹے اور بہت ساری روایتوں کی نشر و اشاعت کا سبب بنے جو آج بھی حدیثی کتابوں میں انہی کے نام سے موجود ہیں حتیٰ کہ بعض روایات ہر موضوع میں موجود ہیں۔

# تاریخ حدیث

## «چوتھا سبق»

## حضرت امام موسیٰ کاظم (ع) کے دور کا تجزیہ

M.O.U
www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں امام موسیٰ کاظم سے لے کر غیبت صغریٰ تک کا دور زیر بحث لا یا گیا ہے اور اس دور کے اماموں کا حدیث کی کتابت اور اسکی اہمیت پر تاکید بیان کی گئی ہے۔ نیز ہر امام کے نوشتہ جات بھی ذکر کریں گے۔

## تفصیل

امام موسیٰ کاظم (ع) آسمانی ہدایت کے ساتویں کڑی ہیں، آپکی شہادت ۱۸۳ ہجری قمری کو ہوئی اور آپ کے زمانے میں چار عباسی خلفاء (منصور دوانیقی، محمد المعروف مہدی، ہادی اور ہارون) نے حکومت کی۔ اور آپکی امامت کا آغاز منصور دوانیقی کی حکومت سے ہوا۔ اور اسکی یہ کوشش تھی کہ وہ موقع جو امام صادق (ع) کے ہاتھ آیا وہ دوبارہ امام موسیٰ کاظم کو میسر نہ آئے لہٰذا آپکو ایک طویل مدت تک زندان میں بھیج دیا اسی وجہ سے حدیثوں کی نشر و اشاعت کا سلسلہ بھی رُک گیا۔ لیکن ان تمام مشکلات کے باوجود آپ نے کچھ خاص لوگوں کو جمع کیا اور اُن خاص افراد کے ذریعے اپنی اور آئمہ اطہارؑ کی روایتوں کو پھیلایا۔

حضرت امام موسیٰ کاظم (ع) نے اپنی ۳۵ سالہ دَور امامت میں سیاسی مشکلات کے باوجود علماء و فقہاء جیسے علی بن یقطین، حسان بن مہران، عبدالرحمٰن بن حجاج، اسحاق بن عمار کوفی، اسماعیل بن موسیٰ وغیرہ اکی تربیت کی تاکہ تعلیمات اسلامی پھیل سکیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم (ع) کے نوشتہ جات

۱۔ مسند امام موسیٰ کاظم (ع): مسند امام موسیٰ کاظم روایتوں کا ایک مجموعہ ہے جس میں امام وہ روایتیں نقل کرتے ہیں جس کا سلسلہ سند ان کے جد امجد تک پہنچتا ہے اور بعد میں یہی مجموعہ مسند کے نام سے معروف ہوا اور اس کے بعد موسیٰ بن ابراہیم، ابو عمران مروزی جیسے راوی ان روایات کو امام سے نقل کرتے ہیں ۲ اور اس کتاب کے ایک حصے کو "سید محمد حسین حسینی جلالی" نے مرتب اور منظّم کیا اور اُسے ۱۳۸۹ش میں نجف اشرف میں نشر کیا۔ ۳

---

۱۔ سیرہ الائمہ الاثنی عشریہ، ج ۲، ص ۳۱۳۔

۲۔ فہرست شیخ طوسی، ص ۱۹۱؛ رجال نجاشی، ص ۴۰۷۔

۳۔ تدوین السنۃ الشریفۃ، ص ۱۷۳۔

۲۔اصحاب امام موسیٰ کاظم کی کتب اور نسخہ جات: کچھ ایسی کتب ہیں جنہیں آپ کے صحابیوں نے آپ (ع) سے نقل کیا ہے جیسے ایک کتاب محمد بن صدقہ، بکر بن اشعث اور خلف بن حماد کے ذریعے نقل ہوئی اور روایات پر مشتمل کچھ نوشتہ جات علی بن حمزہ، محمد بن ثابت، محمد بن زرقان، علی بن یقطین وغیرہ سے نقل ہوئی ہیں۔۱

۳۔امام موسیٰ کاظم (ع) کے خطوط و رسالات: حضرت امام موسیٰ کاظم (ع) نے اپنے یاران سے مخاطب ہو کر کچھ خطوط لکھے جو سب کے سب حدیث ہیں اور یہ روایتوں کی تدوین اور کتابت کی اہمیت کی علامت ہیں جیسا کہ آپ زندان میں علی بن سوید کے سوالات کا جواب لکھتے ہیں اور ان جوابات کو آج امام رضاؑ عالمی کانفرنس میں علی بن سوید سائی کی سوانح حیات کے ساتھ نشر کیا گیا جس کی تحقیق شیخ فاضل مالکی نے کی ہے۲ اور اسی طرح امام موسیٰ کاظم (ع) نے ہشام بن حکم سے گفتگو کرتے ہوئے عقل کے بارے میں کچھ نکات کی جانب اشارہ کیا اور اُسے محمد یعقوب کلینی نے اصول کافی کے باب "العقل والجہل" میں ذکر کیا ہے اور اس کی چند عبارات یہ ہیں:

**عن ہشام بن الحکم قال: قال لی ابوالحسن موسی بن جعفر(ع) یا ہشام! ان اللہ تبارک و تعالیٰ بشّر اہل العقل و الفہم فی کتابہ۔۔۔ یا ہشام! ان اللہ تبارک و تعالیٰ اکمل للنّاس الحجج بالعقول و نصر النبیین بالبیان و۔۔۔۳**

امام موسیٰ کاظم (ع) سے وافر مقدار میں روایتیں حدیثی کتابوں میں موجود ہیں اور بعض افراد ان کی تعداد دوہزار دو سو لکھی ہے۔۴ ان روایتوں کو آپ کے شاگردوں اور اصحاب نے آپ سے نقل کیا ہے اور اُس سیاسی کشمکش کے باوجود، آپکے ساتھی روایتوں کو لکھتے تھے جیسا کہ زید النھشلی نقل کرتا ہے:

**کان جماعة من خاصة ابی الحسن من اہل بیتہ و شیعتہ یحضرون مجلسہ و معہم فی اکمالہم الواح۔۔۔ فاذا نطق ابوالحسن(ع) بکلمة او افتی فی نازلة، اثبت القوم ما سمعوا منہ فی ذٰلک۔۵**

---

۱۔ایضا، ص ۱۷۴؛ رجال نجاشی، ص ۱۵۲، ۱۰۹، ۳۷۳، ۳۰۷، ۳۶۹، ۲۷۳۔
۲۔تدوین السنة الشریفة، ص ۱۷۵۔
۳۔کافی، ج۱، ص ۱۳؛ کتاب العقل والجہل، ح ۱۲۔
۴۔تاریخ عمومی حدیث، ص ۳۱۰۔
۵۔مہج الدعوات، ص ۲۱۹۔

شیخ مفیدؒ آپ کو اپنے زمانے کے فقیہ ترین اور دانشمند ترین شخص مانتے تھے اور اس بات کے معتقد تھے کہ مدینہ والوں نے آپکو "زینت متہجدین" کا لقب دیا ہے۔ اسید احمد میر خانی، آپکے ان شاگردوں کی تعداد جنھوں نے کتابیں تالیف کی ۴۲ بتائی ہے جن میں سے بعض شاگردوں نے کئی کتابیں تالیف کیں جیسے محمد بن ابی عمیر نے ۹۲ کتابیں اور یونس عبدالرحمٰن نے ۳۶ کتابیں تالیف کیں اور اس طرح آپ کے شاگردوں کے نوشتہ جات دو سو سے زیادہ ہیں۔ ۲

## حدیث اہل بیت علیہم السلام کے دور میں (تیسری صدی)

تیسری صدی میں امام رضا، امام محمد جواد، امام ہادی اور امام حسن عسکری (ع) کا دور امامت آتا ہے۔ اس صدی میں اور اس سے پہلے بہت سارے حدیثی مجموعے لکھے گئے جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ آئمہ اطہار (ع) کس قدر ان حدیثوں کی کتابت پر توجہ دیتے تھے۔ اس درس میں تیسری صدی کی حدیثی کتابوں اور "اصول اربعمائۃ" کا جائزہ لیں گے۔

## حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے دور کا تجزیہ

امام رضا (ع) آسمانی ہدایت کی آٹھویں کڑی جنھوں نے ۲۰۳ھ میں جام شہادت نوش کیا۔ آپ کی بیس سالہ امامت میں ہارون، محمّد امین او رمامون جیسے عبّاسی خلفاء نے حکومت کی۔ امام علی رضا (ع) کو امین کے دور میں حکومت کے اندرونی اختلافات اور امین اور مامون کی باہمی لڑائی کی وجہ سے تھوڑی سی آزادی ملی۔ آپؑ نے اپنے دور امامت میں خصوصاً ایران کی طرف سفر کرتے ہوئے قم، نیشاپور، سبزوار وغیرہ سے شہر طوس (مشہد مقدس) پہنچنے تک حدیث پر خصوصی تاکید کی اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے مخالفوں سے بھی مناظروں اور علمی مباحثوں کا سلسلہ جاری رکھا کہ جسے بعض راویوں نے نقل بھی کیا ہے اور دوسرے فکری مذاہب کے پیروکاروں زرتشتیوں، صابئیوں، نطوریوں، رومیوں اور ہندوستان کے برہمنوں کے ساتھ آپ (ع) کا کردار بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہے کیونکہ وہ لوگ جنہوں نے اپنی علمی کتابوں کا یونانی، فارسی، سریانی، ہندی اور دوسرے زبانوں سے عربی زبان میں ترجمہ کیا اس کے ذریعے ایک علمی اور فکری تحریک برپا کی یعنی آپ نے ان مباحثوں اور مناظروں کے ذریعے سے ان کے باطل عقائد کا مقابلہ کیا۔ ۳ خصوصاً وہ مناظرات جو امام علی رضا (ع) نے جاثلیق، راس الجالوت، عمران صائی، سلیمان مروزی اور علی بن محمد بن جہم کے ساتھ کیے بہت اہم ہیں اور آپ (ع) کے

---

۱۔ الارشاد ص ۲۸۹

۲۔ سیر حدیث در اسلام، ص ۲۱۳۔

۳۔ الارشاد ص ۳۱۰، سیرہ پیشوایان، ص ۵۰۹۔

راویوں نے ان حدیثوں کو بطور احسن نقل کیا ہےاجو اس بات کی حکایت کرتی ہیں کہ امام رضا (ع) حدیث کی جمع آوری اور نشر واشاعت کو اہمیت دیتے تھے۔ بالخصوص حضرت امام رضاؑ روایات کی حفاظت پر بہت زیادہ توجہ دیتے تھے۔

## کتابت حدیث کے متعلق حضرت امام علی رضا(ع) کی حدیثیں

۱۔ایک دفعہ ایک شخص ایک اہم حدیث کاغذ پر لکھ کر امام رضا (ع) کے پاس لایا تو اُس وقت امام (ع) نے اسکی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا: "ان حدیثوں کو چمڑے پر لکھو تاکہ وہ زیادہ عرصہ تک محفوظ رہیں۔" راوی کہتا ہے: **کتبت علی ظهر قرطاس: ان الدّنيا ممثلة لِلامام كفلقة الجوزة فدفعته الیٰ۔۔۔۲**

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کے ذیل میں فرماتے ہیں: (**انّما قال(ع): فحوّله الى اديم**)**ليكون ادوم و اكثر بقاء۔۔۔۳**

۲۔جب علی بن اسباط نے چاہا کہ آیہ "**و كان تحته كنز لهما**"۴ کی تفسیر امام رضا (ع) سے پوچھے اور اسکو لکھے تو اس وقت امام رضا (ع) نے قلم، دوات علی بن اسباط کے حوالے کیا تو اُس وقت علی ابن اسباط کہتے ہیں:

**قلت له(ع): جعلت فداک، اتريدُ ان اكتب۔ قال: فضرب يده(ع) الى الدواة فتناولت يده فتناولتها و اخذت الدواة فكتبته۔۵**

۳۔احمد بن عمر حلّال نقل کرتے ہیں: "میں نے امام علی رضا (ع) کی خدمت میں عرض کیا: "بعض اوقات کچھ افراد مجھے کتابیں دیتے ہیں کیا میرے لیے جائز ہے کہ ان کتابوں میں سے کچھ روایتیں نقل کروں جبکہ کتاب کے مالک نے مجھے اس کام کی ذمہ داری نہیں سونپی؟ امام رضا (ع) اس شخص کے جواب میں فرماتے ہیں: "**اذا علمت ان الكتاب له فاروه عنه**"٦

ان تینوں روایتوں کے ذریعے امام رضا (ع) کا کتابت پر اہمیت دینا روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ خصوصاً وہ پہلی روایت جس میں مولاؑ نے مضبوط اور محکم کاغذ پر لکھنے کی۔

---

۱۔ بحار الانوار ج ۴۹، مسند الامام الرضا ج ۲۔
۲۔ بحار الانوار ج ۲، ص ۱۴۵؛الاختصاص، ص ۲۱۷۔
۳۔ بحار الانوار ج ۲، ص ۱۴۶۔
۴۔ کہف ۸۲۔
۵۔تدوین السنۃ الشریفۃ، ص ۱۷۶
٦۔کافی، ج ۱، ص ۵۲۔

## حضرت امام علی رضا(ع) کے نوشتہ جات

۱۔ **صحیفہ یا مسندالرضا(ع)**: امام اس کتاب میں اپنے اجداد کی روایتیں نقل کرتے ہیں جو سند کے اعتبار سے متواتر اور مشہور ہیں۱اور یہ صحیفہ کئی مرتبہ چھپ چکاہے۔

۲۔ **الرِّسالة الذهبية**: اس کتاب میں وہ روایتیں ہیں جو علم طب اور صحت سے متعلق ہیں اور اس کتاب کے بارے میں کہا

جاتاہے کہ آپ نے یہ کتاب مامون عباسی کیلئے لکھی تھی اور کئی مرتبہ یہ کتاب بھی چھپ چکی ہے۔۲

۳۔ **امالی الرضا(ع)**: امام (ع) نے کچھ مطالب دعبل خزاعی کو املاء کرائے اور شیخ طوسیؒ نے ان روایتوں کو نقل کیا ہے۔۳ فضل بن شاذان نے بھی دعبل خزاعی کی طرح کچھ مطالب املاء کی صورت میں تحریر کیے ہیں۔۴

۴۔ **کتاب اهليلجه**: یہ کتاب عقائد اور کلامی ابحاث پر مبنی ہے جو بہت ہی آسان لفظوں میں لکھی گئی ہے۔

۵۔ **دیگر نوشتہ جات**: وشاء، علی بن مہدی بن صدقہ، عباس بن ہلال شامی، موسیٰ بن سلمہ، معاویہ بن سعید وغیرہ جیسے راویوں نے کچھ رسالات آپ (ع) سے نقل کیے ہیں۔۵

شیخ طوسیؒ نے امام رضا (ع) کے راویوں کی تعداد ۳۱۸ ذکر کی ہے۶۔ امامؑ سے تقریباً پانچ سو حدیثیں نقل ہوئی ہیں۷ جن کا بہت اہم حصّہ آپ کے خراسان کے دور سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ آپ کی زندگی کے تقریباً آخری چار سال جو خراسان میں گزرے اس میں مناظروں اور علمی مباحثوں کا بہترین موقع فراہم ہوا۔۸ امام علی رضا (ع) کے حدیثی کتابیں تالیف کرنے والے ۸۰ شاگردوں کی تالیفات کی تعداد ۲۰۷ بنتی ہے۔۹

---

۱۔تدوین الشنۃ الشریفۃ ص،۱۷۷۔

۲۔ایضا، ص۱۷۸۔

۳۔الامالی، جق، ص ۳۷۰۔

۴۔الامالی ص۲۱۔

۵۔جال نجاشی، ص۴۱۰،۴۰۹، ۲۸۲،۲۷۷،۳۹؛تدوین الشنۃ الشریفۃ ص ۱۸۰-۲

۶۔رجال، ص۳۹۷،۳۶۶۔

۷۔تاریخ عمومی حدیث، ص ۳۱۰۔

۸۔ تحلیلی از زندگی امام رضا علیہ السلام، ص ۴۲۷

۹۔سیر حدیث در اسلام، ص۲۳۶۔

## حضرت امام محمّد تقی(ع)کے دَور کا تجزیہ

شیعوں کے نویں امام، حضرت امام محمّد بن علی جواد علیہ السلام ہیں جن کی شہادت ۲۲۰ ہجری قمری میں ہوئی اور آپکی ۱۷ سالہ امامت میں مامون اور معتصم عباسی خلیفہ وقت تھے اور آپ نے ظلم و ستم سے پُر دَور میں زندگی گزاری اور آپ (ع) نے مجبور ہو کرمدینہ سے بغداد کی طرف ہجرت کی۔ حضرت امام جواد (ع) اپنے والد گرامی کی طرح اپنے مخالفین سے عقائدی موضوع پر مناظرے کرتے تھے۔ مثال کے طور پر یحییٰ بن اکثم جو مامون کے زمانے کا مشہور و معروف دانشمند تھا آپ کے ساتھ مناظرے میں حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔۱

امام جواد (ع) نے عباسی حکومت کے گھٹن زدہ ماحول میں علم و دانش کو پھیلانے اور کتابت حدیث کیلئے بہت کوششیں کیں اور اس کی نصیحت کرتے، جیسا کہ ایک روایت جسے محمّد بن حسن شینولہ نے نقل کیا ہے، یوں ہے:

**"جعلت فداک، ان مشایخنا رووا عن ابی جعفر و ابی عبدالله و کانت التقیه شدیدة فکتموا کتبھم و لم ترو عنھم فلما ماتو صارت الکتب الینا (فقال) حدّثوا بھا فانّھا حقّ"۲**

امام جواد (ع) نقل احادیث پر خاص توجہ دیتے اور جب بھی کوئی غلط اور من گھڑت احادیث امامؑ کی خدمت میں پیش ہوتی تو امامؑ دلیلوں کے ساتھ اسے مسترد کردیتے۔۳

آپ کے راویوں اور شاگردوں کی تعداد، تقریباً ایک سو دس ہے[۴] اور آپ (ع) سے دو سو سے زیادہ روایتیں نقل ہوئی ہیں کہ جنہیں مسند امام جواد (ع) میں جمع کیا گیا ہے جو مختلف موضوعات مثلاً فقہ، عقائد و غیرہ کے بارے میں ہے۔۵ آپ کے اہم راوی علی بن مہزیار، احمد ابن محمد ابن ابی نصر بزنطی، احمد بن محمد بن خالد برقی، حسین بن سعید اہوازی و غیرہ ہیں اور امام جواد (ع) کے راویوں میں ۲۶ افراد نے ۸۷ کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔۶

---

۱۔ بحار الانوار ج ۵۰، ص ۵۷؛ الامام الجواد من المھد الی اللحد، ص ۱۶۸۔

۲۔ کافی ج ۱، ص ۵۳

۳۔ الغدیر ج ۵، ص ۳۲۱۔ سیرہ پیشوایان ص ۵۵۱۔

۴۔ رجال، ۳۹۷

۵۔ مسند الامام الجوادؑ

۶۔ سیر حدیث در اسلام، ص ۲۷۸، ۲۶۶

## حضرت امام علی نقی (ع) کے دور کا تجزیہ

شیعوں کے دسویں امام، امام علی بن محمد ہادی علیہ السلام ہیں جن کی شہادت ۲۵۴ ہجری قمری میں ہوئی۔ آپکی ۳۳ سالہ امامت میں چھ عباسی خلفاء (مامون، معتصم، واثق، متوکل، منتصر، مستعین اور معتز) تخت نشین ہوئے کہ جن میں سے ہر ایک نے امام ہادی (ع) کے لیے بہت سخت حالات پیدا کیے۔ اگر چہ امام ہادی (ع) کے دور میں عبّاسی خلفاء کی عظمت ختم ہو چکی تھی اور علویوں کی تحریکیں اپنے عروج پر تھیں لیکن اس کے باوجود امام ہادیؑ نے دینی تعلیمات کو احادیث کی نشر و اشاعت اور اسکی کتابت کے ذریعے پھیلانے کی کوششوں میں لگے رہے۔

## حضرت امام ہادی (ع) کے نوشتہ جات

وہ آثار جو آپ (ع) سے منسوب ہیں، مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ **الامالی فی تفسیر القرآن**: اس کتاب کو آپ کے دو شاگردوں نے جمع کیا ہے یہ کتاب امام علی نقی (ع) نے املاء کرائی تھی۔ ۲

۲۔ **رسالۃ الرد علی اہل الجبر و التفویض**: ابن شعبہ نے اس کتاب کو آپ سے نقل کیا ہے۔ ۳

۳۔ **کتاب فی احکام الدِّین**: امین عاملی نے اس کتاب کو نقل کیا ہے۔ ۴

۴۔ **دیگر کتابیں**: علی بن ریان بن صلت، علی بن جعفر الہمانی وغیرہ نے کچھ کتابیں آپ (ع) سے نقل کی ہیں۔ ۵

امام ہادیؑ کی روایتوں کا مجموعہ مسند الامام الہادیؑ کے نام سے نشر ہوا جسے آپ کے ۲۰ شاگردوں نے نقل کیا ہے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ۱۸۵ بتائی گئی ہے ۶ کہ جنہوں نے چار سو کتابیں نقل کی ہیں۔ ۷

امام ہادی (ع) نے غالیوں کے ساتھ بھی مقابلہ کیا یعنی امامؑ کے متعلق غالیوں کی افکار کی اصلاح کیلئے آپ کا کلام اور نوشتہ جات تھے۔ مثال کے طور پر جب ابن حسکہ نے امام علی نقی (ع) سے سوال کیا تو آپ نے اس کے جواب کی وضاحت کرتے ہوئے اسکی افکار کی اصلاح کی۔ ۸

---

۱۔ سیرہ پیشوایان، ص۵۶۸۔

۲۔ سیرہ پیشوایان، ص۵۶۸

۳۔ الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ، ج ۴، ص ۲۷۳۔

۴۔ تحف العقول، ص۴۵۸، اعیان الشیعۃ، ج ۱، ص ۳۸۰

۵۔ رجال نجاشی، ص ۴۶۰، ۲۹۷، ۲۸۰، ۲۷۸۔

۶۔ رجال ص ۴۴۷، بحار الانوار، ج ۲، ص ۱۵۰۔

۷۔ سیر حدیث در اسلام، ص ۲۸۱۔

۸۔ اختیار معرفۃ الرجال، ص ۵۱۹؛ وسائل الشیعۃ ج ۱۸، ص ۵۵۴۔

## حضرت امام حسن عسکریؑ کے دَور کا تجزیہ

شیعوں کے گیارہویں امام، امام حسن عسکری(ع) ۲۶۰ ہجری قمری کو شہادت کی منزل پر فائز ہوئے۔آپ کی مدت امامت ۶ سال تھی جس میں آپ عسکر محلے اور چھاؤنی میں رہے،اآپ کی امامت کے دوران معتز، مہتدی اور معتمد نے حکومت کی۔۲ ان کٹھن حالات کے باوجود امام حسن عسکری(ع) کے اصحاب نے حدیث کی جمع آوری کا کام سنبھالا اور آپ کے راویوں کی تعداد سو سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔۳ اور امام حسن عسکریؑ کے کچھ ایسے محبّین بھی تھے جنہوں نے کتابیں بھی لکھی اور ان کتابوں کی تعداد سو تک پہنچتی ہیں۔ جیسے علی بن حسن فضال کی ۳۶ کتابیں، محمّد بن حسن صفار کی ۳۵ کتابیں، عبداللہ بن جعفر حمیری کی ۱۹ کتابیں۔۴

امام حسن عسکری(ع) ہمیشہ حدیث کے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے، مثال کے طور پر داوٗد بن قاسم جعفری ایک روایت نقل کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: "ایک دن جب میں نے یونس آل یقطین کی "یوم ولیلۃ" نامی کتاب امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں پیش کی تو امامؑ نے مجھ سے سوال کیا، یہ کتاب کس کی ہے؟ میں نے عرض کی: یونس مولی آل یقطین کی۔ تو امامؑ نے فرمایا: "اعطاء الله بکلّ حرف نوراً یوم القیامة"۵ پھر جب میں نے کچھ دوسرے راویوں کی کتابیں آپکی خدمت میں پیش کی تو آپ نے ان کتابوں کی تائید کے ساتھ ان پر عمل کرنے کا بھی حکم دیا اور فرمایا: "صحیح فاعملوا به"۔۶

## حضرت امام حسن عسکریؑ کے نوشتہ جات

۱۔ **تفسیر امام حسن عسکری(ع)**: بعض علماء جیسے شیخ صدوق وغیرہ یہ کہتے ہیں کہ امام حسن عسکریؑ کو صاحب تفسیر مانتے ہیں اور کتاب من لایحضرہ الفقیہ ۷ اور توحید میں اس دور میں موجود تفسیر ۸ کو امامؑ کی تفسیر کہتے ہیں۔ بعض علماء کا یہ کہنا ہے

---

۱۔ علل الشرائع، ج ۱ ص ۱۷۶
۲۔ سیرہ پیشوایان ص ۶۱۶۔
۳۔۔ رجال، ص ۴۲۷
۴۔ سیر حدیث در اسلام، ص ۳۰۱۔
۵، بحار الانوار ج ۲، ص ۱۵۰۔
۶۔ فلاح السائل، ص ۲۸۹۔
۷۔ من لایحضرہ الفقیہ، ج ۲ ص ۳۲۷۔
۸۔ آشنائی با تفاسیر قرآن، ص ۲۰۔

کہ آج کل جو ہمارے پاس تفسیر موجود ہے وہ امامؑ کی اصلی تفسیر نہیں[1] اگرچہ امامؑ کو صاحب تفسیر مانا ہے، لیکن اس موجودہ تفسیر میں سورہ حمد کے کچھ حصے اور سورہ بقرہ کا کچھ حصہ ہے۔ اور علم رجال کے علماء اور مفسرین نے اس تفسیر کے بارے میں مختلف نظریات قائم کیے ہیں۔[2] اس کتاب کے بہت سارے خطی نسخے ہیں اور مختلف قدیمی اور جدید نسخوں کی صورت میں موجود ہے۔

۲۔ **کتاب المنقبة:** بعض حضرات اس کتاب کو احکام پر مبنی سمجھتے ہیں اور اسکو فقہ الرِّضا سے الگ نہیں سمجھتے۔[3]

۳۔ **دیگر کتابیں:** عبداللہ بن محمد، ابو معاذ[4]، محمد بن سلیمان، محمد بن ریان صلت، محمد بن علی بن عیسیٰ قمی نے آپ (ع) سے ایک روائی نسخہ نقل کیا ہے جو آپ کی املاء کی صورت میں تھا۔[5]

امام حسن عسکریؑ کی امامت کا اختتامی دور جو کہ امام مہدی (عج) کے غیبت صغریٰ کا آغاز تھا، امام زمانہ (عج) بھی لوگوں کے پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیتے تھے، جو توقیعات کے نام سے مشہور ہے اور نجاشی نے اس کتاب کو ابوالعباس حمیری وغیرہ سے نقل کیا ہے۔[6] شیخ صدوقؒ "کمال الدّین" نامی کتاب میں توقیعات کی چند حدیثوں کو بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح علّامہ مجلسیؒ بھی بحارالانوار کی جلد نمبر ۵۲ اور ۵۳ میں چند روایتیں اس کتاب سے نقل کرتے ہیں۔ ان توقیعات کو آپ کے نوّاب اربعہ نے پھیلایا اور اس طرح امام زمانہؑ اور دوسرے آئمہؑ کے نوشتہ جات دوسری نسلوں تک منتقل ہوئے۔

## خلاصہ

### حضرت امام موسیٰ کاظم (ع) کے دور کا تجزیہ

امام موسیٰ کاظم (ع) کی امامت کا آغاز منصور دوانیقی کی حکومت کے ساتھ ہوا؛ اسی وجہ سے حدیثوں کی نشر و اشاعت کا سلسلہ بھی رُک گیا۔ اس کے باوجود آپ [ع] نے کچھ خاص افراد کے ذریعے اپنے کلام اور آئمہ اطہار کی روایتوں کو پھیلایا۔

### حضرت امام موسیٰ کاظم (ع) کے نوشتہ جات

۱۔ مسند امام موسیٰ کاظم (ع) ۲۔ امام موسیٰ کاظم کے صحابوں کے نوشتہ جات ۳۔ امام موسیٰ کاظم (ع) کے خطوط

---

۱۔ الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ، ج ۴ ص ۲۸۳۔۲۹۷۔ التفسیر والمفسرون فی ثوبہ القشیب ج ۲، ص ۳۳۱؛ آشنائی با تفاسی قرآن ص ۲۳؛ ردوین السنۃ الشریفۃ ص ۱۸۵۔
۲۔ الاخبار الداخلیہ ج ۱، ص ۱۵۲۔
۳۔ الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ، ج ۲۳، ص ۱۴۹۔
۴۔ ایضا، ج ۲۴، ص ۱۵۲۔
۵۔ رجال نجاشی، ص ۳۷۱، ۳۷۰، ۳۴۷۔
۶۔ ایضا، ص ۲۲۰؛ تدوین السنۃ الشریفۃ ص ۱۸۶۔

امام موسیٰ کاظم (ع) سے وافر مقدار میں روایتیں حدیثی کتابوں میں موجود ہیں۔

**حدیث اہل بیت علیہم السلام کے دور میں ( تیسری صدی)**

اس صدی میں اور اس سے پہلے بہت سارے حدیثی مجموعے لکھے گئے جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ آئمہ اطہار (ع) کس قدر ان حدیثوں کی کتابت پر توجہ دیتے تھے۔

**حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے دور کا تجزیہ**

امام علی رضا (ع) نے اپنے دور امامت میں خصوصاً ایران کی طرف سفر کرتے ہوئے قم، نیشاپور، سبزوار و غیرہ سے شہر طوس پہنچنے تک حدیثوں کو پھیلایا۔

**حضرت امام علی رضا (ع) کے نوشتہ جات**

۱۔ صحیفہ امام رضا (ع) ۲۔ الرِّسالۃ الذہبیۃ ۳۔ امالی الرضا (ع) ۴۔ کتاب اھلیلجہ ۵۔ بقیہ نوشتہ جات

**حضرت امام محمّد تقی (ع) کے دَور کا تجزیہ**

حضرت امام جواد (ع) اپنے مخالفوں سے عقائدی موضوع پر مناظرے کرتے تھے جیسے یحییٰ بن اکثم سے مشہور مناظرہ۔

امام جواد (ع) عباسی حکومت کے گھٹن ماحول میں بھی حدیثوں کی کتابت اور اسکی نشر و اشاعت پر خاص اہمیت دیتے اور جب بھی کوئی غلط اور من گھڑت احادیث امام [ع] تک پہنچاتے، امام دلیلوں کے ساتھ ان کو ردّ کر دیتے۔

**حضرت امام علی نقی (ع) کے دور کا تجزیہ**

اگر چہ امام ہادی (ع) کے دور میں عبّاسی خلفاء کی عظمت، ختم ہوچکی تھی اور علوی تحریکیں اپنے عروج پر تھیں لیکن اس کے باوجود امام ہادی تعلیمات دینی کو احادیث کی نشر و اشاعت اور اسکی کتابت کے ذریعے پھیلانے کی کوششوں میں لگے رہے۔

**حضرت امام ہادی (ع) کے نوشتہ جات**

۱۔ الامالی فی تفسیر القرآن ۲۔ رسالۃ الرد علی اہل الجبر و التفویض ۳۔ کتاب فی احکام الدّین ۴۔ دوسری کتابیں

**حضرت امام حسن عسکری (ع) کے دَور کا تجزیہ**

کٹھن حالات کے باوجود امام حسن عسکری (ع) کے چند ساتھیوں نے حدیث کی جمع آوری کا کام سنبھالا۔

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ امام حسن عسکری (ع) ہمیشہ حدیث کے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔

**حضرت امام حسن عسکری (ع) کے نوشتہ جات**

۱۔ امام حسن عسکری (ع) کی تفسیر ۲۔ کتاب المنقبۃ ۳۔ بقیہ کتابیں

امام حسن عسکریؑ کے امامت کے اختتامی دور جو کہ امام مہدی (عج) کے غیبت صغریٰ کا آغاز تھا، امام زمانہ (عج) بھی لوگوں کے پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیتے تھے جو توقیعات کے نام سے مشہور ہے جن کو آپکے چار نائبوں نے پھیلایا اور اس طرح امام زمانہؑ اور دوسرے آئمہؑ کے نوشتہ جات دوسری نسلوں تک منتقل ہوئے۔

## «پانچواں سبق»

# اصول اربعمائۃ اور حدیث نگاری کا ارتقائی دور

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں اصول اربعمائۃ کے بارے میں بتایا جائے گا۔ نیز لفظ اصل سے آشنائی اور اسکی اہمیت بیان ہو گی۔ اس سے حدیث نگاری کے ارتقائی سفر سے آشنائی ہو گی۔

## تفصیل

اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلی صدی سے لیکر تیسری صدی کے اواخر تک آئمہ معصومین (ع) نے حدیثوں کی کتابت، نقل اور نشر و اشاعت کی طرف خاص توجّہ دی اور ہر امام نے اپنے زمانے کے تقاضے کے مطابق تدوین حدیث کیلئے خدمات انجام دیں۔ اسی وجہ سے آئمہ طاہرین (ع) کے ہزاروں نوشتہ جات آگے نسلوں تک منتقل ہوئے۔ اُن کا یہ عمل اس بات کی علامت ہے کہ حدیثوں کی لکھائی کے جواز اور ان کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ شیعوں نے اس گرانقدر وراثت سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ آئمہؑ کے دور میں (بالخصوص امام محمد باقر اور امام صادق (ع) کے دور میں) حدیثی کتابیں، اصول اور آثار کی جمع آوری ہوئی جو کہ بعد میں "اصول اربعمائۃ" کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور یہ ابتدائی صدیوں میں حدیث نگاری کی ترقی کی نشانی ہے۔ جبکہ علماء اور محدّثین کے اقوال کے مطابق چھٹی صدی کے بعد "اصول اربعمائۃ" کی جمع آوری ہوئی ہے کہ جن میں سے بعض اقوال یہ ہیں:

۱۔ شیخ طبرسی امین الاسلام (وفات ۵۴۸) نے سب سے پہلے فرمایا: **رُوِی عن الامام الصادق(ع) فی ابوابه من مشهوری اہل العلم اربعة آلاف انسان و صنّف مِن جواباته فی المسائل اربعمائة۔۔۔ کتاب هِی معروفة بکتب الاصول رواها اصحابه و اصحاب ابیه من قبله و اصحاب ابنه موسی الکاظم(ع)**؛[۱]

۲۔ ابن شہر آشوب مازندرانی (وفات ۵۸۸) شیخ مفید سے نقل کرتے ہیں: **صنّف الامامیه من عهد الامام الامیر المومنین علی علیه السلام الی عهد ابی محمد الحسن العسکری صلوات الله علیه اربعمأة کتاب تسمی الاصول**؛[۲]

---

۱۔ اعلام الوری، ج۱، ص ۲۰۰؛ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، ج۲، ص ۱۲۹۔

۲۔ معالم العلماء ص ۳۔

۳۔ شہید اوّل (وفات ۷۸۶) اس نکتہ کی جانب اشارہ کرتے ہیں ان کا بھی اس بات پر یقین ہے کہ آئمہؑ کے دور سے ہی چار سو نوشتہ جات (اصول اربعمائة) تحریر ہوئے ہیں: ان اباعبداللہ جعفر بن محمد الصادق کتب من اجوبة مسائلہ اربعماۃ مصنف لاربعماۃ مصنف، و دوّن من رجالہ المعروفین اربعة آلاف رجل من اھل العراق۔۔۔؛[۱]

**لفظ "اصل" کا مفہوم اور اسکی اہمیت**

مندرجہ بالا جملوں سے معلوم ہوتا ہے کہ چھٹی صدی سے آج تک ان نوشتہ جات کو عبارت "اصول اربعمائة" کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ اور نجاشی نے بھی بعض راویوں کے مکتوبات کو "له اصل" سے تعبیر کیا ہے۔[۲] اور بعض جگہوں پر "اصول" کے بجائے "کتاب" یا "مصنّف" کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہ نکتہ اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ گیارہویں صدی تک محدّثین کے نزدیک "اصل اور کتاب" کے درمیان کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ لیکن اس کے بعد کی صدیوں میں بعض محدّثین نے "اصل" اور "کتاب" میں فرق کیا ہے۔ مامقانی کہتے ہیں: "فلا ینبغی الریب فی مغایرة الاصل للکتاب لدنّک تراھم کثیراً ما یقولون فی حق راوان له اصلا و له کتاباً"[۳]

اسکے علاوہ مامقانی اصل اور کتاب کے درمیان مختلف بیان فرق کرتے ہوئے اصل کی یہ تعریف کرتے ہیں: "الاصل ما کان مجرد کلام المعصوم و الکتاب ما فیہ کلام مصنفه ایضا"۔ یا پھر کہتے ہیں: "ان الاصول هِی الّتی اخذت من المعصوم (ع) مشافهة و دوّنت من غیر واسطه راو وغیرها اخذ منها فهی اصل باعتبار ان غیرها اخذ منها"[۴]

یہاں سے سمجھ آتا ہے کہ اماموں کے اصحاب اور چھٹی صدی سے گیارہویں صدی تک کے علماء کے نزدیک "اصل" اس روائی مجموعے کو کہا جاتا تھا جسے آئمہؑ کے شاگردوں نے جمع کیا تاکہ ہر نقصان اور فراموشی سے محفوظ رہیں اور ضرورت کے موقع پر اُن سے استفادہ کرسکیں۔ یہ حدیثیں زیادہ تر آئمہ طاہرینؑ کی ہیں خواہ ان سے مستقیم نقل ہوئی ہوں یا انہیں مؤلفین

---

۱۔ ذکری الشیعة فی احکام الشریعة، ج۱، ص ۱۲۹۔

۲۔ الحدائق الناضرہ، ج۱ ص ۹۔

۳۔ مقباس الہدایہ فی علم الدرایۃ ج ۳، ص ۲۴

۴۔ ایضا، ج ۳، ص ۲۶، ۲۴۔

نے جمع کیا ہو اور اس پر اپنی جا نب سے انکی تشریح بیان نہ کی ہو۔ اس لحاظ سے ان حدیثوں کے مجموعے کو "کتاب" ، یا "مصنف" سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔[1]

لیکن دسویں صدی سے آج کے دور تک کتاب اُسے کہا جاتا ہے جو چند مرتب فصلوں اور ابواب پر مشتمل ہو اور ان مطالب کی تشریح اور وضاحت بھی کی گئی ہو۔ اِس لحاظ سے مامقانی کے مطابق وہ تعریف جو اَصل اور کتاب کے درمیان فرق ظاہر کرتی ہے، دُرست نہیں ہو سکتی اور ممکن ہے اندازے اور گمان پر مشتمل ہو۔[2] جبکہ آقا بزرگ تہرانی بھی اِس بات سے متفق ہیں ان دونوں کے فرق کی مفصل تحقیق کے بعد آپ معتقد ہیں کہ "اصل" حدیثی مجموعے کے بعض حصّے کو کہا جاتا ہے، جبکہ کتاب پورے حدیثی مجموعے کو کہا جاتا ہے۔[3]

"له اصل" اور "له کتاب" کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ "له اصل" راوی کے نزدیک "له کتاب" کے مقابلے میں زیادہ معتبر ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ دو جملے ایک دوسرے کے مخالف بھی نہیں ہیں۔ جیسا کہ بہت سے محققین کا کہنا ہے:

"اصل ،اس حدیثی مجموعے کو کہا جاتا ہے جو ابھی ابتدائی ہو اور اس میں موجود معصومؑ کی روایتیں کسی دخل و تصرف کے بغیر نقل کی گئی ہوں۔"[4] اس لیے اصول اربعمائة بہت ہی اہمیت کا حامل ہے اور اسے زیادہ معتبر قرار دیا جاسکتا ہے۔[5] بعض محققین کہتے ہیں: "غاية ما هناک ان الاصل عندهم اعلیٰ و اشرف من غيره و فيه نوع مدح لصاحبه و تقوية لحديثه"[6]

اصول خصوصاً اصول اربعمائة غلطی کے اعتبار سے کتاب کے مقابلے میں سالم تر ہے یہی وجہ تھی کی محدّثوں کی مورد نظر کتاب تھی اور ہمیشہ حدیثی کتابوں کیلئے مرجع اور منبع قرار پاتی ہے۔[7] آقا بزرگ تہرانی کا بھی یہی کہنا ہے کہ "اشتباہ کا احتمال اصول میں بہت کم ہے" یہی وجہ ہے کہ قدماء کے نزدیک اصول کو حجت مانا گیا ہے اور اس میں موجود حدیثیں "صحیح" سمجھی جاتی ہیں۔[8]

---

۱۔ توضیح المقال، ص ۴۸۔

۲۔ اعیان الشیعہ، ج۱ ص ۱۴۰۔

۳۔ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، ج ۲، ص ۱۲۶۔

۴۔ آشنائی با علوم حدیث، ص ۶۶۔

۵۔ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، ج ۲، ص ۱۲۶۔

۶۔ مستدرکات مقباس الہدایہ فی علم الدرایہ، ج۶، ص ۲۲۴۔

۷۔ درایہ، ص ۱۷۔

۸۔ تاریخ عمومی حدیث، ص ۲۶۰۔

استاد شانہ چی کہتے ہیں: "اصل علمائے حدیث کی اصطلاح میں روایات کا ایسا مجموعہ ہے جسے راویوں نے بغیر کسی واسطوں کے آئمہؑ کی زبان مبارک سے ہی سُنا ہو"۱ یہ اصول محدّثین کے نزدیک بہت اہمیت اور منزلت کا حامل ہے اگرچہ ممکن ہے اصول مکمل طور پر صحیح نہ ہو جیسا کہ اخباریوں نے (اصول کو) صحیح مانا ہے۔۲ لیکن زمانہ گزرنے اور روائی کتابوں بالخصوص کتب اربعہ کے وجود میں آنے کے بعد "اصول" آہستہ آہستہ فراموش ہو گئے۔

**اصول اربعمائۃ کی تالیف کا آغاز اور اسکی تعداد**

محدّثین اصول اربعمائۃ کی تالیف کے زمانے اور اسکی تعداد کے بارے میں اتفاق رائے نہیں رکھتے جیسا کہ آئمہؑ کے دور کا تجزیہ کرتے ہوئے (خصوصاً امام محمد باقر اور امام جعفر صادق (ع) کے دور میں) پڑھ چکے کہ سینکڑوں حدیثی مجموعے آئمہ کے دور میں لکھے گئے لیکن مشہور یہ ہے کہ انکی تعداد "چار سو" ہے۔ اگرچہ یہ عدد بہت زیادہ ہے لیکن چار سو کا معین عدد اس بات کی علامت ہے کہ محدّثین کے درمیان یہ رقم مشہور تھی جیسا کہ طبرسیؒ "**اربعمائة كتاب هي معروفة بكتب الاصول**" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔۳ اور ابن شہر آشوب اور محمد تقی مجلسی جیسے جلیل القدر علماء بھی "چار سو اصول" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔۴ شہید اوّل بھی "چار سو" کے عدد کے قائل ہیں کہ جسے آئمہؑ کے چار ہزار اصحاب میں سے چار سو افراد نے لکھنے کا بیڑا اٹھایا۔۵ اگرچہ چار سو اصول کے نام بہت معروف ہیں لیکن شیخ طوسی اور نجاشی نے اپنی فہرستوں میں اس تعداد کی طرف اشارہ نہیں کیا۔

شیخ بزرگ تہرانی فہرست نجاشی اور شیخ طوسی میں ۱۱۷ کتابوں کی تعداد گنواتے ہیں۔۶ لیکن چھٹی صدی کے بعد "چار سو اصول" کی تعداد مشہور ہو گئی اور بہت سے علماء جیسے طبرسی، محقّق حلّی، شہید اوّل اور شہید ثانی، شیخ بہائی اور حُر عاملی وغیرہ نے بھی اس معین عدد کی طرف اشارہ کیا ہے۷۔ لیکن کچھ محققین کے مطابق روایتوں کے وہ مجموعے جو امام صادقؑ سے نقل

---

۱۔ اعلام الوری، ج۱، ص ۲۰۰

۲۔ معالم العلماء، ص ۳؛ روضۃ المتقین، ج۱، ص۶۔

۳۔ اعلام الوری، ج۱، ص ۲۰۰

۴۔ معالم العلماء ص ۳؛ روضۃ المتقین، ج۱، ص۶

۵۔ ذکری الشیعہ فی احکام الشریعہ ج۱، ص۵۹۔

۶۔ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، ج۲، ص ۱۲۷

۷۔ ایضا

ہوئے ہیں وہ سو سے زیادہ نہیں ہو سکتے امگر یہ کہ "چار سو اصول" سے مراد وہ حدیثی مصنفات ہوں جو اصل یا کتاب کی صورت میں ہو، تو اس صورت میں چار سو کی تعداد جو علماء ذکر کرتے ہیں وہ بھی صحیح ہو جائے گا۔

اصول کی تالیف کا آغاز بھی معین نہیں۔ اگرچہ کہہ سکتے ہیں اسکی جمع آوری اور تدوین کا آغاز آئمہؑ خصوصاً امام محمّد باقر اور امام جعفر صادق (ع) کے دور میں ہوا کیونکہ حدیث نگاری آئمہؑ کے دور میں اپنے اوج پر پہنچ گئی تھی۔ اور اسکی تدوین کیلئے مناسب حالات ملے، یہی وجہ ہے کہ جلیل القدر علماء طبرسی اور شہید اوّل نے یہ واضح کیا ہے کہ امام صادق (ع) کے راویوں کی تعداد چار ہزار ہے جس میں سے چار سو راویوں نے اصول کی جمع آوری کی ہے۔ ۲

اور بعض دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ "اُن چار سو اصول کی تدوین کا آغاز امام علی (ع) کے زمانے سے شروع اور امام حسن عسکریؑ کے دور پر ختم ہوتا ہے۔" ۳

ان کتابوں کی تعداد اور اُنکے مصنّفین کی صحیح تعداد معلوم نہ ہونے کی بناء پر ان کتابوں کی تدوین کے بارے میں کوئی دقیق رائے نہیں دے سکتے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ زیادہ تر اصول امام محمد باقر (ع) اور حضرت امام جعفر صادق (ع) کے دور اور اسکے بعد لکھے گئے ہیں۔ کیونکہ کتابت حدیث کیلئے مناسب حالات فراہم تھے۔

**اصول اربعمائۃ کا انجام**

آئمہؑ کے دَور میں "اصول اربعمائۃ" کی حفاظت کی گئی تاکہ اگلی نسلوں تک پہنچ سکے تمام راویوں نے بھی ان نسخہ جات کو آگے پہنچانے کیلئے بہت کوششیں بھی کیں۔ لیکن "کتب اربعۃ" یعنی چار شیعی کتابوں کی جمع آوری کے بعد "اصول اربعمائۃ" متروک ہوگئے۔ کتب اربعہ میں ان مطالب کو نئے انداز میں درج ہونے کی وجہ سے انکی حفاظت اور ان سے نسخہ نویسی کی رغبت کم ہو گئی۔

شیخ بزرگ تہرانی ان "چار سو اصول" کی سرنوشت کے بارے میں معتقد ہیں کہ اصول میں موجود روایتیں "کتب اربعہ" میں نقل ہونے کے بعد آہستہ آہستہ فراموش ہونے لگے اور اسکی مزید نشر و اشاعت نہ ہو سکی اور ان کی کچھ تعداد تو پانچویں ہجری میں بغداد میں موجود لائبریری من جملہ کتابخانہ کرخ کو جلا دینے کی وجہ سے سرے سے ہی ختم ہو گئیں اور کچھ تعداد مغلوں کے مسلمانوں کی سرزمین پر حملوں کی وجہ سے نابود ہوگئے۔ ۴ استاد جلالی کی بھی یہی رائے ہے وہ کہتے ہیں: لما احرقت

---

۱۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ الشیعیہ ج۵، ص ۳۸

۲۔ اعلام الوری، ج۱، ص ۲۰۰؛۔ ذکری الشیعہ فی احکام الشریعہ ج۱، ص ۵۹۔

۳۔ معالم العلماء، ص ۳

۴۔ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، ج۲، ص ۱۳۶

كتب المفيد و الطوسی، ضاعت اکثر الاصول و بقی بعضها حتیٰ عصر ابن ادریس الحلی فقد کان عنده طرف منها و بقیّ القلیل منها الی الان۔ ۱

یہی وجہ ہے کہ "اصول اربعمائۃ" کے صرف چند نسخہ جات آج ہمارے پاس موجود ہیں اور باقی کی کوئی خبر نہیں اور جو ہمارے پاس موجود ہیں انکی تعداد بھی صرف ۱۶ ہیں جو "الاصول الستہ عشر" کے نام سے شائع ہوئے ہیں: اور انکے نام یہ ہیں: اصل زید زراد، اصل ابوسعید عباد عصفری، اصل عاصم بن حمید، اصل زید نرسی، اصل جعفر بن محمد بن شرع حضرمی، اصل محمد بن مثنیٰ الحضرمی، اصل عبدالملک بن حکیم، اصل مثنی الولید الحناط، اصل خلاد السندی، اصل حسین بن عثمان، اصل عبداللہ بن یحییٰ الکاہلی، اصل سلام بن ابی عمرہ، اصل مختصر النوادر علی بن اسباط، کتاب علاء بن ازین القلاء، اصل درست بن ابی منصور محمد الواسطی اور کتاب دیات ظریف بن ناصح کوفی۔ ۲

ان ۱۶اصلوں کے مصنفوں کے بارے میں کوئی اختلاف بھی نہیں سوائے زید زرداد اور زید نرسی اور ابوسعید عباد عصفری کے اصول کے بارے میں بعض محققین شک وتردید کے قائل ہیں۔ ۳

اگرچہ ابھی "چار سو اصولوں یعنی اصول اربعمائۃ" سے استفادہ کرنا ممکن نہیں لیکن وہ حدیثی کتابیں جو چوتھی اور پانچویں صدی میں جمع آوری ہوئی ہیں وہ لوگوں کے دسترس میں ہیں اور محدّثین کے نزدیک گزشتہ حدیثی کتابیں اصول اربعماۃ سے قرائن حجیت کااستفادہ کرنے کی وجہ سے معتبر اور باارزش ہیں۔

## خلاصہ

آئمہؑ کے دور میں (خصوصاً امام محمد باقر اور امام صادق (ع) کے دور میں) حدیثی کتابیں جمع آوری ہوئیں جو کہ بعد میں "اصول اربعمائۃ" کے نام سے مشہور ہوئے جو کہ حدیث نگاری کی ترقی کی نشانی ہے۔

## لفظ "اصل" کا مفہوم اور اسکی اہمیت

چھٹی صدی سے آج تک کے حدیثی نوشتہ جات کو عبارت "اصول اربعمائۃ" کے نام سے یاد کیا جارہا ہےاور بعض جگہوں پر "اصول" کے بجائے حدیثوں کے مجموعے کو "کتاب" یا "مصنف" سے یاد کیا جاتا ہے۔

آقابزرگ تہرانی کے بقول: "اصل" حدیثی مجموعے کے ایک حصّے کو جبکہ "کتاب" پورے حدیثی مجموعے کو کہا جاتا ہے۔

---

۱۔ تدوین السنۃ الشریفۃ، ص ۱۸۸۔

۲۔ تاریخ عمومی حدیث، ص ۲۶۳، دراسۃ حول الاصول الاربعماۃ، ص ۲۰۔

۳۔ ایضا ۲۶۵۔

اصول خطاوں کے اعتبار سے کتاب کے مقابلے میں سالم تر ہے اور ہمیشہ حدیثی کتابوں کیلئے مرجع اور ریفرنس قرار پاتا ہے۔

**اصول اربعمائۃ کی تالیف کا آغاز اور اسکی تعداد**

محدّثین اصول اربعمائۃ کی تالیف کے زمانے اور اسکی تعداد کے بارے میں مختلف رائے دیتے ہیں۔

اصول کی تالیف کا آغاز بھی مشخص نہیں اگرچہ کہہ سکتے ہیں اسکی جمع آوری اور تدوین کا آغاز آئمہ، خصوصاً امام محمّد باقر[ع] اور امام جعفر صادق (ع) کے دور میں ہوا اور بعض دوسرے علماء کے بقول اُن کی تدوین کا آغاز امام علی (ع) کے زمانے سے شروع اور امام حسن عسکری کے دور تک پہنچتا ہے۔

**اصول اربعمائۃ کا انجام**

اصول میں موجود روایتیں "کتب اربعہ" میں نقل ہونے کے بعد آہستہ آہستہ فراموش ہونے لگے۔ اور اسکی مزید نشر و اشاعت نہ ہو سکی اور آج موجودہ نسخہ جات کی تعداد صرف ۱۶ ہیں جو "الاصول الستۃ عشر" کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔

## «چھٹا سبق»

# متقدمین کی حدیث پر خصوصی توجہ (۱)

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## (چوتھی صدی)

## حدیث نگاری کا ارتقائی دَور

### تمہید

اس درس میں چوتھی صدی میں تدوین حدیث کی کیفیت کا تاریخی طور پر جائزہ لیں گے۔اس کے ساتھ ساتھ ابتدائی حدیثی جوامع کی تشکیل میں متقدم شیعہ محدثین کے کردار،ابتدائی حدیثی جوامع کو تدوین کرنے کے اسباب،تدوین حدیث میں واسطوں کی قلّت کی تاثیر،جوتھی صدی کے حدیثی مجموعوں،جوتھی صدی تک غالیان حدیث اور انکے محرکات اور انکے مقابلے میں متقدمین کی جدوجہد،چوتھی صدی میں حدیث اخذ کرنے کے طریقے اور پہلے رجالی مجموعوں کی تدوین کا جائزہ لیں گے۔

### تفصیل

تاریخ حدیث شیعہ میں چوتھی صدی حدیث نگاری کا ارتقائی اوراحادیث کو حدیثی جوامع اور کتب میں محفوظ کرنے کا دور تھا کیونکہ ایک طرف اس صدی میں شیعوں کی اماموں تک براہ راست پہنچ نہیں تھی اور حضرت مہدی(عج) کے آخری خاص نائب بھی ۳۲۹ہجری میں اس دنیا سے جا چکے تھے[۱] اور اور آئمہ معصومینؑ سے براہ راست استفادہ ممکن نہیں ہے۔دوسری طرف مذہبی سوالوں کے بھرمار کی وجہ سے ضرورت تھی کہ محدِّثین زمانۂ حضور میں تشکیل پانے والے ناقص اصول اور حدیثی مجموعوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں اور بہت ہی جامع انداز میں شیعوں کیلئے پیش کریں۔

**پہلے حدیثی جوامع کی تدوین میں متقدم شیعہ محدِّثین کا کردار**

شیعہ محدِّثین کا پہلا گروہ جس میں ثقۃالاسلام محمد بن یعقوب کلینی (وفات ۳۲۹ھ ق) اور رئیس المحدِّثین شیخ صدوق محمّد بن علی بابویہ قمی (وفات ۳۸۱ ق) شامل ہیں،یہ حضرات چوتھی صدی کے محدِّثین میں شمار کیے جاتے ہیں۔

ان دونوں کا پہلے حدیثی کتب کی تدوین میں اہم کردار تھااور سب سے پہلے حدیثی مجموعوں کو تشکیل دیا۔البتہ "متقدّمین" کی اصطلاح میں شیخ طوسیؒ وغیرہ کا بھی نام آتا ہے لیکن ان کا ذکر پانچویں صدی کی بحث میں کریں گے۔

---

۱۔الارشاد، ص ۳۲۶،اعیان الشیعہ،ج ۲،ص ۴۸۔

متقدمین کے اہم حدیثی آثار اور مجموعوں میں پہلے حدیثی جوامع یا کتب اربعہ شامل ہیں جن کا بعض حصہ چوتھی صدی میں اور باقی پانچویں صدی میں تشکیل پایا۔ حدیث کی تاریخ کا اگر بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ یہ صدی تاریخ حدیث شیعہ کا بہت اہم دور ہے۔ چوتھی صدی میں ( **الکافی فی الاصول و الفروع و الروضه** ) تالیف محمد یعقوب کلینیؒ اور (**من لا یحضره الفقیه**) تالیف ابن بابویہ قمی شیخ صدوقؒ اور حدیث کے دوسرے آثار بھی تشکیل پائے جنہیں چوتھی صدی کی حدیثی کتب میں بیان کیا جائے گا۔

متقدمین کو افتخار حاصل تھا کہ وہ کتب اربعہ کی تدوین کے ساتھ ساتھ حدیث کے حافظ ،راوی اور عالم بھی بن گئے اور انتہائی اعلیٰ مقام و منزلت بھی پائی جیسا کہ امام صادق (ع) فرماتے ہیں :

**" اَعرف منازل الناس علی قدر روایاتھم و معرفتھم فاِن المعرفة ھِی الدِّرایة للروایة و بالدرایات للروایات یرتقی المُومن الیٰ اقصیٰ درجات الایمان "**[1]

وہ روایتوں کو ثبت و ضبط کرنے اور ان میں تفکر و تدبّر (درایت ) کرکے ایمان کے بلند درجے پر فائز ہوئے۔ انھوں نے حدیث کی تدوین اور حدیثی کتابیں تشکیل دے کر لوگوں کے دلوں کو زندہ کیا جیسا کہ دوسری روایت میں ہے :

**ان حدیثنا یحیی القلوب**[2]

اور وہ ایسے فقیہ اور دانشمند تھے کہ ہزاروں عابدوں کے اجر و ثواب کے مستحق قرار پائے کیونکہ وہ حضرت امام جعفر صادق (ع) کی حدیث کا مصداق قرار پائے کہ وہ فرماتے ہیں :

**"الرِّوایةُ للحدیث المتفقه فی الدِّین افضل من الف عابد لافقه له و لا روایةَ"**[3]

اور اس طرح حدیث کی خدمت کرکے وہ ایک خاص مکان و زمان کے قید سے آزاد ہوگئے اور ہر زمانے کے راویوں اور حدیث پر عمل کرنے والوں کے اجر و ثواب میں شامل ہوگئے۔

### حدیثی کتابیں کی تالیف کے اسباب کا جائزہ

آئمہ طاہرین (ع) کے زمانہ حضور کے بعد شیعہ محدّثین نے تدوین شدہ حدیثی مجموعوں کی ضرورت محسوس کی اور ان کی تدوین کی ذمہ داری اٹھائی تا کہ اصل اور کتاب سے عام، مجموعے تشکیل پائیں اور ان میں تمام مطالب موضوعی صورت میں

---

۱۔ کافی، ج۱، ص ۵۰، کتاب فضل العلم، باب النوادر، ح ۱۳؛ بحار الانوار، ج ۲، ص ۱۵۰؛ نوادر الاخبار فیما یتعلق باصول الدین، ص ۵۰۔

۲۔ بحار الانوار، ج ۲، ص ۱۴۴۔

۳۔ ایضا، ج ۲، ص ۱۴۵۔

سب روایات کو شامل ہوں تا کہ شائقین حدیث کی اور بالخصوص فقہی حوالے سے ضروریات کا جواب دے سکے۔ ان حدیثی کتب کی تشکیل کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

**الف: حدیثوں کو جامع شکل دینا**

آئمہ معصومین (ع) کے دَور میں تدوین ہونے والے حدیثی مجموعوں میں تمام احادیث شامل نہیں تھیں اور اکثر حدیثی نوشہ جات سب موضوعات پر مشتمل نہ تھے بلکہ اصول اور کتب ایک خاص موضوع کے متعلق تھے اور وہ بھی اس حوالے سے صرف چند روایتوں تک محدود تھے؛اس لیے ان حدیثی مجموعوں کی ضرورت تھی جو تمام موضوعات کیلئے جامع ہوں اور ان میں ان موضوعات کے متعلق سب روایات جمع کی گئی ہوں، تو متقدم محدِّثین اس کوشش میں تھے کہ روایتوں کے ایسے جامع آثار تشکیل دیں جو دینداروں اور شائقین حدیث کے ہر مسائل کا جواب ہوں۔

شیخ کلینیؒ اپنی کتاب کے مقدمہ میں اس محرِّک کے بارے میں اشارہ کرتے ہیں اور اُس شخص کے جواب میں جو آپ سے ایک جامع کتاب کی درخواست کرتا ہے تو فرماتے ہیں:

**و قلت انک تحب ان یکون عندک کاف یجمع فیه من جمیع فنون علم الدّین ما یکتفی به المتعلم و یرجع الیه المسترشد و یأخذ منه من یرید علم الدین و العمل به۔[1]**

شیخ صدوقؒ بھی اپنی کتاب کے مقدمے میں اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ اُنکے ایک عزیز دوست نے فقہ اور احکام سے متعلق ایک جامع کتاب کی خواہش ظاہر کی تا کہ ہر اس کتاب کی طرف مراجعہ کرنے والا شخص دوسری کتابوں سے بے نیاز ہو جائے ،جس طرح حکیم زکریا رازی نے کتاب "من لایحضرہ الطبیب" کی تدوین کی ،وہ اس بارے میں فرماتے ہیں:

**"امّا بعد فانّه لما ساقنی القضاء اِلیٰ بلاد الغربة۔۔۔ و اترجمه بکتاب من لایحضره الفقیه۔۔۔"[2]**

اور دیگر مجموعے جو متقدّمین کے دور میں تشکیل دیئے گئے، انکی بحث آگے بیان کریں گے؛یہ اس طرح ترتیب دیئے گئے کہ متعدد حدیثی موضوعات پر مشتمل ہوں اور متقدمین کے دور کے اکثر حدیثی مجموعے گذشتہ زمانوں کی نسبت زیادہ مفصل اور "جامع" کے عنوان سے تشکیل پائے۔

---

۱۔ کافی، ج ۱، ص ۱۴۵۔

۲۔ من لایحضرہ الفقیہ، ج ۱، ص ۲۔

عظیم مورّخ شیخ بزرگ تہرانی کتاب "الجامع" میں چند کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں جو تیسری صدی کے اواخر اور چوتھی صدی کے اوائل میں تالیف ہوئیں جیسے ابو محمد جعفر بن احمد بن علی قمی (وفات ۳۵۱ھ) کی کتاب "**جامع الاحادیث النبویة**" ہے جس سے شیخ صدوقؒ نے روایت نقل کی ہے۔ سید شریف حمزہ بن عبداللہ (متوفی ۳۵۸ھ) کی "**الجامع فی الحدیث**" ہے، محمد بن احمد بن یحییٰ کی الجامع فی الحدیث سے شیخ طوسی نے روایت نقل کی ہے اور ابن ولید کی الجامع فی الحدیث وغیرہ۔[1]

حدیثی کتابوں کی جمع آوری کا اہم مقصد، فقہی ابواب کے حدیثی مجموعے تھے کہ فقہی سوالات زیادہ اور اہم ہونے کی وجہ سے متقدّم محدِّثین نے اپنی کتابوں کو مکمل طور پر، یا پھر انکا ایک حصّہ کو فقہی روایتوں سے مخصوص کیا تاکہ ان روایتوں کے ذریعے لوگوں کو امور زندگی کے حلال و حرام کی شناخت ہوسکے۔

**ب: حدیثوں کی ابواب بندی اور نظم و ترتیب**

حدیثوں کی جمع آوری کے بعد، حدیثی کتابوں کو جامع شکل دینے کا مقصد ایک یہ بھی تھا کہ فقہی اور کلامی روایتوں کو ابواب میں تقسیم اور انہیں مرتب کیا جائے، تاکہ وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ فقہی یا کلامی یا کسی دوسرے موضوع کی روایات سے استفادہ کریں تو آسانی سے انہیں تلاش کر سکیں۔ اس طرح فقہ، کلام اور تفسیر وغیرہ میں روایات کی موضوعات یا ابواب یا آیات کی ترتیب وغیرہ کی بنیاد پر ابواب بندی کی گئی۔ اماموں کے دور میں راوی روایتوں کو موضوعی صورت میں لکھتے تھے لیکن زیادہ تر آثار چھوٹے چھوٹے مجموعوں کی شکل میں اور روایتیں کسی باب بندی کے بغیر تھیں۔

چوتھی صدی میں فکری اور فقہی مذاہب میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا تھا اس لیے روایتوں کی موضوع بندی کرنے کی ضرورت بھی بڑھ گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ کلینیؒ نے اپنی جمع شدہ روایتوں کو تین حصوں اصول، فروع اور روضہ میں تقسیم کیا اور ہر حصہ کو ابواب میں تقسیم کیا، خصوصاً اصول کافی اور فروع کافی کو پہلے تیں فصلوں اور ۳۲۶ ابواب میں تقسیم کیا؛ اسی لیے جامع ترین اور جدید ترین ابواب روائی ہیں۔ شیخ صدوقؒ نے بھی روایتوں کو چھ سو سے زیادہ ابواب میں تقسیم کیا۔

محدِّثین کے حکیمانہ اقدام کی بنا پر روایتوں کو ابواب بندی اور نظم و ترتیب دی یہ ایک اہم تحریک تھی جسے چوتھی صدی کے محدثین نے آغاز اور بعد کی صدیوں میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ البتہ محمد یعقوب کلینیؒ اور شیخ صدوقؒ نے جو باب بندی کی وہ اس

---

[1] الذریعه الی تصانیف الشیعه، ج۵، ص۲۸۔۳۱

قدر کامل تھی کہ دوسرے محدّثوں نے بہت ہی کم ان پر اشکالات کیے۔ پس یہ پہلا قدم آئندہ صدیوں میں فقہی، تفسیری، کلامی اور اخلاقی روایتوں کی ابواب بندی کی بنیاد بنا۔

**ج: احادیث کی تصحیح اور جداسازی**

"متقدّمین" حدیثوں کی جمع آوری میں اپنا کردار جانتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ حدیثوں کے صادر ہونے کے بعد وہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے جمع حدیث میں پہل کی ہے اور انہوں نے ہی حدیث کے مصادر، اصول اور مجموعوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے اس وجہ سے کتابوں کی تکمیل، جمع آوری، ابواب بندی اور تنظیم و ترتیب کے بارے میں اشاہ کیا جاچکا ہے۔ان کی توجّہ صحیح ترین روایتوں کی جمع آوری کی طرف تھی تاکہ کامل ترین اور صحیح ترین روایات کو جمع کیا جائے اور ہر آن انکی یہ کوشش بھی تھی کہ جاعلوں کے ہاتھوں سے محفوظ نہ رہنے والی حدیثوں کو لکھنے سے پرہیز کیا جائے یہی وجہ ہے کہ شیعہ حدیثی مجموعے مخصوصا کتب اربعہ میں انتہائی کم مشکلات ہیں۔ان کتابوں کے محترم مؤلفین نے ان حدیثوں کی تصحیح اور جدا سازی انتہائی توجہ سے انجام دی ہے۔اس وجہ سے کتب اربعہ کی شہرت انکے جامع اور انکی ابواب بندی کے علاوہ دوسری صدیوں میں جمع شدہ حدیثی مجموعوں کے مقابلے میں زیادہ سالم اور محفوظ ہونا ہے۔

شیخ محمد یعقوب کلینیؒ اپنی کتاب کے مقدمہ میں تاکید فرماتے ہیں اور اس شخص کے جواب میں فرماتے ہیں جو یہ پوچھتا ہے کہ روایتوں میں اختلاف کی وجہ سے اس کیلئے حق کی تشخیص بہت مشکل ہے اور وہ روایتوں پر بھی اعتماد نہیں کرسکتا، اور آئمہؑ کی صحیح روایات کی تلاش میں ہے تاکہ اپنے عمل کو ان کے مطابق انجام دے سکے:

**"ذکرت ان اموراً قد اشکلت علیک لا تعرف حقائقھا لاختلافِ الرِّوایة فیھا ۔۔۔ و قلت انّک تھب ان یکون عندک کتاب کاف ۔۔۔ یاخُذ منه من یرید علم الدین ۔۔۔[۱]**

شیخ صدوقؒ بھی قابل اعتماد روایتوں کی جمع آوری کی تاکید کرتے تھے اور فرماتے تھے حدیثوں کی جمع آوری کی علّت صرف جمع کرنا اور باب بندی کرنا نہیں بلکہ ان روایتوں کی جمع آوری کرنا ہے جو مسلمانوں کیلئے مرجع اور محور عمل ہوں۔ وہ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

**ا ترجمه بکتاب من لا یحضره الفقیه. لیکون الیه مرجعه و علیه معتمده و به اخذه و یشترک ۔۔۔[۲]**

---

۱۔ کافی، ج۱، ص۸، مقدمہ مؤلف

۲۔ من لایحضرہ الفقیہ، ج۱، ص۲۔

اسی طرح متقدمین کے دور میں احادیث کی تصحیح اور جداسازی اتنی اہم تھی کہ شیخ طوسیؒ جیسے دانشور بھی اس نکتے پر تاکید کرتے تھے اور انہوں نے دو گرانقدر کتابیں تہذیب اور استبصار بھی اسی ہدف کے تحت تدوین کیں۔ وہ کتاب تہذیب کے مقدمہ میں اس نکتہ کی جانب اشارہ کرتے ہیں کہ روایتوں میں اختلافات کی وجہ سے ضروری ہے کہ فقہی روایتوں کو اشتباہات سے پاک کیا جائے۔

**ذاکرنی بعض الاصدقاء ۔ایدہ اللہ۔ فمن اوجب حقّه علینا باحادیث اصحابنا ۔ایدھم اللہ و رحمہ السلف منھم۔ و ما وقع فیھا من الاختلاف و التباین و المنافاۃ و التضاد حتیٰ لا یکاد یتّفق خبر اِلّا و بازائہ۔۔۔[1]**

شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب کا نام تہذیب الاحکام رکھا تاکہ اس نام سے اسکا مقصد واضح ہو اور انہوں نے اپنے ہدف تک پہنچنے کیلئے شیخ مفیدؒ کی کتاب "مقنعہ "کا انتخاب کیا تاکہ فقہی وایات میں سے " صحیح " روایتوں کو حاصل کر سکیں۔ انہوں نے کتاب " تہذیب " کی تدوین کے بعد جب یہ دیکھا کہ یہ بہت بڑا اور مفصّل مجموعہ ہے۔ تو وہ اس مجموعے کی خلاصہ بندی کا سوچا اور اس کتاب کو خلاصہ کرکے اس کا نام "**الاستبصار فیما اختلف من الاخبار**" رکھا، اس کتاب میں روایتوں کو بیان کرنے کے ساتھ دو مختلف روایتوں کو جمع کرنے کا طریقہ بھی اپنی ایجاد کردہ روش سے بیان کیا، وہ اس بارے میں کہتے ہیں:

**امّا بعد فانّی رایت جماعة من اصحابنا لما نظروا فی کتابنا الکبیر الموسوم بتھذیب الاحکام۔۔۔[2]**

یہاں یہ نکتہ بھی ضروری ہے کہ متقدمین کے من جملہ اہداف میں سے ایک صحیح روایات کی جمع آوری تھی اور اس حوالے سے انہیں بہت زیادہ توفیق بھی حاصل تھی اور ان میں سے ہر ایک نے ایسی معتبر روایات کو جمع کیا جو انکی اپنی رائے کے مطابق صحیح اور معتبر تھیں، اگرچہ متأخرین کے مطابق ان سب پر " صحیح " کا اطلاق ہونا ممکن نہیں، کیونکہ " صحیح " کی اصطلاح متقدمین اور متأخرین کے نزدیک مختلف ہے۔ متأخرین کے نظر میں " صحیح حدیث " وہ ہے جس کا سلسلۂ سند امام معصومؑ سے متصل ہو اور جس کے راوی ہر طبقے میں امامی اور عادل ہوں۔[3] شہید ثانیؒ فرماتے ہیں:

---

۱۔ تہذیب الاحکام، ج۱، ص۱۔

۲۔ الاستبصار، ج۱، ص ۳۰۲

۳۔ درس نامی درایۃ الحدیث

"فی الصحیح و ھو ما اتصل سندہ الی المعصوم علیہ السلام بنقل العدل الامامی عن مثلہ فی جمع الطبقات"[1]
لیکن متقدمین کی نظر میں وہ حدیث صحیح ہے جس میں "صحّت کے قرائن" موجود ہوں، اس کے بارے میں علامہ مامقانیؒ فرماتے ہیں: علی ان الصحیح و الضعیف کان مستعملاً فی السنۃ القدماء ایضاً غایۃ ما ھناک انھم کانوا یطلقون الصحیح۔۔۔"[2]

اسی وجہ سے متقدمین کی پوری کوشش تھی کہ ایسی روایات کو جمع کریں جو قرائن حجیت یا قرائن صحت کی حامل ہوں۔ فیض کاشانیؒ ان قرائن کو اپنی کتاب "الوافی" کے مقدمے میں نقل کیا ہے۔[3] متقدمین روایات کو قابل اعتماد کتابوں سے نقل کرنے کے علاوہ معتمد راویوں کی شناخت اور ثقات سے نقل کرنے کو بھی ضروری سمجھتے تھے۔ اسی وجہ سے متقدّمین کے دور میں علم رجال الحدیث کا آغاز، حدیث کی اہم خدمت سمجھی جا سکتی ہے۔ سب سے پہلے کتب اربعہ رجالی یعنی رجال کشی، نجاشی، فہرست اور رجال شیخ طوسیؒ لکھی گئیں، ان میں سے بعض کتابیں پانچویں صدی کی ہیں لیکن انکا آغاز تیسیر صدی سے ہوا اور معصومینؑ کی زبان مبارک سے انکی مدح و ستائش ان رجالی کتب کا اہم سرمایہ ہے۔[4]

## خلاصہ

### حدیث نگاری کا ارتقائی دَور

چوتھی صدی تاریخ حدیث کا ارتقائی کا دَور تھا۔

### پہلے حدیثی جوامع کی جمع آوری میں محدّثین کا کردار

شیعی محدّثوں کا پہلا گروہ جس میں محمد بن یعقوب کلینی "ثقۃ الاسلام" کے نام سے مشہور ہوئے اور شیخ صدوق محمّد بن علی بابویہ قمی "رئیس المحدّثین" کے نام سے معروف ہوئے یہ حضرات چوتھی صدی کے محدّثین میں شمار کیے جاتے ہیں۔

### حدیثی کتابوں کی تالیف کے اسباب کا جائزہ

آئمہ طاہرین (ع) کے بعد شیعی محدّثوں نے حدیثی مجموعوں کی جمع آوری کے بعد اس بات کی ضرورت سمجھی کہ تمام مجموعوں کو موضوعی صورت میں لے آئیں اور تمام روایتوں کو ایک منظّم شکل دی جائے اور کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

---

۱۔ الرعایۃ فی علم الدرایۃ، ص ۷۷۔
۲۔ مقباس الہدایہ فی علم الدرایہ، ج ۱، ص ۱۳۹۔
۳۔ الوافی، ج ۱، ص ۲۲۔
۴۔ کلیات فی علم الرجال، ص ۵۷؛ تاریخ عمومی حدیث، ص ۳۳۶۔

الف۔ حدیثوں کو جامع شکل دینا ب۔ حدیثوں کی ابواب بندی اور نظم و ترتیب۔ج۔ حدیثوں کی تصحیح

# تاریخ حدیث

## «ساتواں سبق»

## متقدمین کی حدیث پر خصوصی توجہ (2)

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس درس میں پہلے حدیثی جوامع کے خصوصیات اور ان حدیثی کتب کا تعارف بیان کیا جائے گا۔

## تفصیل

**متقدمین کی روایات کے معتبر ہونے میں کم واسطوں کی تاثیر**

کتب اربعہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ شیعہ متقدم محدِّثوں نے بہت کم واسطوں سے امام معصومین (ع) سے حدیثیں نقل کی ہیں اسی وجہ سے ان روایتوں کا اعتبار بڑھ گیا ہے کیونکہ یہ ایسے گروہ سے تعقل کھتے ہیں جنہیں زمانۂ حضور کے بعد روایات نقل کرنے کا فخر حاصل ہے اور انکے اور معصومینؑ کے درمیان بہت کم واسطے ہیں اور ان جیسی اکثر روایتوں کو "عالی السند روایات" بنا دیا ہے۔ "عالی روایات" سے مراد یہ ہے کہ معصوم سے اتصال سند کے علاوہ سلسلہ سند میں واسطوں کا کم ہونا ہے، شہید ثانیؒ کہتے ہیں "**هو قليل الواسطه مع اتصاله**"[1]

شیخ کلینیؒ متقدّمین میں سے ہیں، انہوں نے اپنی پہلی کتاب زمانۂ حضور کے اختتامی دور میں لکھی ان کی کتاب میں بہت زیادہ روایات "عالی السند" ہیں کہ جن میں بعض (**ثلاثیات**) اور بعض (**قرب الاسناد**) کے نام سے معروف ہیں۔ کلینیؒ بعض روایتوں کو تین واسطوں سے آئمہ معصومین (ع) سے حدیثیں نقل کرتے ہیں۔ دوسرے بزرگوار بھی اپنے بعد والے زمانے کی نسبت "**عالی السند**" روایتیں رکھتے تھے۔ جلیل القدر علماء اس زمانے میں ان روایتوں کو حاصل کرنے کیلئے طویل سفر کرتے تھے تاکہ روایتوں کو ان کے اصلی منبع اور کم واسطوں سے نقل کیا جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان حضرات کی یہ بھی کوشش تھی کہ معتبر راویوں سے حدیثیں نقل کی جائیں۔

**حدیثی کتابیں**

چوتھی صدی متقدمین کی کوششوں سے حدیث نگاری کا ارتقائی زمانہ ہے۔ متعدد حدیثی کتابیں لکھی گئیں۔ ان کتابوں میں سے بعض تیسری صدی میں تحریر کی جانے لگیں اور چوتھی صدی تک جاری رہی اور بعض کتابیں چوتھی صدی میں ہی مکمل طور پر پایہ تکمیل کو پہنچیں۔ ان سب میں سے اہم ترین مندرجہ ذیل ہیں:

---

[1] الرعایہ فی علم الدرایہ، ص ۱۱۲؛ درسنامہ درایہ الحدیث، ص ۱۲۳۔

### ۱۔ الکافی فی الاصول والفروع والروضۃ:

اصول کافی محمد بن یعقوب کلینی کی تالیف ہے۔ وہ تقریباً ۲۵۵ ہجری قمری کو شہر ری کے قصبہ کلین میں پیدا ہوئے اور "ثقۃ الاسلام" کے نام سے مشہور ہوئے۔ انہوں نے اپنی کتاب کی جمع آوری کیلئے بہت زیادہ سفر کیے، انہوں نے امام زمانہ عج کے چار خاص نائبوں کے دور کو بھی دیکھا اور روایتوں کو اسکے سرچشمہ سے حاصل کیا۔۱ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری بیس سال اصول کافی لکھنے کیلئے شہر ری اور قم میں گزارے اور اپنی وفات سے چند سال پہلے بغداد پہنچے اور ۳۲۹ ہجری قمری کو دنیا سے رخصت ہوگئے اور وہیں دفن ہوئے۔ ۲ انہوں نے عظیم اور جلیل القدر افراد علی بن ابراہیم قمی، محمد بن یحییٰ العطار وغیرہ سے تقریباً ۱۶ ہزار روایتیں نقل کی ہیں۔ اپنی کتاب کا نام شہرت کی بنا پر "کافی" رکھا اور بعض کا یہ کہنا ہے کہ "امام زمانہ (عج)" نے یہ نام رکھا کیونکہ جب یہ کتاب امام زمانہ عج کی خدمت میں پیش کی گئی تو آپؑ نے فرمایا:

"الکافی کاف لِشیعتِنا" ۳

کتاب کافی تین حصوں اصول، فروع اور روضہ پر مبنی ہے؛ جن میں سے اصول اور فروع زیادہ معتبر ہیں۔ بزرگ علماء نے ان کتابوں کی تعریف بھی کی ہے۔ جیسے شیخ مفیدؒ کہتے ہیں: "کتاب کافی شیعوں کی عظیم ترین اور مفید کتابوں میں سے ایک ہے۔" ۴ شہید اوّلؒ کا کہنا ہے کہ کتاب کافی جیسی کوئی کتاب نہیں" شہید ثانیؒ اس بات کے معتقد ہیں کہ کتاب کافی بے نظیر ہے۔ اور اعلیٰ درجے کی کتاب ہے۔" ۵ بعض بزرگ محدّثوں نے اس کتاب پر تحقیق و تبصرہ کیا اور اسکی شرح لکھی ہیں جیسے شرح اصول کافی کے نام سے ملا صدرؒ نے، مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسول کے نام سے علامہ محمد باقر مجلسیؒ نے، شرح الکافی کے نام سے محمد صالح مازندرانی اور دیگر بزرگوں نے لکھیں۔ ۶

بعض افراد نے اس کتاب کا ترجمہ یا پھر بعض نے اس کتاب کا خلاصہ لکھا ہے اسی طرح اس کتاب کیلئے معجم اور فہرستیں بھی لکھی گئیں۔ کافی کے سلسلۂ سند اور متن اور رجال پر بھی چند گرانقدر کتابیں لکھی گئی ہیں، ۷ ہر ایک کے متعلق مفصّل بحث

---

۱۔ الکافی، ج۱، ص ۱۳۔

۲۔ تاریخ عمومی حدیث، ص ۳۵۷، آشنائی با تاریخ حدیث، ص ۷۰؛ تاریخ حدیث، ص ۱۱۶۔

۳۔ مستدرک الوسائل، ج ۳، ص ۵۵۳، تاریخ عمومی حدیث، ص ۳۶۰۔

۴۔ مستدرک الوسائل، ج ۳، ص ۵۳۲، کافی، ج ۱، ص ۲۶ مقدمہ حسین علی محفوظ؛ تصحیح الاعتقاد لصواب الاعتقاد او شرح عقائد الصدوق، ص ۲۷۔

۵۔ کافی ج ۱، ص ۲۷۔

۶۔ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، ج ۱۳، ص ۱۰۔ ۹۴؛ المعجم المفہرس لالفاظ بحار الانوار، ج ۱ ص ۶۶۔

۷۔ دروس فی نصوص الحدیث و نہج البلاغہ، ص ۹۷۔ ۱۰۱۔

شیعہ حدیث کی کتاب شناسی سے مربوط ہے۔ حال ہی میں مرکز دارالحدیث کے ذریعے ایک انٹر نیشنل فیسٹول میں کتاب کافی کے نسخہ جات کا موازنہ کرتے ہوئے کامل نسخہ پیش کیا گیا ہے اور کافی کے مصادر اور اسناد کا جائزہ لیا گیا ہے۔

کچھ دوسرے مباحث جیسے کتاب روضہ کی کلینیؒ کی طرف نسبت، کتاب کافی کی بعض حصوں کی تحلیل ، اس کتاب کے روایتوں کے اعتبار ، مآخذ اور اسکو حاصل کرنے کے طریقے وغیرہ بھی شیعہ حدیث کی کتاب شناسی سے مربوط ہے اس حوالے سے مناسب ہے کہ کچھ دوسری کتابوں کی جانب مراجعہ کیا جائے جیسے کتاب مقدمہ کافی ، مقدمہ المعجم المفہرس لالفاظ بحارالانوار ، تاریخ حدیث ، آشنائی باعلوم حدیث ، دروس فی نصوص الحدیث و نہج البلاغہ وغیرہ۔

**۲۔من لا یحضره الفقیه:**

یہ کتاب جلیل القدر محدِّث شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰ بن بابویہ قمی کی تالیف ہے انہوں نے اس کی تدوین اور نشر حدیث میں ستر سال صرف کیے۔ ایک معروف شخصیت اور ایک بہت بلند علمی مقام کے مالک تھے۔ ان کے بارے میں امام زمانہ (عج) سے منقول ہے کہ "**مبارک ینفع الله به**"[۱] وہ ایران کے شہر قم اور رے میں رہتے تھے اور ۳۸۱ ہجری قمری کو شہر رے میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ تمام علمائے رجال نے اُنکی تعریف کی ہے۔ نجاشی انکے بارے میں لکھتے ہیں: "**ابوجعفر نزیل الری، شیخنا و فقیهنا وجه الطائفه بخراسان و کان ورد بغداد و سمع منه شیوخ الطایفه و هو حدث السنّ**"[۲]

شیخ صدوق استاد ابو جعفر محمد بن حسن بن احمد بن الولید کے شاگرد تھے اور بعد میں اپنے زمانے کے فقہ و حدیث کے برگزیدہ عالم بنے۔[۳] انہوں نے مختلف شہروں جیسے مشہد، نیشاپور، بغداد، کوفہ، مکہ وغیرہ سفر بھی کیا تاکہ بزرگ محدِّثین اور حدیث میں انکے طریقوں سے زیادہ آشنائی حاصل کی جاسکے۔ شیخ صدوقؒ نے تقریباً دو سو محدِّثوں سے حدیثیں نقل کی ہیں[۴] جن میں اہم ترین شخصیات علی بن حسین بن بابویہ قمی، ابن الولید، محمد بن علی بن ماجیلویہ ہیں۔

شیخ صدوقؒ کے دَور میں سیاسی حالات مناسب تھے جس کی وجہ سے روایتوں کی جمع آوری اور حدیثی کتابوں کی نشر وتدوین کا بہت اچھا موقع فراہم ہوا۔ وہ شہر رے میں مسلمانوں کے شیخ المشائخ مانے جاتے تھے اور دوسرے ہمسایہ شہروں جیسے قم،

---

۱۔ مستدرک الوسائل، ج ۳، ص ۵۲۴؛ من لا یحضرہ الفقیہ، ج ۱ ص ط۔

۲۔ رجال نجاشی، ص ۲۷۶۔ من لا یحضرہ الفقیہ، مقدمہ، ص ۱ کا۔

۳۔ فہرست شیخ طوسی، ص ۱۵۶۔

۴۔ مستدرک الوسائل، ج ۳، ص ۵۴۷؛ تاریخ عمومی حدیث، ص ۲۷۳۔

مشہد، نیشاپور اور ہمدان وغیرہ میں بھی انکی بات مانی جاتی تھی۔ ایہی وجہ ہے کہ اس کتاب کے علاوہ بھی خاص موضوع پر اور اور من لایحضرہ الفقیہ کے علاوہ دوسری روش پر بھی ان کے دیگر آثار ہیں۔[2] شیخ صدوقؒ نے کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں روایتوں کو اسطرح ترتیب دیا ہے کہ متن کے حوالے سے شروح اور خصوصیات، سند یا پھر رجال سے آشنائی شیعہ منابع حدیثی سے مربوط ہے۔[3]

**شیخ صدوقؒ کے دوسرے آثار:**

۱۔ کتاب خصال: جس میں عدد اور اسکے نیک اور نحس ہونے کی بنا پر روایات ذکر کی ہیں۔

۲۔ معانی الاخبار: ایسی روایات کے بارے میں ہے جو معصومینؑ کی دوسری روایات کے معانی سے متعلق ہیں۔

۳۔ علل الشرائع: ان روایتوں کا مجموعہ ہے جس میں عقائد اور فقہ میں شرائع کے حکم اور علل کو بیان کیا گیا ہے۔

۴۔ توحید: شیعوں کے عقائد یعنی توحید کے بارے میں روایتیں شامل ہیں۔

۵۔ عیون اخبار الرضاؑ: اس کتاب میں اہل بیتؑ خصوصاً امام رضا (ع) کے فضائل درج ہیں۔

۶۔ کمال الدّین و تمام النعمۃ: انبیاء سے لیکر حضرت حجت (عج) تک غیبت کے بارے میں حدیثیں بیان ہوئی ہیں اور امامؑ کی دعا کی بنا پر اس کتاب کو جمع کیا۔

۷۔ ثواب الاعمال و عقاب الاعمال: اعمالوں کے ثواب کے بارے میں روایتیں اس کتاب میں موجود ہیں۔

۸۔ الامالی: اس میں ۹۷ مجلس ہیں اور شیخ صدوقؒ نے ہر مجلس میں چند روایتوں کو ذکر کیا گیا ہے۔

دوسری حدیثی کتابیں جو اس صدی میں قابل ذکر ہیں:

۱۔ تحف العقول: مؤلف حسین بن علی بن شعبہ الحرانی۔ (چوتھی صدی کے علماء میں سے تھے)

۲۔ دعائم الاسلام: مؤلف نعمان بن محمد المغربی (وفات ۳۶۳)

۳۔ کامل الزیارات: مؤلف جعفر بن محمد بن قولویہ (وفات ۳۶۷)

تیسری صدی کے اواخر میں کچھ اور کتابیں بھی لکھی گئیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ بصائر الدرجات: مؤلف ابو جعفر محمد بن الحسن فروخ صفار قمی (وفات ۲۹۰)

---

۱۔ معانی الاخبار، ص ۶۸۔

۲۔ ایضا، مقدمہ؛ دروس فی نصوص الحدیث و نہج البلاغہ، ص ۱۰۵۔

۳۔ ر۔ک: مقدمہ المعجم المفہرس لالفاظ بحار الانوار؛ درسنامہ علم حدیث؛ تاریخ حدیث؛ تاریخ عمومی حدیث۔

۲۔ تفسیر عیاشی (وفات ۳۲۰)

۳۔ تفسیر علی بن ابراہیم قمی (وفات ۳۲۹)

۴۔قرب الاسناد: مؤلف حمیری (وفات ۳۰۰)

۵۔ محاسن: مؤلف احمد بن محمد خالد برقی (وفات ۳۸۰)

یہ تمام آثار اس بات کی علامت ہے کہ متقدّمین کا دور حدیثوں کی تدوین اور ارتقاء کا دور تھااور حدیثی جوامع کے زمانۂ تدوین میں انکے محرکات سے ماخوذ ہے۔ ان میں سے صرف دو کتابیں (کافی اور من لایحضرہ الفقیہ) خاص خصوصیات کی بناء پر کتب اربعہ میں شامل ہوئیں۔

## خلاصہ

### متقدمین کی روایات کے معتبر ہونے میں کم واسطوں کی تاثیر

کتب اربعہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ قدیم شیعی محدِّثوں نے بہت کم واسطوں سے امام معصومین (ع) سے حدیثیں نقل کی ہیں اسی وجہ سے ان روایتوں کا اعتبار بڑھ گیا ہے اور ان جیسی روایتوں کو "عالی السند روایات" کا نام دیا جاتا ہے۔ اور "عالی روایات" سے مراد یہ ہے کہ سلسلہ سند میں واسطوں کا کم ہونا۔

جلیل القدر علماء اس زمانے میں ان روایتوں کو حاصل کرنے کیلئے طویل سفر کرتے تھے تاکہ روایتوں کو ان کے اصلی منبع اور سرچشمہ سے حاصل کیا جاسکے۔

### حدیثی کتابیں

چوتھی صدی میں مختلف حدیثی کتابیں لکھی گئیں۔ ان کتابوں کی جمع آوری تیسری صدی میں شروع ہوئی اور چوتھی صدی تک جاری رہی اور بعض کتابیں چوتھی صدی میں پایہ تکمیل کو پہنچیں۔ ان سب میں سے اہم ترین مندرجہ ذیل ہیں:

### ۱۔الکافی فی الاصول والفروع و الروضہ

کتاب کافی تین حصوں اصول، فروع اور روضہ پر مبنی ہے۔ اس کتاب کے مصنف ثقۃالاسلام کلینیؒ ہیں۔

**۲۔من لا یحضرہ الفقیہ:** یہ کتاب جلیل القدر محدِّث شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بن موسیٰ بن بابویہ قمی کی تالیف ہے انہوں نے حدیث کتابوں کی تدوین اور نشر میں ستر سال صرف کیے۔

**شیخ صدوقؒ کے دوسرے آثار:** ۱۔کتاب خصال ۲۔ معانی الاخبار ۳۔ علل الشرائع ۴۔ توحید ۵۔ عیون اخبار الرضا ۶۔ کمال الدِّین و تمام النعمۃ ۷۔ ثواب الاعمال و عقاب الاعمال ۸۔ الامالی

**دوسری حدیثی کتابیں جو اُس صدی میں قابل ذکر ہیں:** ا۔ تحف العقول ۲۔ دعائم الاسلام ۳۔ کامل الزیارات

**تیسری صدی کے اواخر کی کتابیں:** بصائر الدرجات، تفسیر عیاشی، تفسیر علی بن ابراہیم قمی، قرب الاسناد اور محاسن

ان میں سے صرف دو کتابیں (کافی اور من لایحضرہ الفقیہ) خاص خصوصیات کی بناء پر کتب اربعہ میں شامل ہوئیں۔

## «آٹھواں سبق»

# متقدمین کا غالیوں سے مقابلہ

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

متقدمین کے دور میں بالخصوص چوتھی صدی میں تاریخ حدیث کی مباحث سے ایک یہ ہے کہ غالیوں کی اس مذموم کوشش سے آگاہی ضروری تھی کہ وہ اپنے عقائد کو روایات کے سانچہ میں ثابت کرنے کی کوشش کررہے تھے۔ غالیوں کا سابقہ پہلی قرن کی طرف پلٹتا ہے اور امام باقر (ع) اور امام صادق (ع) کے زمانے میں ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔[1] لیکن متقدمین کے زمانے میں اور اس سے پہلے کچھ عرصے میں یعنی تیسری صدی میں حدیثی مجموعے جمع کئے جارہے تھے، ان لوگوں نے کوشش کی کہ اپنے افکار کو روایات کے سانچہ میں لوگوں کے لئے بیان کریں اور انہیں حدیثی مجموعوں میں شامل کروائیں۔ سب سے پہلے ہم اختصار سے غالی کی تعریف کریں گے پھر انکے خلاف آئمہ (ع) کا کردار اور کلینی، صدوق وغیرہ جیسے متقدمین کی زحمتوں بیان کریں گے۔

## تفصیل

غالی کی تعریف یہ ہے: وہ لوگ معتقد ہیں کہ آئمہ (ع) الوہیت کے مرحلہ تک پہنچ گئے ہیں وہ آئمہ (ع) کو انسان ہونے سے بالاتر مانتے ہیں اور معتقد ہیں کہ روح ان میں حلول کرچکی ہے۔ شیخ مفیدؒ شرح عقائد صدوقؒ میں اس کے متعلق فرماتے ہیں:

**و الغلاة من المتظاهرين بالإسلام هم الذين نسبوا أمير المؤمنين و الأئمة من ذريته ع إلى الألوهية و النبوة و وصفوهم من الفضل في الدين و الدنيا إلى ما تجاوزوا فيه الحد و خرجوا عن القصد و هم ضلال كفار حكم فيهم أمير المؤمنين ع بالقتل و التحريق بالنار**[2]

بعض معاصر محققین غلات کی تعریف عام جانتے ہیں؛ جیسے محمد جواد مشکور جو ان کے بارے میں کہتے ہیں:

---

۱۔ تاریخ عمومی حدیث، ص۲۹۱

۲۔ تصحیح الاعتقادات لصواب الاعتقاد او شرح عقائد الصدوق، ص۱۰۹

غلات، شیعہ کے فرقوں میں سے ایک ہے جنھوں نے تشیع میں افراط کیااور اپنے آئمہ کے متعلق لمبی چوڑی باتیں کیں اوران کو خدائی کامرتبہ دیا یا نورانی جوہر کے حلول کو ائمہ یا اپنے رہبروں میں قائل ہوگئے یا تناسخ کے قائل ہوگئے۔[1]

غلات کی ترقی کے سب سے اہم مراحل میں سے ایک، حدیثی مجموعوں کی تدوین کازمانہ ہے؛ یعنی جو تیسری قرن سے ,پانچویں قرن تک متقدمین کازمانہ ہے؛ان کی کوشش ہوتی کہ اپنے افکار کو روایت کے طور پر پیش کریں۔آقای بہبودی قائل ہیں کہ ان لوگوں نے نہ صرف تدوین حدیث کے پہلے مرحلے میں بلکہ دوسرے مرحلہ میں جن میں کتب اور اصول لکھی جارہی تھی ،اپنے غلط عقائد کو حدیثی مجموعہ میں داخل کرنے کی کوشش کی اوراس سلسلے میں کہتے ہیں :

**وقد کان اهل البیت (ع) محفوظا عن مکائدة الغلاة ودسایسهم دوره الاول ---واما فی الدور الثانی فبعد ما کثر اصحاب الحدیث وروداالمذهب وتوفرت الاصول والمؤلفات وتداولتها ایدی الوراقین والصحفیین ، تلاعبت بمواریثهم ایدی الغلاة الخونة وعملاء الزنادقة فزادوا و نقصوا وغیروا وبدلوا**[2]

غالیوں کے فرقے جیسے احدیہ ،ابراھیمیہ ،اعضائیان ،اہل حق ، تفویضیہ ،حروفیہ ،حلاجیہ ،حلولیہ ،ذمامیہ ،خمسیہ ،رجعیہ، عوجائیہ ،کاکائیہ وغیرہ---[3]ان میں سے ہر ایک نے کسی طرح بعض روایات میں تحریف کرنے کا کردار اداکیا،ان کے اصلی فرقوں نے تابعین کے زمانے میں ، تابعین کی تبدیلیوں کے دور میں ترقی کی اور امام صادق (ع) کے زمانے میں قابل غور وسعت پائی۔[4]غلات متقدمین کے زمانے میں پھیلتے جارہے تھے اور ان

---

۱تاریخ شیعہ وفرقہ ھای اسلام تاقرن چھارم ،ص۱۵۱

۲معرفۃالحدیث ،ص۴۰

۳ر۔ک: تاریخ شیعہ وفرقہ ھای اسلام تاقرن چھارم ،ص۱۶۸۔۱۸۶کہ جس میں اختصار سے ۱۳۱فرقہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۴تاریخ عمومی حدیث ،ص ۲۹۳

میں سے ایک گروہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا؛اسی وجہ سے چند افراد جیسے مغیرہ بن سعید،[1] مفضل بن عمر[2] عمرو نبطی[3] وغیرہ کی آئمہ (ع) نے شدید مذمت کی۔

آئمہ معصومین (ع)، بالخصوص امام باقر (ع) اور امام صادق (ع) ان کی مذمت کرتے ہوئے مسلسل ان شخصیت کو آشکار اور ان کے غلط افکار کو باطل اعلان کیا کرتے تھے، علامہ مجلسی نے بہت سی روایات اس سلسلے میں ذکر کی ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں :

۱۔ عن الصَّادِقُ ع احْذَرُوا عَلَى شَبَابِكُمُ الْغُلَاةَ لَا يُفْسِدُوهُمْ فَإِنَّ الْغُلَاةَ شَرُّ خَلْقٍ يُصَغِّرُونَ عَظَمَةَ اللَّهِ وَ يَدَّعُونَ الرُّبُوبِيَّةَ لِعِبَادِ اللَّهِ وَ اللَّهِ إِنَّ الْغُلَاةَ شَرٌّ مِنَ الْيَهُودِ وَ النَّصَارَى وَ الْمَجُوسِ وَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا؛[4]

۲۔ عن ابی الحسن الرضا (ع) الْغُلَاةُ الَّذِينَ صَغَّرُوا عَظَمَةَ اللَّهِ تَعَالَى فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَقَدْ أَبْغَضَنَا وَ مَنْ أَبْغَضَهُمْ فَقَدْ أَحَبَّنَا وَ مَنْ وَالاهُمْ فَقَدْ عَادَانَا وَ مَنْ عَادَاهُمْ فَقَدْ وَالانَا وَ مَنْ وَصَلَهُمْ فَقَدْ قَطَعَنَا وَ مَنْ قَطَعَهُمْ فَقَدْ وَصَلَنَا۔[5]

آئمہ (ع) مسلسل حضرت علی (ع) سے لیکر آخری امام تک ۔ بالخصوص امام صادق (ع) اور امام رضا (ع) ۔ ان سے بیزاری کا اظہار اور ان کی تکذیب کی اور انہیں فاسق اعلان کیا۔[6] محدثین بھی آئمہ (ع) کی پیروی میں ۔ بالخصوص متقدمین ۔ انہیں شناسائی کرتے ہوئے ان کی مذمت کرتے تھے؛[7] بالخصوص علمائے رجال نے ان

---

۱اختیار معرفۃ الرجال، ص۲۹۷

۲ایضا، ص۳۸۸

۳ایضا، ص۳۹۱

۴بحار الانوار، ج۲۵، ص۲۶۵

۶ایضا، ص۲۶۶

۶تاریخ شیعه و فرقه های اسلام تا قرن چهارم، ص۱۶۰۔۱۶۸؛ تاریخ عمومی حدیث، ص۲۹۷

۷تصحیح الاعتقادات لصواب الاعتقاد او شرح عقائد الصدوق، ص۱۰۹۔۱۱۴

عبارات جیسے ((غال))، ((متهم بالغلو))، ((من اہل الارتفاع))، ((مرتفع القول))اوغیرہ کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔

کلینی، صدوق جیسے متقدمین نے بھی کوشش کی کہ غلات کی تحریک کے مقابلے میں۔ چاہے رجال میں ,یا روایات کو ثبت کرنے میں۔انہیں اور ان کے عقائد پہچانیں اور وہ نسخہ جات اور اصول جن سے حدیثی جوامع کو جمع کرتے تھے، ان سے استفادہ کرتے وقت ان کے مجعولات سے پرہیز کریں؛ کیونکہ نقل کے مطابق، غلات اصول کی نسخہ سازی کی بھی کوشش کی؛ بہبودی کا نظریہ ہے کہ غالی مذہب کے راویوں نے بعض جگہ بعض اصول میں خیانت کی ہے؛

**فتارة كانوا ياخذون اصلا معروفا او كتابا مشهورا و ينتسخون منه نسخا عديدة و يدسون في خلالها احاديث من موضوعاتهم او يحرفون كلماتهم طبقا لاهوائهم** [2]

غلات اور دوسرے فکری منحرفین کی ریشہ دوانیوں کے مقابلے میں، مسلمان علماء۔ بالخصوص محدثین اور خصوصا متقدم محدثین جیسے کلینی، صدوق۔نے حدیثی جوامع کی تدوین کے وقت ایک عظیم جہاد کیا، معصومین (ع) کی روایات کی مدد سے ان کے باطل افکار کی وضاحت کی اور اسی کے ضمن میں حدیثی کتب میں ان کی ہر قسم کی بات کو نقل کرنے سے پرہیز کیا اور اپنے حدیثی مصادر میں ایک یا چند روایات کو ان کے باطل افکار کی ردّ میں ذکر کیا جیسے کلینیؒ نے کتاب الحجۃ میں اصول کافی باب ((**في ان الائمة بمن يشبهون ممن مضى و كراهية القول فيهم بالنبوية**))؛ [3] صدوق، عیون اخبار الرضاؑ، [4] خصال [5] اور امالی؛ [6] صفار قمی، بصائر الدراجات [7] میں؛ برقی محاسن میں ذکر کیا۔

---

۱۔ رجال کشی، ص ۳۹۰، ۳۶۴ و۔۔۔

۲۔ معرفۃ الحدیث، ص ۴۴

۳۔ کافی، ج۱، ص ۲۶۸۔۲۷۰

۴۔ عیون اخبار الرضا، ص ۳۲۶، ۸۱

۵۔ خصال، ج۱ ص ۳۳۔۳۷؛ ج۲، ص ۱۵۷

۶۔ امالی، ص ۱۳۰

۷۔ بصائر الدراجات، ص ۱۲۳، ۶۴

متقدمین کی پیروی کرتے ہوئے متاخرین نے بھی جیسے علامہ مجلسیؒ نے کتاب بحارالانوار میں غلو کے ردّ میں کچھ روایات ذکر کی ہیں جو متقدمین کے مصادر میں بھی ذکر ہیں۔ علامہ مجلسیؒ کتاب الامامہ میں دو باب ((نفی الغلوفی النبی والائمہ)) ۲ و ((فصل فی بیان التفویض و معانیه)) ۳ میں ان کی وضاحت کی ہے۔

بہبودی بھی متقدمین ,بالخصوص رجالی علماء کی اس کوشش کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ غلات کے مقابلے میں انکی یہ کوشش حدیث اوراس کی صحیح تدوین میں ایک بہت بڑی خدمت تھی:

**وعند ذلک قامت جهابذة من زعماء الدین و حفاظ الحدیث ، بمقابلة هذه العادیة فشهروا امر الزنادقة والغلاة بالطعن فیهم و میزوا بین رجال الحدیث ضعافهم و ثقاتهم وبعد واناقلة هذه الآثار المختلفة عن معهد ثقافتهم و استوثقوا من تالیفاتهم بوضع الاحصانیة لعدد الابواب الاحادیث لئلایزیدفیها ایدی الغلاة الخونة** [4]

غالی لوگ، ختم ہوتے جارہے ہیں؛ لیکن ممکن ہے کہ ان کے بعض فرقے ,باقی ہوں،ان کے متعلق مفصل بحث اور ان کے تمام فرقوں کا تعارف۔ منجملہ عدم سہوالنبی کے قائل افراد قم میں غالی جانے جاتے تھے۔ عقائد میں غلات اور رجال کے غلات کے درمیان فرق وغیرہ مباحث عقائد سے مربوط ہے۔

## متقدمین کے درمیان حدیث کے تحمل کا طریقہ

حد، یث کے راوی ہمیشہ کوشش کرتے تھے کہ روا، یت کو کامل سند سے نقل کریں, تاکہ آئمہ معصوم (ع) کیطرف نسبت دینے میں کوئی ترد, ید نہ ہو اور اپنی حد، یث کے طریقہ کو کسی ایک امام معصوم (ع) سے مستند کرسکیں؛ کیونکہ یہ نسبت روایت کے اعتبار کے لئے کافی تھی اور ائمہ (ع) کے درمیان سند کا ذکر کرنا ضروری نہ تھا؛ کیونکہ ان میں سے ,ہر ایک معصوم (ع) تھے اور آئمہ بھی اس کام پر ,تاکید کرتے تھے؛ان میں سے ایک یہ

---

امحاسن، ص۲۵۷

۲۔بحآرالانوار، ج۲۵، ص۲۶۱۔۳۲۷۔

۳۔ایضا، ص۳۲۸۔۳۵۰

۴ معرفۃالحدیث، ص۷۴؛تاریخ عمومی حدیث، ص۲۹۷

ہے کہ امام صادق (ع) ابو بصیر کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں؛وہ امامؑ سے پوچھتے ہیں وہ حدیث جو آپ سے سنتے ہیں؛آپ کے والد کی طرف نسبت دیتے ہیں اور بعض اوقات وہ حدیث جو آپ سے سنی ہے،اسے نقل کرنے میں آپ کی طرف نسبت دیتے ہیں؛آیا اس طرح کا کام صحیح ہے؟امامؑ نے فرمایا: ((سواء الا انک ترویه عن ابی احب الیّ وقال (ع) لجمیل : ما سمعت منی فاروه عن ابی))[1]

متقدمین من جملہ کلینی اور صدوق نے کوشش کی ہے کہ روایات کو بہترین طریقہ سے یعنی سماع یا قرائت کے طریقہ سے نقل کریں، حدیث کے تحمل کے طریقہ یہ ہیں: سماع، قرات،اجازہ، مناولہ،کتابت،اعلام ،وصیت،اور وجادہ؛[2] حدیث کے راوی صحابہ اور تابعین کے طبقہ میں متقدمین کے زمانے تک کوشش کرتے تھے کہ نقل میں سماع یا قرات سے استفادہ کیا جائے؛ شیخ صدوقؒ ان روائی منابع سے نقل کرتے وقت کہ جو ان کے اختیار میں تھیں، کلینی کی طرح پوری توجہ سے کام لیتے تھے؛مثال کے طور پر سعد بن عبداللہ کے بارے میں کہتے ہیں:

"میں سعد بن عبداللہ کی تمام کتابوں کو منتخبات کے علاوہ ابن ولید کے ذریعے نقل کرتا ہوں؛لیکن اس کی منتخبات کے حوالے سے صرف روایت کے ان اجزاء کو بیان کرتا ہوں کہ جو میں نے اپنے استاد ابن ولید کے سامنے قرائت کیے"[3]

کلینیؒ بھی سند لکھنے اور روایت کے استناد کے حوالے سے انتہائی توجہ کرتے تھے اور کتاب کافی میں ایک باب ((روایة الکتب والحدیث و فضل الکتابة والتمسک بالکتب))[4] کے نام سے بیان کرتے ہیں تاکہ بیان کریں کہ روایات مستند ہونی چاہئے اور اس باب میں کچھ ایسی روایات ذکر کرتے ہیں جو حدیثی کتابوں کی اسناد سے اسناد کی اہمیت کو بیان کرر رہی ہیں؛ جیسے

---

۱۔کافی،ج۱،ص۵۱کتاب فضل العلم، باب روایۃالکتب والحدیث،ح۴

۲۔الرعایۃفی علم الدرایۃ، ص۲۷۸۔۳۰۳؛ مقباس الھدایۃفی علم الدرایۃ،ج۳،ص۱۳۵؛علم الدرایۃ تطبیقی، ص۲۸۱

۳۔ شیخ طوسی، فھرست، ص۷۵؛تاریخ عمومی حدیث، ص۳۳۷

۴۔کافی،ج۱،ص۵۱

عن علی (ع) اذا حدثتم بحدیث فاسندوہ الی الذی حدثکم فان کان حقا فلکم وان کان کذبا فعلیہ۔[1]

## اولین رجالی مجموعوں کی تدوین

متقدم محدثین روایت کی سند پر توجہ کی وجہ سے، ایک دوسری کوشش بھی کی یعنی ((رجال الحدیث)) کی تدوین تھی، یہ کوشش، راویوں کی شناخت اور اسکے ساتھ ساتھ احادیث کی شناخت کے بارے میں ایک بہت عظیم اقدام تھا۔ سب سے اہم اور سب سے پہلی رجالی کتابیں جس میں رجال برقی، رجال کشی، رجال نجاشی، فہرست و رجال طوسی وغیرہ شامل ہیں، متقدمین کے زمانے میں تدوین ہوئیں؛ اگرچہ راویوں کی شناخت دوسری صدی سے شروع ہو چکی تھی اور آئمہ (ع) کی طرف سے بعض راویوں کی توثیق اور جرح کو سامنے رکھتے ہوئے، متقدمین نے علم ((رجال الحدیث)) اور اس سے مربوط کتب کو تدوین کیا۔[2]

سب سے پہلا رجالی منبع تیسری صدی کے آخر میں برقی (۲۸۰م) کا ہے احمد بن محمد بن خالد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن علی برقی، شیعہ بزرگ علماء میں سے ہیں اور کوفہ میں زندگی بسر کرتے تھے، انہوں نے ۱۷۰۷ راویوں کو تاریخ کے ادوار اور آئمہ (ع) کے زمانے کی بنیاد پر ترتیب دیا تھا۔ برقی کے بعد، چوتھی صدی میں رجال کشی (م ۳۴۰) تھے، آپ محمد بن عمر بن عبدالعزیز، کشی سے معروف ہے ان کی رجالی کتاب "معرفة الناقلین عن الائمه الصادقین(ع)" سے معروف ہے۔ آپ ۱۱۵۱ راویوں کے نام پیغمبر (ص) سے آئمہ (ع) کے زمانے تک ذکر کرتے ہیں۔ ان کے بعد رجال نجاشی (م ۴۵۰) رجال اور فہرست شیخ طوسی (۴۶۰م) ہے کہ جو پانچویں صدی سے مربوط ہیں، یہ آثار زمانۂ متقدمین کا تسلسل اور گزشتہ رجال کی تکمیل ہیں۔[3]

متقدم محدثین جیسے کلینی، صدوق وغیرہ میں سے ہر ایک، راویوں کی شناخت کے حوالے سے اپنی خصوصی توجہ کے باعث رجال پر مہارت رکھتے تھے۔ اگرچہ ان کی طرف رجال کی کسی مستقل کتاب کی نسبت نہیں دی گئی

---

[1] ایضا، ج۱، ص ۵۲

[2] معجم رجال الحدیث و تفصیل طبقات الرواۃ، ج۱، ص ۱۰۱؛ تلخیص مقباس الھدایۃ، ص ۲۱۱

[3] کلیات فی علم الرجال، ص ۵۳

ہے، وہ سند کی شناخت کیلیئے مجبور تھے کہ حدیث کے راویوں سے آگاہی کے ضمن میں اپنے رجالی مبانی پر ہی اعتماد کریں ،تاکہ روایات کو معتبر منابع سے نقل کرنے اور روایات کے صحیح قرائن کے حامل ہونے کے ضمن میں راوی بھی ثقہ ہوں؛ اس وجہ سے، چوتھی صدی میں تشکیل پانے والی کتاب کافی اور من لایحضرہ الفقیہ کے راوی بہترین ہیں۔ اگرچہ ممکن ہے کہ متاخر رجالی علماء کی تحقیقی نظر اور جدید مبانی کی بناء پر ان میں سے بعض ممدوح نہ ہوں۔

## خلاصہ

متقدمین کے دورہ میں بالخصوص چوتھی صدی میں ،غلات اپنے عقائد کو روایات کے سانچہ میں ثابت کرنے کی کوشش کررہے تھے۔

غلات کی تعریف: وہ لوگ معتقد تھے کہ ائمہ (ع) الوہیت کے مرحلہ تک پہنچ گئے ہیں وہ ائمہ (ع) کو انسان ہونے سے بالاتر مانتے تھے اور معتقد تھے کہ روح ان میں حلول کرچکی ہے۔

غلات کے رشد کااہم ترین دور، حدیثی مجموعوں کی تدوین کازمانہ ہے؛انھوں نے کوشش کی کہ اپنے افکار کو روایت بتائیں۔

غالیوں کے فرقے جیسے احدیہ ،ابراہیمیہ ، اعضا ئیان ، اہل حق ، تفویضیہ،حروفیہ ،حلاجیہ ، حلولیہ ،ذمامیہ خمسیہ، رجعیہ، عوجائیہ ، کاکائیہ وغیرہ۔۔۔ ان میں سے ہر ایک کسی طرح بعض روایات میں تحریف کرنے کا کردار ادا کرتے تھے۔ غلات میں سے چند افراد جیسے مغیرہ بن سعید، مفضل بن عمر، عمرو نبطی وغیرہ۔۔۔ ائمہ (ع) کی شدید مذمت کے مستحق قرار پائے۔ علامہ مجلسی، نے بہت سی روایات کو اس سلسلے میں ذکر کیا ہے۔

متاخرین بھی جیسے علامہ مجلسی کتاب بحارالانوار میں، غلو کی ردّ کے سلسلے میں کچھ روایات کو ذکر کرتے ہیں۔

غالی لوگ، ختم ہوتے جارہے ہیں؛ لیکن ممکن ہے کہ ان کے بعض فرقہ باقی ہوں۔

## متقدمین کے درمیان حدیث کے تحمل کا طریقہ

حدیث کے راوی، مسلسل کوشش کرتے تھے کہ روایت کو کامل سند سے نقل کریں تاکہ ائمہ معصوم (ع) کیطرف نسبت دینے میں کوئی تردید حاصل نہ ہو۔

حدیث کے تحمل کے طریقے یہ ہیں: سماع،قرائت ،اجازہ، مناولہ ،کتابت ،اعلام وصیت،اور وجادہ؛ حدیث کے راوی صحابہ اور تابعین کے طبقہ میں متقدمین کے زمانے تک کوشش کرتے تھے کہ نقل میں سماع یا قرات سے استفادہ کیا جائے۔

## ابتدائی رجالی مجموعے کی تدوین

شروع میں رجالی کتابیں جیسے: رجال برقی،رجال کشی،رجال نجاشی،فہرست و رجال طوسی و۔۔۔ متقدمین کے زمانے میں تدوین ہوئیں؛اگر چہ راویوں کی شناخت دوسری صدی سے شروع ہوئی تھی اور ائمہ (ع) کی طرف سے بعض راویوں کی توثیق اور جرح کو توجہ رکھتے ہوئے، متقدمین نے علم "رجال الحدیث" اور اس سے مربوط کتب کو منسجم کیا۔

## «نواں سبق»

# متقدمین کی حدیث پر خصوصی توجه

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## (پانچویں صدی)

### تمہید

پانچویں صدی بہت سے نامور محدثین سے مزین ہے اوران کے درمیان شیخ الطائفہ، محمد بن حسن طوسی (م۴۶۰) نمایاں ہیں۔ آپ خود کو شیخ مفید، ابوعبداللہ محمد بن محمد بن نعمان (م۴۱۳)، ابوعبداللہ غضائری (م۴۱۱) سید مرتضیٰ (۴۳۶م) جیسے بزرگان کی شاگردی پر فخر کرتے ہیں کہ ان میں سے ہرایک چوتھی صدی کے اواخراور پانچویں کے اوائل کے دنیائے تشیع کے بزرگ علماء میں سے ہے؛اس صدی میں شیعہ علماء کے درمیان،ایک عالم جن کاتدوین اور حدیث کی تکمیل میں سب سے اہم کردار ہے اور بعض اولین حدیثی جوامع ان کی طرف منسوب ہیں،((شیخ طوسیؒ)) ہیں؛کتب اربعہ میں آپ کے دو گرانقدر اثر ہیں، جن کا نام "تہذیب الاحکام فی شرح المقنعه والاستبصار فیمااختلف من الاخبار" ہے۔۱

### تفصیل

### متقدمین کاتسلسلِ کتابت حدیث

شیخ مفیدؒ کے بعد شیخ طوسیؒ کے اپنے زمانے میں دوسرے علمائے شیعہ کی نسبت سب سے زیادہ دینی آثار فقہ، کلام، تفسیر ،روایات وغیرہ میں ہیں۔آپ چوتھی صدی کے متقدمین میں سے کلینیؒ اور صدوقؒ کی طرح احادیث کی تدوین اور لکھنے پر ۔اگرچہ ایک نئی روش اور نظر کے ساتھ ۔ خصوصی توجہ کرتے تھے اوران کو ضروری جانتے تھے۔ شیخ طوسیؒ نے علوم آل محمد (ع) کی تدوین کی ضرورت کی بناپر متعدد آثار مختلف موضوعات پر تحریر کیے ؛ان میں سے کچھ یہ ہیں:

تفسیر میں ،التبیان فی تفسیر القرآن؛ حدیث میں ، تہذیب،استبصار،غیبہ،مصباح المتھجد،اختیار معرفۃالرجال وامالی؛ کلام میں ، تلخیص الشافی،الغیبہ ، فقہ میں نھایۃ، مبسوط وخلاف؛رجال اور راوی کو پہچاننے میں، فھرست، رجال وغیرہ تحریر فرمائے۔۲

ان کے آثار میں تنوع اور تعدد ، پانچویں صدی میں علوم اسلامی اور مباحث کے وسعت سے مربوط ہے؛ کیونکہ ایسے زمانے میں رہتے تھے جن میں شرائط ان کے قبل و بعد کی نسبت بہتر تھیں اور حکام جیسے آل بویہ، علماء کی حمایت کرتے تھے۔۳اور

---

۱۔التبیان مقدمہ آقابزرگ، ص: ص،ف؛المعجم المفھرس لالفاظ احادیث بحارالانوار، مقدمہ، ص۷۱؛الاعلام، ج۴، ص۸۴؛کامل، ج۱۰، ص۲۲؛البدایۃ والنھایۃ ،ج۱۲، ص۹۷؛ریحانۃ الادب۔ج۲، ص۳۹۹؛تاسیس الشیعہ لعلوم الاسلام، ص۳۱۳؛الاستبصار، مقدمہ

۲۔التبان مقدمہ آقابزرگ، ص ی

۳ ۔تاریخ عمومی حدیث، ص۳۸۳

مختلف شہروں جیسے ری، قم، خراسان، ہمدان، بغداد وغیرہ میں علمی مراکز ترقی یافتہ تھے اس وجہ سے کلامی مباحث اور عقائد، حدیث، تفسیر، رجال، وغیرہ میں فکری مذاہب روز بروز ترقی کر رہے تھے اور اسی وجہ سے پانچویں صدی کے محدثین ـ منجملہ شیخ طوسیؒ ـ روایات کے نشر و ثبت و ضبط میں بہت زیادہ ذمہ داری کا احساس کرتے تھے۔

شیخ طوسیؒ حدیث نگاری کی تکمیل میں کلینیؒ اور صدوق کی روش پر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ انہوں نے مکتب حدیث کے مقابلے میں اجتہادی اور اصولی روش کے ذریعے بہت زیادہ جدوجہد کی؛ کیونکہ جب انکی ۲۳ سال عمر تھی تو بغداد میں ساکن ہو گئے اور مسلسل چالیس سال تک بغداد کے حوزہ علمیہ میں تحصیل علم کیا اور پھر نجف کی طرف ہجرت کی اور حوزہ کی بنیاد رکھی اور اجتہادی روش کے مطابق بہت سی تالیفات ترتیب دیں۔

شیخ طوسیؒ نے عباسیوں کے مرکز خلافت بغداد میں دوسرے فرقوں کے مقابل میں شیعہ نظریات کو بیان کرنے کی کوشش کی اور ان کی اصل توجہ، معتزلہ، اشاعرہ، مرجئہ وغیرہ کے مقابلے میں امامیہ عقائد کے نظریات کا دفاع تھا۔ وہ اپنے عظیم استاد شیخ مفیدؒ کی ہمراہی میں قاضی عبد الجبار معتزلی، باقلانی اور رمانی وغیرہ جیسے افراد کے سامنے علمی استقامت کا مظاہرہ کیا اور ان مباحثوں اور علمی استقامت میں حدیث اور بہت سی روایات سے استناد سے استفادہ کیا۔ شیخ طوسیؒ کی بغداد سے نجف کی طرف ہجرت کا سبب، شیعہ اور اہل سنت کے درمیان اختلافات کا عروج اور مخالفین کا بغداد کے محلّہ کرخ میں شیخ کے گھر اور کتب خانہ پر حملہ اور آگ لگانا تھا۔ ۲

پانچویں صدی میں امامیہ کے دوسرے علماء کا بھی روایات کی تدوین اور نشر میں کردار ہے، البتہ شیخ طوسیؒ کی طرح ان کے اثر کتب اربعہ میں مقام نہ بنا سکے؛ لیکن وہ لوگ بھی سب سے پہلے حدیثی جوامع میں شریک تھے؛ جیسے شیخ مفیدؒ جن پر چوتھی اور پانچویں صدی فخر کرتی ہے، عقائدی مباحث کے سبب ان کے زیادہ تر آثار عقائد کے حوالے سے ہیں۔ بعض محققین نے ان کے آثار کی تعداد دو سو بتائی ہے۔ ۳ شیخ مفیدؒ بھی طوسیؒ کے مقام استادی میں، تھذیب کی تدوین میں شریک ہیں؛ ان کی کتاب مقنعہ، تھذیب کی روایات کو جمع کرنے کا محور قرار پائی اور شیخ طوسیؒ نے تھذیب میں انہی روایات کی شرح اور تدوین کی۔

سید مرتضیؒ بھی پانچویں صدی کے علماء میں سے ہیں اور حدیث کی اہمیت اور اس کی تدوین سے آگاہ تھے اور بعض مباحث کو

---

۱. خلاصۃ الاقوال، ص ۱۴۸

۲. خلاف، مقدمہ، ج ۱، ص ۸، آشنائی باعلوم حدیث، ص ۸۷

۳. تھذیب الاحکام، مقدمہ، ص ۳۰

تفسیر اور حدیث کے حوالے سے پیش کیا جو "امالی فی التفسیر والحدیث والادب" کے نام سے نشر ہوئی۔ سید رضیؒ نے بھی اپنے

گرانقدر اثر میں حضرت علی (ع) کی بہت سی روایات جمع کیں جو نہج البلاغہ سے موسوم ایک دائمی اثر ہے۔

**تدوین حدیث کی توسیع**

کہا گیا ہے پانچویں صدی میں شیخ طوسیؒ نے سب سے پہلے حدیث کی جوامع کی تدوین کی تھی اور تہذیب اور استبصار کی تدوین کی۔ وہ تدوین حدیث کی سب سے اہم ضرورت کو فقہی روایات میں جانتے تھے؛ کیونکہ ان کے زمانے میں فقہی مباحث میں فقہاء کے درمیان اختلاف زیادہ ہو گیا تھا اور شیخ جو کہ مفسر اور محدث ہونے کے علاوہ ایک نامور فقیہ بھی تھے، فقہاء کے نظریات میں اختلاف کی بنیاد مباحث قرآنی کے بجائے حدیثی موضوعات میں قرار دیتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ روایات کا برابر نہ ہونا متعدد آراء کا سبب ہے؛ اس وجہ سے فقہی روایات کو ان کی تحقیق اور تحلیل کے ساتھ جمع کیا۔ شیخ طوسیؒ تفسیری روایات کو تبیان میں، اعتقادی احادیث کو الغیبہ اور تلخیص الشافی میں اور رجال سے مربوط روایات کو کتاب اختیار معرفۃ الرجال میں جمع کیا؛ لیکن ان کی سب سے زیادہ کوشش فقہی روایات کی تبلیغ اور تھذیب اور استبصار کی تدوین کے حوالے سے تھی۔

شیخ اپنی فقہی روایات کی دونوں کتابوں کے مقدمے میں[1] اس بات پر تاکید کرتے ہیں کہ روایات کی جمع آوری اور تحقیق میں ان کا ہدف یہ ہے کہ انکے درمیان موافقت پیدا کی جائے۔ وہ اپنے استاد کی کتاب مقنعہ کو فقہی ابواب کے لئے انتخاب کرتے ہیں اور اسی کے ابواب کے اعتبار سے معروف روایات کو جمع کرتے ہیں اور پھر مخالف روایات کو جمع کر کے آخر میں ان کے درمیان جمع کرنے راہ حل کی کوشش کرتے ہیں اور اس سلسلے میں کہتے ہیں:

ذاکرنی بعض الاصدقاء ۔ایدہ اللہ ۔ممن اوجب حقہ علینا باحادیث اصحابنا ایدیھم اللہ ورحم السلف منھم وما وقع فیھا من الاختلاف والتباین والمنافاۃ والتضاد حتی لا یکاد یتفق خبر الاوبازائہ ما یضادہ ولا یسلم حدیث الا وفی مقابلتہ ما ینافیہ ۔۔۔و سالنی ان اقصد الی رسالۃ شیخنا ابی عبداللہ ۔ایدہ اللہ تعالی۔ الموسومۃ بالمقنعۃ لانھا شافیۃ فی معناھا کافیۃ فی اکثر ما یحتا

---

۱۔ تھذیب، ج۱، ص ۳؛ استبصار، ج۱، مقدمہ، ص ۳

ج الیہ من احکام الشریعة ۔۔۔ ثم اذکر بعد ذلک ما ورد من احادیث اصحابنا المشھورة فی ذلک وانظر فیما ورد بعد ذلک مما ینافیھا و یضادھا وابین الوجه فیھا ا

شیخ طوسیؒ دوسرے متقدمین کی طرح احادیث کی تحقیق کا سب سے بہترین نتیجہ ان روایات کی جدا سازی اور انکی تصحیح قرار دیتے ہیں، روایات کی جمع آوری کی طرف ان کے رجحان کی علت جیسا کہ اس سے پہلے اشارہ ہو چکا، صحیح روایات کی غیر صحیح سے پہچان اور ان کے درمیان رابطہ کی وضاحت اور شیعہ مذہب کا دفاع ہے۔اس وجہ سے اپنے اثر کا نام تہذیب الاحکام رکھتے ہیں کہ حقیقت میں احکام کی روایات کی تہذیب اور جداسازی ہے تا کہ مخالفین کے طعنہ سے نجات پا سکیں اور اس زمانے کے علماء بھی فقہی روایات سے کامل استفادہ کر سکیں۔ وہ اس سلسلے میں کہتے ہیں :

لا یسلم حدیث الا وفی مقابلته ما ینا فیه حتی جعل مخالفونا ذلک من اعظم الطعون علی مذھبنا و یطرقوا بذالک الی ابطال معتقدنا۲

روایات کی تہذیب اور جداسازی کے حوالے سے شیخ طوسیؒ کی خدمات بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔کافی اور من لایحضرہ الفقیہ کی تدوین کے بعد اکثر روایات جمع ہو چکی تھیں؛لیکن ان کے مخالف دوسری روایات بھی تھیں۔کتاب تہذیب اور اس کے بعد اسی روش کے ساتھ مختصر طور پر استبصار کی تدوین تمام روایات کے درمیان میں رابطے کی تشریح اور وضاحت کا بہت زیادہ فائدہ تھا؛ جیسا وہ کہتے ہیں :

فقصدت الی عمل ھذا الکتاب لما رایت فیه من عظم المنفعة فی الدین و کثرة الفائدة فی الشریعة ۳

اسی وجہ سے اس زمانے سے آج تک تہذیب بزرگ فقہاء کی توجہ کا محور قرار پائی اور بہت سی کتابیں اسی روش پر لکھی جا چکی ہیں۔ ۴

شیخ طوسیؒ تہذیب اور استبصار کے مقدمہ میں اپنے دونوں حدیثی اثر کی تدوین کا سبب روایات کی تہذیب،جدا سازی اور اصلاح جانتے ہیں۔اس نکتہ سے اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ کافی اور من لایحضرہ الفقیہ کی تدوین سے تہذیب اور استبصار تک کے درمیان ( کلینی اور صدوق کے زمانے سے شیخ طوسی تک ) اختلافی روایات۔ بالخصوص فقہ میں۔زیادہ مطالعہ کی جاتی

---

۱۔ تہذیب، ج۱، ص ۳

۲۔ایضا۔

۳ ۔ایضا،ص ۴

۴ ۔تاریخ عمومی حدیث، ص ۳۸۹

تھیں اور کچھ افراد جان بوجھ کر ضعیف روایات کو دوسروں کے سامنے پیش کرتے تھے تاکہ اس کے ذریعے شیعہ عقائد پر حملہ کر سکیں اور بعض اوقات فرقوں اور صاحبان عقائد کے درمیان جھگڑا کرایا جائے۔ا شیخ طوسیؒ شیعوں کے سب سے بڑے مرجع ہونے کی حیثیت سے سب سے پہلے شیعہ کے اعتقادات کا دفاع کرتے ہیں اور مخالفین کی فکری سازشوں کو شکست دیتے ہیں۔ وہ ظاہراً متناقض احادیث کو ان کی صحیح تحلیل کرکے دوسروں کو آشنا کراتے ہیں اور ان کے درمیان جمع کرنے کا راہ حل بیان کرتے ہیں؛اور اس کے ضمن میں ضعیف اور غلط روایات کی بھی شناسائی کرواتے ہیں تاکہ معصومین (ع) کا دامن ان روایات سے پاک و پاکیزہ رہ جائے۔

پانچویں صدی میں فقہی روایات کے حوالے سے شیخ طوسیؒ کا اقدام نہ صرف شیعہ مذہب حقہ اور انکی روایات سے دفاع کیلئے تھا بلکہ بعض موارد میں امامیہ فقہاء کی فکری اتحاد کا بھی باعث بنا اور کئی صدیوں تک شیخ طوسیؒ کی فقہی افکار روایات کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتی رہیں اور امامیہ و۔۔۔فقہاء کے تنزاع کو تنزل کی راہ دکھائی؛کیونکہ شیخ کے زمانے میں بعض مذاہب کے درمیان ناپسند عقائدی تنزاع پیش آتا کہ جو خطرہ کا موجب تھا؛جیساکہ نجاشی ابوالحسن جرجانی کے حالات زندگی میں بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جو ان کی روش کو پسند نہیں کرتا تھا،اس نے انہیں قتل کر دیا۔۲

### حدیثی مجموعے

پانچویں صدی حدیث نگاری کی تکمیل کا زمانہ تھا،اس صدی میں حدیث کے بعض جوامع تدوین کیے گئے۔اس آ سدی کی سب سے اہم محدثین کی بنیاد پر مندرجہ ذیل کا نام لیا جاسکتا ہے:

۱۔**تھذیب الاحکام فی شرح المقنعۃ** : یہ کتاب محمد بن حسن طوسی کی تالیف ہے،فقہی روایات پر مشتمل اور شیخ مفید کی کتاب مقنعہ کے محور پر لکھی گئی اور شیخ طوسی کا سب سے پہلا اثر ہے،جسے جوانی کے عالم میں لکھا۔۳ انھوں نے اپنے اثر کا نام تہذیب رکھا،تاکہ اپنے حدیثی مجموعوں کی تدوین کے ہدف پر تاکید رہے۔شیخ نے ہر فقہی موضوع میں موافق اور مخالف روایات کو جمع کیا اور ہر باب کی سب سے ابتدائی احادیث،ان کے نظر میں زیادہ اعتبار رکھتی ہیں۔وہ روایات کے ذیل میں جمع روایات کے متعلق اپنی علمی نظر بیان کرتے ہوئے کئی موارد میں،سند کے ذکر کرنے پر بھی خصوصی توجہ دی ہے اور

---

۱۔ابن جوزی،المنتظم،ج۸،ص۱۷۳
۲۔رجال نجاشی،ص۲۲۷
۳۔الفہرست،ص۲۸۵

بعض موارد میں کتاب کے ((مسہ شیخہ)) کی طرف بھی رجوع کرنے کا کہا ہے۔ شیخ طوسیؒ مقنعہ کی شرح میں، صرف فقہی فروعی مباحث پر اکتفا کرتے ہیں اور اصول کی بحث کو تفصیل نہیں دیتے۔[1]

شیخ طوسیؒ کی اپنے زمانے میں سب سے بڑی خدمت، تہذیب میں فقہی فروعات کی روایات کو حتی فروع کافی سے بھی زیادہ وسعت دینا اور مخالف روایات کو موافق روایات کے ساتھ اضافہ کرنا تھا جو دوسرے حدیثی مجموعوں میں موجود نہیں تھیں ،اسی طرح ان کی متن پر تنقید یا فقہ الحدیث بے نظیر ہے۔

۲۔**الاستبصار فیما اختلف من الاخبار** : شیخ طوسیؒ نے تہذیب الاحکام کی تدوین کے بعد احساس کیا کہ ان کے مباحث کا مجموعہ مفصل ہوگیا ہے اور ایک گروہ اس کے خلاصہ کا متمنی ہے اور رغبت رکھتے ہیں کہ اس کی روایات مختصر صورت میں انہیں ملیں ؛اس وجہ سے انھوں نے کتاب استبصار کی تدوین پر کمر ہمت کس لی اور یہ کتاب فقہ میں بہت کم روایات اور خاص ابواب میں تدوین کی۔ شیخ طوسیؒ کی دوسری کتاب استبصار ہے کہ جو ((کتب اربعہ)) کا جز قرار پائی اور فقہاء اور محدثین کی مورد توجہ قرار پائی۔[2]

شیخ طوسیؒ نے استبصار کو تہذیب کی تدوین کے کچھ عرصہ بعد ہی تحریر کیا اور سند کے حوالے سے تہذیب کی روش پر عمل کیا ۔وہ چند موارد میں سند کو ذکر کرتے ہیں اور کچھ موارد میں کتاب کے آخر میں روایات کی اسناد کی تکمیل کرتے ہیں،استبصار تہذیب کی طرح تمام فقہی ابواب پر مشتمل نہیں تھی اور صرف تین حصہ میں (دو حصے عبادات میں اور ایک حصہ دوسرے فقہی ابواب میں )[3] تدوین ہوئی اور زیادہ تر متعارض روایات کے درمیان جمع کے متعلق ہے۔[4] وہ معتقد ہیں کہ روایات متواتر اور غیر متواتر کی طرف تقسیم ہوتی ہیں، غیر متواتر کی بھی دو قسمیں ہیں کہ جو قرینہ اور بغیر قرینے والی روایات آحاد پر مشتمل ہیں اور ہر کوئی ایک خاص حکم رکھتی ہے وہ اسے سلسلے میں کہتے ہیں : **واعلم ان الاخبار علی ضربین : متواتر و غیر متواتر فالمتواتر منها ما اوجب العلم فما هذا سبیله یجب العمل به ۔۔۔ وما لیس بمتواتر علی ضربین فضرب منه یوجب العلم ایضاً وهو کل خبر تقترن الیه قرینة توجب العلم وما یجری هذا**

---

[1] آشنائی باعلوم حدیث ، ص۷۷؛آشنائی با متون حدیث و نہج البلاغہ ، ص ۱۳

[2] تاریخ عمومی حدیث ، ص ۳۹۴

[3] الاستبصار ، مقدمہ ، ص ص

[4] المعجم المفہرس لالفاظ احادیث بحار الانوار ، ج ۱، ص ۷۱

**المجری یجب ایضاً العمل به وهو لا حق بالقسم الاول ۔۔۔ واما القسم الاخر فهو کل خبر یکون متواتر و یتعری من واحد من هذه القرائن فان ذلک خبر واحد ویجوز العمل به علی شروط ۔۔۔ ۱**

شیخ طوسیؒ استبصار کی تدوین میں بہت زیادہ علمی تجربہ رکھتے تھے اور اخبار کے تعارض کو اصولیوں کے مسلک کے مطابق حل کرنے میں بہت توجہ کرتے تھے؛ اس وجہ سے، ان کا اثر بہت ٹھوس اور فن کے ماہرین کے لئے بہت مفید ہے۔ ۲ ایسا لگتا ہے کہ بہت سی شرحیں استبصار پر لکھی گئی ہے۔ ۳

۳۔ **کتاب الغیبة**: شیخ طوسیؒ کے دو اثر تہذیب اور استبصار کے علاوہ دوسرے روائی آثار بھی ہیں؛ جن میں سے کتاب الغیبۃ ہے جس میں عقائدی مباحث کے ضمن میں امام زمانہ (عج) کے متعلق روایات ہیں۔ ابھی کچھ عرصہ پہلے مؤسسہ معارف اسلامی نے اس اثر کو آقا بزرگ تہرانی کے اہم مقدمہ کے ساتھ منتشر کیا ہے وہ مقدمہ میں اس طرح کہتے ہیں:

**وکتاب الغیبة للشیخ الطوسی ۔هذا ۔ هو من الکتب القدیمة الذی یمتاز علی غیره فانه تضمن اقوی الحجج والبراهین العقلیة والنقلیة علی وجود الامام الثانی عشر محمد بن الحسن صاحب الزمان (عج) وعلی غیبته فی هذا العصر ثم ظهوره فی آخر الزمان ۴**

کتاب الغیبہ آخری شمارہ بندی کے اعتبار سے، ۵۰۵ روایت پر مشتمل ہے کہ جو شیخ علی احمد ناصح اور شیخ عباد اللہ تہرانی کی تحقیق کے ساتھ ہے اور اس میں ایسی روایات پائی جاتی ہے جن میں حضرت کی امامت پر دلالت کرنے والے معجزات ہیں۔

۴۔ **مصباح المتهجد و سلاح المتعبد**: اس اثر کو محمد بن حسن طوسیؒ نے لکھا، مذکورہ کتاب ائمہ (ع) سے منسوب دعاؤں کا ایک جامع مجموعہ ہے اور ان کے لئے کوئی سند ذکر نہیں ہوئی ہے۔

۵۔ **اختیار معرفة الرجال**، محمد بن حسن طوسیؒ: شیخ طوسیؒ راویوں کی مدح وذم سے مربوط روایات کو کتاب **اختیار معرفة الرجال** میں ذکر کیا ہے اور ایک ہزار سے زیادہ روایات ان کے اسناد کے ساتھ ذکر کی ہیں۔

۶۔ **امالی**، محمد بن حسن طوسیؒ: شیخ طوسیؒ امالی میں مباحث معاشرتی اور اخلاقی روایات کو ذکر کرتے ہیں اور جس میں ۴۶ مجلسیں ہیں اور اس میں ایک ہزار سے زیادہ روایات ہیں۔

---

۱۔ الاستبصار، ج ۱، ص ۴
۲۔ المعجم المفهرس لالفاظ احادیث بحار الانوار، ج ۱، ص ۷۱
۳۔ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، ج ۲، ص ۱۴
۴۔ الغیبہ، ص ۲۴ مقدمہ آقا بزرگ تہرانی

۷۔**الامالی** ، شیخ مفیدؒ : شیخ مفیدؒ ( متوفی ۴۱۳ قمری)امالی کواخلاقی مباحث پر لکھاکہ بہت سی روایات پر مشتمل ہے۔اس میں ۴۲ مجالس ہیں اور بنیاد پژوہشہای اسلامی مشہد نے منتشر کیاہے۔

۸۔**المزار** ، **شیخ مفیدؒ** : یہ کتاب شیخ مفید کاایک دوسرا اثر ہے کہ جو زیارت اور ان مکان کی فضیلت سے مربوط روایات پر مشتمل ہے ، جس کو مدرسۃالامام المہدیؑ نے منتشر کیاہے۔

۹۔**امالی فی التفسیر والحدیث والادب** ، سید مرتضیٰؒ : پانچویں صدی کے دوسرے علماء میں سے ، سید مرتضی (م۴۳۶) اور شیخ طوسی کے ہم پلہ اور استاد ہیں۔ان کی کتاب امالی اسّی مجلسیں تفسیر ، حدیث اور ادب پر مشتمل ہیں، ان میں سے ۲۸ مورد خبر اور روایت کی تاویل کے متعلق ہیں۔جن میں ایک یا چند حدیث بیان کرکے انکی تفسیر اور ان کے تعارض کو دور کیاہے۔سید مرتضیٰؒ املاء کی مجلس کی اہمیت کے پیش نظر حدیث کی کتابت پر تاکید کرتے تھے؛اس وجہ سے ان کے شاگردوں نے ان کی امالی کو منتشر کیاہے۔ان کے حدیث میں دو دوسرے اثر انتصار اور ناصریات کے نام سے منتشر ہوئے ہیں وہ خبر واحد کی عدم حجیت کے قائل تھے۔۱

۱۰۔**نهج البلاغه**، سید رضیؒ : دوسرے اہم ترین حدیثی آثار میں ، حضرت علی (ع) کی فصیح وبلیغ روایات کو جمع کرنا ہے کہ جسے چوتھی اور پانچویں صدی (۴۰۶م )کے ماہر علماء میں سے سید رضیؒ کی ہمت اور کوشش سے جمع کیاگیا۔انھوں نے حضرتؑ کے بعض کلمات ، حِکَم ، خطبات اور خطوط کوتدوین کیا؛پھراس پر بہت سی شرح اور ترجمہ لکھے گئے ہیں۔۲ سید رضیؒ نہج البلاغہ کے علاوہ ،کتاب مجازات الآثار النبویہ اور خصائص الائمہ بھی لکھی جن میں بھی بہت زیادہ روایات ذکر کی گئی ہے۔

۱۱۔**غرر الحکم ودرر الکلم** ،آمدی: یہ گرانقدر کتاب ، عبدالواحد آمدی تمیمی ،جو پانچویں صدی کے علماء میں سے تھے ۔یہ حضرت علی (ع) کی جامع کلام پر مشتمل ہےاور حروف الفبا کی ترتیب کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہے اور مؤسسہ اعلمی کی تصحیح کے ساتھ منتشر ہوئی ہے۔

۱۲۔**شهاب الاخبار** ، قضاعی : کتاب شہاب الاخبار ، قاضی قضاعی (م ۴۵۴) کی تالیف ہے بعض روایات نبوی (ص) پر مشتمل ہےاور حال ہی میں مرکز انتشارات علمی وفرہنگی نے جلال الدین کی تصحیح کے ساتھ اسے منتشر کیاہے۔

---

۱۔رسائل الشریف المرتضی ،ج۱،ص ۱۳،۱۱

۲۔دروس فی متون الحدیث و نہج البلاغہ ، ص ۱۷۳

پانچویں صدی کے آثار کی خصوصیات سے شناسائی۔ بالخصوص تھذیب اور استبصار۔ کہ جو پانچویں قرن کی سب سے اہم روائی آثار میں سے ہیں اور یہ کہ شیخ طوسیؒ نے مذکورہ دو اثر کس موضوع پر اور کس طرح روایات کی تحلیل کرتے ہیں؛ اور کتنی روایات اور ابواب پر مشتمل ہے؛ ان دو میں فرق کیا ہے؛ اس پر کون سی شرحیں اور تعلیقات لکھے گئے ہیں اور کن افراد نے ان کا خلاصہ کیا ہے یہ سب کتابشناسی شیعہ حدیثی جوامع سے مربوط ہیں۔

## شیعہ حدیثی مراکز

شیعہ روائی میراث کو محفوظ رکھنے کے لئے دوسری صدی کے بعد۔ بالخصوص دوسری سے پانچویں صدی تک۔ شیعہ حدیثی حوزات فعال تھے اور بہت سے راوی معصوم اماموں (ع) کی روایات کو حفظ اور نقل کرکے آنے والی نسلوں کو سپرد کرنے میں کوشش کرتے؛ کیونکہ صرف امام باقر (ع) اور امام صادق (ع) کے زمانے میں دس ہزار سے زیادہ راویوں نے روایت نقل کیا ہے اور اس زمانے کے راوی، بہت سی روایات کے حامل تھے۔ اس مطلب پر امام صادق (ع) کا کلام نیز گواہ ہے کہ ابان بن عثمان کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

"ابان بن تغلب مجھ سے تیس ہزار روایت نقل کرتا ہے تو بھی ان کو اس سے روایت کر!" [1]

شیعہ حدیث کے راویوں نے دوسری صدی سے اب تک، ان کو حفظ کرنے کے لئے، مراکز اور حدیثی حوزات کی بنیاد رکھی کہ جن کا پانچویں صدی تک جائزہ لیا جاسکتا ہے اور ان کی ترقی میں متقدمین کا کردار بیان کیا جاسکتا ہے۔ جہاں بھی جس شہر میں بھی شیعہ موجود ہوتے تھے وہاں حدیثی حوزہ بنایا جاتا اور ایک گروہ روایات کو فقہ، عقائد، اور تفسیر میں نقل اور تدریس کرتا۔ کیونکہ اکثر شیعہ کوفہ اور قم میں موجود تھے لہٰذا یہ دونوں شہر شیعہ روایات کے نشر اور تدریس میں زیادہ مرکزیت رکھتے تھے۔

کوفہ اور قم دوسرے مراکز جیسے بغداد، بصرہ، مدینہ، شام، یمن، جبل عامل، رے، نیشابور، ہمدان، خراسان، کاشان، گرگان وغیرہ کی نسبت شیعوں کا مضبوط مرکز اور شیعہ مخالفین کے حملوں سے محفوظ تھے، اگرچہ دوسرے شہروں میں محدثین موجود تھے لیکن زمانہ گزرنے کے ساتھ، حدیث کی نشر اور تدریس ان میں مستحکم نہیں تھی۔ متقدم محدثین کے زمانے میں (آئمہ (ع) کے زمانۂ حضور کے اواخر سے شیخ طوسیؒ کے زمانے تک) علمی حوزات بہت زیادہ فعال و سرگرم ہوگئے۔ ولی عصر (عج) کے زمانۂ

---

[1] رجال نجاشی، ص ۸۰؛ تاریخ عمومی حدیث، ص ۳۲۱

غیبت کی خصوصیات کو مد نظر رکھتے ہوئے راوی حضرات کوشش کرتے تھے کہ وہ موجود روایات کی باب بندی کیا جائے اور کتب فقہی، عقائدی، تفسیری وغیرہ کے نشر کے ضمن میں لوگوں کو احادیث سے مستفید کریں۔ا

متقدمین کے زمانے بالخصوص پانچویں صدی کو حدیثی مراکز کے رشد و کمال کی معراج جانا جا سکتا ہے ان میں سے مشہور کوفہ، بصرہ، قم، رے، اور بغداد کے حوزے ہیں اور زیادہ تر بزرگ محدثین جیسے کلینی، صدوق، طوسی وغیرہ ان میں حدیث کی تدریس کرتے تھے؛ خصوصا تین محدث بزرگوار جو ایرانی تھے جنہوں نے قم اور رے کے حوزے سے تحصیل علم کیا پھر عراق کے حوزے کوفہ، بغداد اور نجف کی طرف ہجرت کی۔

نجف کا حوزہ دوسرے حوزوں کی طرح اور شیخ طوسیؒ کی زندگی کے آخری ایام میں تشکیل پایا اور جس وقت شیخ طوسیؒ بغداد میں بہت زیادہ مزاحمتوں کی وجہ سے نجف چلے گئے، اس وقت حوزۂ نجف کی بنیاد رکھی گئی۔ نجف کے حوزے کی ترقی کی وجہ سے کوفہ کا حوزہ جو نجف سے قریب تھا اس کی ثانوی حیثیت ہو گئی۔۲ شیخ آقا بزرگ اس سلسلے میں کہتے ہیں:

ولما رای الشیخ محدقا به هاجر بنفسه الی النجف الاشرف لائذا بجوار مولانا امیر المومنین(ع) وصیرها مرکز للعلم وجامعة کبری للشیعة الامامیة ـ ـ ـ واخذت تشد الیها الرجال و تعلق بها الآمال و اصبحت مهبط رجال العلم ـ ـ ـ تلک هی جامعة النجف العظمی التی شید شیخ الطائفة رکنها الاساسی ووضع حجرها الاول وقد تخرج منها خلال هذه القرون المتطاولة آلاف مؤلفة من اساطین الدین واعاظم الفقهاء وکبار الفلاسفة ونوابغ المتکلمین وافاضل المفسرین ۳

مدینہ بھی بہت طولانی مدت تک آئمہ (ع) کا مرکز تھا اور وہاں سے بہت سے راوی پروان چڑھے اور حدیث کو نقل کیا ہے؛ لیکن غیر شیعی حکومتوں کی وجہ سے، آئمہ (ع) کے زمانہ حضور کے بعد اور عصر غیبت میں، وہاں شیعہ حدیثی حوزات کی ترقی کیلئے مناسب حالات نہ آسکے۔

---

ا۔ تلخیص مقباس الھدایہ، ص۲۳۸

۲۔ تھذیب، ج۱، ص۴۵

۳۔ التبیان، مقدمہ، ص و

### خلاصہ

### متقدمین کا تسلسلِ کتابت حدیث

شیخ مفید کے بعد شیخ طوسی نے دوسرے علمائے شیعہ کی نسبت سب سے زیادہ دینی آثار لکھے ہیں۔ وہ کلینی اور صدوق کے مانند پانچویں صدی کے متقدمین میں سے ہیں۔

ان کے زمانے میں حکام، علماء انکی حمایت کرتے تھے اور دوسرے شہروں میں علمی مراکز ترقی یافتہ تھے۔ پانچویں صدی میں امامیہ کے دوسرے علماء بھی، روایات کی تدوین اور نشر میں اثر رکھتے تھے۔

### تدوین حدیث کی توسیع

پانچویں صدی میں، شیخ طوسی سب سے پہلے حدیثی جوامع کی تدوین کرنے والے تھے۔ ان کا روایات کی جمع آوری کی طرف رجحان کی علت صحیح روایات کو غیر صحیح سے شناسائی اور ان کے درمیان رابطہ کو بیان کرنا اور شیعہ مذہب کا دفاع تھا۔

### حدیثی مجموعے

پانچویں صدی میں حدیث میں کچھ جوامع تدوین ہوئے؛ جیسے:

۱۔ تہذیب الحکام فی شرح المقنعۃ ۲۔ الاستبصار فیما اختلف من الاخبار ۳۔ کتاب الغیبۃ ۴۔ مصباح المتھجد و سلاح المتعبد ۵۔ اختیار معرفۃ الرجال ۶۔ امالی، محمد بن حسن طوسی ۷۔ الامالی، شیخ مفید ۸۔ المزار ۹۔ امالی فی التفسیر والحدیث والادب، سید مرتضی ۱۰۔ نہج البلاغہ، سید رضی ۱۱۔ غرر الحکم ودرر الکلم ۱۲۔ شہاب الاخبار، قضاعی

### شیعہ حدیثی مراکز

شیعہ روائی میراث کو محفوظ رکھنے کے لئے، دوسری صدی کے بعد۔ بالخصوص دوسری سے پانچویں صدی تک۔ شیعہ حدیثی حوزات فعال تھے۔ شیعہ حدیث کے راویوں نے دوسری صدی سے ابھی تک، ان کو حفظ کرنے کے لئے، مراکز اور حدیثی حوزات کی بنیاد رکھی ہے۔ اکثر شیعہ کوفہ اور قم میں موجود تھے یہ دو شہر شیعہ روایات کی نشر اور تدریس میں زیادہ مرکزیت رکھتے تھے۔

متقدمین کے زمانے بالخصوص پانچویں صدی کو حدیثی مراکز کے رشد و کمال کی معراج جانا جا سکتا ہے ان کے نمونے کوفہ، بصرہ، قم، ری، اور بغداد کے حوزے ہیں۔ نجف کا حوزہ دوسرے حوزوں کی طرح اور شیخ طوسی کی زندگی کے آخر میں تشکیل پایا۔

مدینہ بھی بہت طولانی مدت تک آئمہ (ع) کا مرکز تھا اور وہاں سے بہت سے راوی پروان چڑھے اور حدیث کو نقل کیا ہے۔

## «دسواں سبق»

# پانچویں صدی تک سب سے اہم شیعہ حدیثی حوزات

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

شیعہ حدیثی حوزے تمام اسلامی سرزمین جیسے حجاز، عراق، ایران، ہند وغیرہ میں موجود تھے؛ لیکن ان میں سب سے اہم پانچویں صدی تک قم، بغداد، کوفہ کے حوزے کو جانا جاسکتا ہے؛ اگرچہ متاخرین کے زمانے میں (چھٹی صدی سے اب تک) سب سے اہم حدیثی حوزے اور اس کیساتھ ساتھ فقہ، عقائد، تفسیر وغیرہ میں شیعہ حوزے قم اور نجف کے ہیں اس بناپر مختصر طور پر قم، بغداد، اور کوفہ کے حدیثی مرکز کیطرف اشارہ کیا جارہا ہے:

## تفصیل

### الف) مرکز حدیثی قم

قم کا شہر پہلی صدی کے اواخر سے، شیعوں کے اہم مراکز میں سے شمار کیا جاتا ہے اور فارس میں شیعوں کا سب سے پہلا شہر تھا۔[1] اس سرزمین کے راوی آئمہ (ع) کے زمانے میں بالخصوص امام صادق (ع) کی خدمت میں
شرفیاب ہوتے تھے اور ان سے روایت کو نقل کیا کرتے۔ شیخ طوسیؒ امام صادق (ع) کے کچھ راویوں کو قمی مانتے ہیں۔ امام رضا (ع) کے زمانے میں شہر قم اور ان کی ایران کیطرف ہجرت اور قم کا سفر کی وجہ سے اس کی اہمیت اور زیادہ ہو گئی اور باقی اماموں (ع) کے دور میں بھی اس کی رونق میں اضافہ ہوتا گیا، بالخصوص قم میں اشعری خاندان کا موجودگی اور قمی محدثین میں اضافہ جیسے صدوق وغیرہ قم کے حدیثی مرکز کی اہمیت بہت زیادہ ہو گئی۔ استاد شانہ چی قم کے حوزے کے سلسلے میں کہتے ہیں:
بغداد پر سلاجقہ کے تسلط کے بعد اور شیعہ سے تعصب اور بہت زیادہ سختی کی وجہ سے، قم (کہ جو اشعریوں کی اس جگہ پر ہجرت کے سبب تشیع ایک مرکز کی صورت میں تبدیل ہوگیا) اور حلہ وغیرہ حدیث اور شیعہ فقہ کے مراکز بن گئے۔[2]
وہ شخصیات جونہوں نے قم کے حدیثی مرکز میں شہرت پائی، بزرگ علماء تھے: جیسے احمد بن محمد عیسی اشعری قمی، عبدالعزیز بن مہتدی قمی، علی بن حسین بن بابویہ قمی، شیخ صدوق، ابن ولید قمی، محمد بن حسن فروخ الصفار، محمد بن یحییٰ العطار، ابراہیم بن ھاشم قمی ان میں سے ہر ایک کا قم کے حوزہ میں ایک اہم کردار ہے۔ قم کا حوزہ حدیث کے مباحث میں مخصوص شرائط کا حامل ہے، دوسرے حوزوں کی نسبت زیادہ سختی کی جاتی تھی، [3] قمی علماء حدیث میں، ہر راوی پر اعتماد نہیں کرتے تھے اور احمد بن خالد برقی جیسے راویوں پر طعن کرتے تھے۔ علامہ حلیؒ کہتے ہیں:

---

۱۔ تاریخ تشیع در ایران، ص ۱۱۷؛ تاریخ عمومی حدیث، ص ۳۲۷؛ تاریخ قم، مقدمہ، ص ۵

۲۔ تاریخ حدیث، ص ۱۱۲

۳ سفینۃ البحار، ج ۱، ص ۸۰

قم کے بزرگان احمد بن محمد بن خالد برقی پر طعن کرتے تھے اور انہیں قم سے نکال دیا۔[1]

اس دیار کے لوگوں کی اہل بیت (ع) سے رغبت بالخصوص موسی بن جعفرؑ کی بیٹی اور قم میں ان کی وفات کی وجہ سے قم کا حدیثی حوزہ شیعوں کا اہم مرکز بن گیا۔ یہاں تک کہ آئمہ (ع) کی طرف نسبت دی گئی ہے کہ اگر قم کے فقہاء اور علماء، حدیث کو حفظ نہیں کرتے تو دین تنزل کی طرف چلا جاتا۔[2] قم شہر میں دینی دورس کے ساتھ، حدیث بھی بہت کمال تک پہنچی اور متقدمین کے زمانے میں، کچھ بزرگان جیسے صدوق اور ان کے والد، وہاں کے بزرگ محدثین میں سے ہوگئے، جن قمی شخصیات کا روایات کے حوالے سے کردار تھا اور رجال میں ان کا نام ذکر کیا گیا ہے، انکی تعداد بہت زیادہ ہے کہ کتاب تاریخ قم اور معالم العلماء میں ان کا ذکر کیا گیا ہے؛ اگرچہ قم کا حوزہ متقدمین کے زمانے کے بعد کچھ مدت کے لئے تنزل کا شکار رہا۔

قم کا حدیثی حوزہ جو پہلی صدی سے فعال تھا تیسری اور چوتھی صدی کے اواسط تک، شان و شوکت کی عروج پر تھا اور حدیثی رجحان کا مکتب وہاں دوسرے مکاتب پر حاکم تھا اور اصول کا رجحان وہاں کم رنگ تھا۔ ایسے محدثین کی موجودگی کے سبب جو کسی طرح قم کے حدیثی حوزہ سے متاثر تھے قم کے حوزہ کا تسلسل، ری میں تشکیل پایا اور کلینی، صدوق جیسے بزرگ محدثین قم اور ری کے تربیت یافتہ ہیں۔

### ب) مرکز حدیثی کوفہ

شہر کوفہ امیر المومنین (ع) کی ولایت کے زمانے سے شیعوں کے ایک اہم مرکز میں تبدیل ہوگیا اور اس شہر کو آئمہ (ع) بالخصوص امام صادق (ع) کے زمانے میں بہت زیادہ مرکزیت حاصل ہوئی۔ کوفہ میں عظیم خاندان اعین کی موجودگی علم حدیث آئمہؑ کا سبب بنی۔ امام صادق (ع) کا سفر اس شہر کی جانب سفر اور وہاں ان کی دو سالہ سکونت بھی اس شہر کے علمی شان و شوکت بالخصوص حدیث اور حدیث کے راویوں میں اضافے کا سبب بنی۔ استاد شانہ چی کہتے ہیں:

حضرت امام صادق (ع) کا دو سال کوفہ میں رہنا اور فقہ اور اہل بیت (ع) کی حدیث کا نشر ہونا سبب ہوا کہ کوفہ اور اطراف میں مکتب تشیع کے پیروکار ایک معین صورت پالیں؛ البتہ عراق میں امام صادق (ع) کی تشریف آوری سے پہلے، مکتب تشیع حمران بن اعین اور ان کے بقیہ عظیم خاندان اعین کی وجہ سے پھیل چکا تھا۔[3]

---

۱۔ خلاصۃ الاقوال، ص ۱۴

۲۔ بحار الانوار، ج ۵۷، ص ۱۴

۳۔ تاریخ حدیث، ص ۱۱۳

شہر کوفہ اہل بیت (ع) کے محدثین اور راویوں کا مرکز تھا کہ جہاں بہت سے شیعہ علماء زندگی بسر کرتے تھے اور عراق کے علاقے میں شیعہ مرکز شمار کیا جاتا؛ اس وجہ سے جب بھی کسی کو شیعہ بتانا ہوتا تھا تو اس کی طرف کوفی یا کوفی مذہب ہونے کی نسبت دی جاتی۔[1] نجاشی معتقد ہیں کہ حسن بن علی بن زیاد وشاء نے مسجد کوفہ میں امام صادق (ع) کے نو سو شاگردوں سے واقف ہونے کا شرف حاصل کیا۔[2] شہر کوفہ چوتھی اور پانچویں صدی میں اس اہمیت کا حامل ہو گیا کہ پوری دنیائے تشیع اور ایران سے شیعہ بزرگ محدثین کوفہ کی طرف ہجرت کرتے تھے تاکہ معتبر راویوں اور بغیر واسطہ سے روایات نقل کریں ؛ جیسے کلینی جنھوں نے کافی کی تدوین کے لئے کوفہ سفر کیا۔ استاد شانہ چی اس سلسلے میں کہتے ہیں :

" کوفہ اور عراق کے لوگوں سے حدیث کے ناقلین کی یہی کثرت سبب ہوئی کہ کلینی (ایک ایسی کتاب جو جامع معتمد اصول اور ثقہ راویوں کی تالیف کی ضرورت کا احساس کیا) اپنے دیار سے سفر کی زحمت (ری جو اس زمانے میں تشیع کے مراکز میں سے ایک اور قم کے ہم جوار جو حدیث اہل البیتؑ کا محکم مرکز تھا) برداشت کی اور بغداد اور کوفہ کی طرف سفر کیا۔"[3]

کوفہ کے محدثین حجاز سے نزدیک ہونے اور آئمہ (ع) کا مقامِ حضور ہونے کے سبب حدیثی مجموعے بالخصوص متقدمین کے زمانے میں ((کتب اربعہ)) کی تدوین میں بہت زیادہ اثر تھا؛ اسی وجہ سے کوفی راوی کتب اربعہ کی روایات کے سلسلۂ اسناد میں بہت زیادہ ہیں۔ مسجد کوفہ اور اس کے دوسرے محلے نشرِ روایات اور مشائخِ حدیث کی تدریس کی جگہ تھی۔[4]

کوفی لوگ کوفہ اور دوسرے شہروں میں اہل بیت (ع) کی روایات کے مبلّغ تھے؛ جیسے ابراھیم بن محمد ثقفی جو تقریباً پچاس کتب کے مؤلف تھے اور شیخ طوسیؒ فہرست میں اور نجاشی رجال میں انکے بعض کے آثار کا نام ذکر کرتے ہیں۔ وہ سب سے پہلے زیدی مذہب تھے اور پھر امامیہ کی طرف آ گئے وہ اگرچہ کوفی تھے لیکن اصفہان میں سکونت اختیار کر لی اور جس وقت قمی محدثین انہیں قم کی طرف ہجرت کرنے کی درخواست کرتے ہیں تو وہ اصفہان میں رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔[5]

### مرکز حدیثی بغداد

دوسری صدی میں بغداد معصوم اماموں (ع) منجملہ امام موسی کاظم (ع) اور دوسرے اماموں کی موجودگی کی وجہ سے شیعوں کے ایک مرکز میں تبدیل ہو گیا اور پانچویں صدی تک (متقدمین کا زمانہ) شیعوں کے لئے ایک اہم قدرتمند مرکز شمار

---

۱۔ حدیث الجامعۃ النجفیۃ، ص۶؛ تاریخ عمومی حدیث، ص ۳۲۳

۲۔ رجال نجاشی، ص ۱۳۷

۳۔ تاریخ حدیث، ص ۱۱۴

۴۔ رجال نجاشی، ص ۲۹۷

۵۔ رجال نجاشی؛ فھرست شیخ طوسی؛ تاریخ حدیث، ص ۱۱۵

ہو رہا تھا۔ اس شہر میں محدثین، مفسرین اور بزرگ فقہاء جمع ہوئے اور بغداد اور اس کے نزدیک سامراء، امامیہ کی فقہی اور حدیثی درس کا حوزہ بن گیا۔ اس کے علاوہ اسلامی ممالک کے مختلف شہروں سے بہت سے محدثین اسکی طرف آئے نیز بغداد اور اس کے اطراف میں رہنے والوں کا ایک گروہ بھی اہل بیت (ع) کی فقہ کو اختیار کیا اور خود ایک بزرگ عالم بن گئے۔

کچھ زمانوں میں شہر بغداد کی علمی اور حدیثی مرکزیت میں وہاں کی حکومتیں بھی شیعوں کی قدرت میں بے اثر نہ تھیں کیونکہ بعض شیعہ حکومت میں اثر ورسوخ رکھتے تھے۔[1] ایک طرف بغداد میں بعض قوموں اور مذہبی فرقوں کی وجہ سے، مباحثات اور مناظرات میں اضافہ ہو رہا تھا اور۔ اگرچہ حکومت اہل سنت کے اختیار میں تھی۔ محدثین اور علمائے شیعہ کوشش کرتے ہیں کہ میدان میں زیادہ حاضر رہیں؛ اس وجہ سے بہت سی اہم شخصیات جیسے شیخ مفیدؒ، سید رضیؒ، سید مرتضیؒ، شیخ طوسیؒ وغیرہ بغداد کے حوزے میں اپنی علمی حکومت رکھتے تھے۔[2] انہوں نے بغداد کے بعد قم اور ری کے حوزہ میں حدیث میں مکتب اجتہاد کو وسعت دی اور قم کے حدیثی مکتب کے برخلاف حدیث میں اصولی روش کا آغاز کیا اور روایات کی تحقیق میں عقل کو اہم قرار دیا۔

شیعوں کے لئے فقہ، حدیث وغیرہ کے حوزے میں شہر بغداد کی مرکزیت، پانچویں صدی کے اوائل سے آگے نہ بڑھ سکی۔ بغداد پر سلجوقی تسلط اور شیعوں کے مابین اور شیخ طوسیؒ اور دوسرے محدثین اور بزرگ فقہاء کے درمیان اختلاف بڑھ جانے کی وجہ سے شیخ نے مجبورا بغداد سے شہر نجف کی طرف ہجرت کی۔ استاد شانہ چی اس سلسلے میں کہتے ہیں :

"بغداد پر سلاجقہ کے تسلط کے بعد۔۔۔، قم۔۔۔ اور حلہ (آل مزید کی شیعی حکومت کی ہجرت کی وجہ سے سلاجقہ اور حنابلہ کے شیعہ کے خلاف تعصّبات سے محفوظ رہ گئے تھے) حدیث اور فقہ شیعہ کے نشر کے مراکز بن گئے۔"[3]

آقا بزرگ، طغرل کے حملے، شیعوں کے بڑے کتب خانہ کو آگ لگانے اور شیعوں پر بہت سے رنج ومصیبت مسلط کرنے کو شیخ طوسیؒ کی نجف ہجرت کرنے کا سبب جانتے ہیں اور کہتے ہیں :

**هجرته الى النجف الاشرف لم يفتأ شيخ الطائفة امام عصره و عزيز مصره حتى ثارت القلاقل وحدثت الفتن بين الشيعة والسنة ۔۔۔ حتى اتسع نطاقها بأمر طغرل بيک اول ملوک**

---

۱۔ تاریخ عمومی حدیث، ص ۳۲۵

۲۔ رجال نجاشی، ص ۳۹۳؛ بحار الانوار، ج ۵۰، ص ۹۹

۳۔ تاریخ حدیث، ص ۱۱۲

السلجوقية فانه ورد بغداد فی سنة ۴۴۷ھ وشن علی الشیعة حملة شعواء وامر باحراق مکتبة الشیعة التی انشاھا ابو نصر سابور بن وزیر بھا الدولة البویھی وکانت من دور العلم المھمة فی بغداد۔[1]

بغداد میں شیخ طوسیؒ کے کتب خانہ میں آتش سوزی اور شیخ کے گھر پر حملے کی وجہ سے، آپ علماء اور شیعوں کے ایک گروہ کے ساتھ نجف ہجرت کر جاتے ہیں لیکن بغداد کا محلّہ کرخ شیعوں سے خالی نہیں ہوا۔[2]

**احادیث کے تکمیل اور تہذیب پر تقیہ کے جاری رہنے کی تاثیر**

پانچویں صدی کے اہم مسائل میں سے ایک۔ بالخصوص شیخ طوسیؒ کے زمانے میں۔ حدیث کی تدوین میں توجہ ایسی روایات پر تھی کہ جن کے تقیہ کے حالات میں صادر ہونے کا امکان تھا؛اس وجہ سے ان کے متن کو ان کے صدور کی شرائط کو مد نظر رکھے بغیر حاصل کرنا ناممکن تھا؛ کیونکہ ایک طرف محدثین کے لئے روایات کے صدور میں خود تقیہ ایک مسلّمہ امر تھا اور دوسری طرف وہ حضرات بعض روایات میں اختلاف کی وجہ انکا تقیہ کے شرائط میں صادر ہونا قرار دیتے ہیں۔اس وجہ سے ان کی تصحیح اور تہذیب (جدا سازی اور پاک سازی) کی تحقیق اور آگاہی ضروری تھی؛اس لئے روایات میں تقیہ کے اثر کی وضاحت کیلئے سب سے پہلے تقیہ کی ضرورت اور پھر اس سلسلے میں آئمہ (ع) کی فرامین کی اختصار سے ہم تحقیق کریں گے :

**روایات میں تقیہ کی ضرورت اور دلائل**

ہر امر اور ان میں سے ایک روایات کے صدور میں اصل تقیہ کی دلیل قرآن کی آیات ہیں۔[3] اور تمام مسلمانوں کے عقائد میں سے ہو سکتا ہے۔[4] اگرچہ اہل سنت کی نظر میں تقیہ شیعہ کے عقائد میں ہے؛لیکن تقیہ ہر زمانے میں تھا اور ہے اور بہت سی روایات بھی اس کی تائید میں پائی جاتی ہے چند نمونوں کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے:

۱۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: اتَّقُوا عَلَى دِينِكُمْ فَاحْجُبُوهُ بِالتَّقِيَّةِ فَإِنَّهُ لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ إِنَّمَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالنَّحْلِ فِي الطَّيْرِ لَوْ أَنَّ الطَّيْرَ تَعْلَمُ مَا فِي أَجْوَافِ النَّحْلِ مَا بَقِيَ مِنْهَا شَيْءٌ إِلَّا أَكَلَتْهُ وَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ عَلِمُوا مَا فِي أَجْوَافِكُمْ أَنَّكُمْ تُحِبُّونَّا أَهْلَ الْبَيْتِ لَأَكَلُوكُمْ بِأَلْسِنَتِهِمْ وَ لَنَحَلُوكُمْ فِي السِّرِّ وَ الْعَلَانِيَةِ رَحِمَ

---

۱۔التبیان فی تفسیر القرآن، ج۱، ص د

۲۔تاریخ عمومی حدیث، ص ۳۲۷

۳۔مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (نحل)۱۰۶

۴۔تلخیص مقباس الھدایہ، ص ۲۶۳

اللّٰہُ عَبْداً مِنْکُمْ کَانَ عَلَی وَلَایَتِنَا.[1]

۲۔ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ ع التَّقِيَّةُ مِنْ دِينِي وَ دِينِ آبَائِي وَ لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهُ.[2]

۳۔ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَتِ التَّقِيَّةُ لِيُحْقَنَ بِهَا الدَّمُ فَإِذَا بَلَغَ الدَّمَ فَلَيْسَ تَقِيَّةٌ.[3]

روائی کتب منجملہ کافی کی کتاب ((الایمان والکفر)) میں ((تقیہ)) کے باب میں ۲۳روایت پائی جاتی ہے کہ جو تقیہ کی اہمیت اور وسعت کو بیان کرتی ہیں۔ معصوم آئمہ (ع) خود سب سے پہلے تقیہ پر عمل کرنے والے تھے اور بعض موارد میں تمام مصالح کو محفوظ کرتے ہوئے احکام کو بیان کرنے میں یا اشخاص کے حالات کے متعلق تقیہ کرتے تھے تاکہ مخالفین کے ضرر سے محفوظ رہیں اور تقیہ کے ذریعے اپنی اور دوسروں کی جان اور اموال کو نقصان سے محفوظ بنائیں۔ تقیہ کی ضرورت اور اس کی مقدار بھی حکومت وقت سے متاثر تھی (یعنی حکومت کی سختیوں کے مطابق تقیہ کی حد مقرر ہوتی تھی۔ مصحح) اور ظاہری طور پر امام باقر (ع) کے زمانے سے شروع ہوا[4] اور امام صادق (ع) کے زمانے میں بعض موارد میں، تقیہ پایا جاتا تھا؛ جن میں سے ایک یہ ہے کہ حماد بن واقد امام صادق (ع) سے ملاقات کے وقت تقیہ کرتا ہے اور امام بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔[5]

## متقدم محدثین کا تقیہ

آئمہ (ع) کے زمانے اور دوسری صدی سے تقیہ شروع ہوا اور اس پر بعض اسلامی علاقوں میں چوتھی اور پانچویں صدی میں بہت شدت سے عمل ہوتا رہا۔ یہ راہ حل متقدمین جیسے شیخ مفیدؒ اور طوسیؒ کے زمانے میں بھی پایا جاتا تھا؛ خصوصا بغداد جیسے مراکز میں، بعض علماء اور محدثین تقیہ کرتے تھے۔[6] سیوطی سے شیخ طوسیؒ کے سلسلے نقل ہوا ہے کہ وہ تھوڑی مدت تک بغداد تقیہ کرتے رہے تھے اور جس وقت بغداد گئے سب سے پہلے فقہ شافعی کو پڑھا اور پھر شیخ مفیدؒ کی خدمت میں پہنچے اور رافضیوں کے مذہب کو اختیار کر لیا۔[7] اس وجہ سے محدثین کے گروہ نے کچھ دوسری صدی سے پانچویں صدی تک اور اسی طرح آئندہ بھی بعض موارد

---

۱۔ کافی، ج۲، ص۲۱۸ کتاب الایمان

۲۔ ایضا، ص۲۱۹

۳۔ ایضا، ص۲۲۰

۴۔ طبقات المفسرین، ص۲۹؛ تاریخ عمومی حدیث، ص ۲۸۳

۵۔ کافی، ج۲، ص۲۱۹، کتاب الایمان والکفر، باب التقیۃ، ح۹

۶۔ تاریخ عمومی حدیث، ص ۲۸۳

۷۔ طبقات المفسرین، ص۲۹؛ تاریخ عمومی حدیث، ص ۲۸۳

میں تقیہ کیااور روایات کے نقل اور فتوی دینے میں تقیہ کرتے۔اسی وجہ سے ضروری ہے کہ روایات کے شان نزول اوران کے صدور کی کیفیت کو سمجھنے میں بہت زیادہ توجہ کی جائے۔

### روایات کی حفاظت میں تقیہ کا کردار

شیعہ فقیہ علماء کا تقیہ سے استفادہ اور خصوصی مجالس میں روایات بیان کرنااور ان کو مناسب حالات نہ ہونے کی وجہ سے عمومی محافل میں نقل نہ کرنے سے روایات کو اکثر موارد میں مکاروں کی چال سے محفوظ کر لیا۔آقائے بہبودی، تقیہ کو حدیث کی حفاظت کے لئے ایک ڈھال جانتے ہیں اور کہتے ہیں :

**جنة التقية : وقد كان حديث اهل البيت محفوظا عن مكائد الغلاة ودساسيهم دوره الاول حيث كان اصحاب الحديث وكلهم فقهاء مخلصين مستانسين مترافقين لا يتدارسون حديثهم الا في خفاء كامل ولا يبثون مواريثهم الا عند من يثقون به خوفا على دمائهم ـ**[1]

اس بنا بر ایک طرف تقیہ، روایت میں محدثین کی زیادہ توجہ کا طلبگار ہے؛آیات کی طرح جہاں ان کو سمجھنے میں شان نزول بہت موثر ہے،روایات کے متعلق بھی صدور کے شرائط سے آگاہی ان کے سمجھنے میں معاون ہے؛اور دوسری جانب روایات کو قابل اطمینان اور اعتماد محافل میں نقل کرنے کا سبب بنا؛اس وجہ سے روایات، تحریف سے محفوظ رہیں اور معصوم اماموں (ع) کے مخصوص راوی گھنٹوں یا کئی دنوں تک اپنے امام عصر (ع) سے خلوت کرتے تا کہ تقیہ سے محفوظ روایات حاصل کر سکیں؛ جیسے زرارہ حدیث اور فقہ سیکھنے کے لئے اکثر راتوں میں خانہ کعبہ کے گرد امام باقر (ع) سے تنہائی میں ملتا اور حضرتؑ کی علمی مجلس سے بھی مستفید ہوتا۔[2]

### متقدمین کا تقیہ کی روایات سے سلوک

تقیہ کی روایات کو سمجھنے میں شان نزول اور شرائط صدور سے آگاہی ضروری ہے؛اس وجہ سے کہ کسی بھی روایت کو سمجھنے کے لئے جس میں ضعف، یا اختلاف ہونے کا احتمال ہے، سب سے پہلے اسے کتاب اور سنت متواتر پر پیش کرنا ضروری ہے ۔استاد علی اکبر غفاری کہتے ہیں :

---

۱۔ معرفۃالحدیث، ص ۴۰

۲۔ کافی، ج ۳، ص ۳۰۷، کتاب الصلاۃ، باب بناء المساجد، ج ۱۱

عرض محتواه علی الکتاب العزیز ۔۔۔ فان لم یوجد فعلی السنة المقطوعة وذلک لئلا یخالفهما۔[1]

اس سلسلے میں کچھ روایات بھی وارد ہوئی ہے کہ جب روایات میں اختلاف ہو تو سب سے پہلے ان کو قرآن اور پھر معتبر روایات پر پیش کیا جائے؛ جیسے وہ روایات جسے کلینی، کافی میں ذکر کرتے ہیں:

١۔أَنَّهُ حَضَرَ ابْنُ أَبِي يَعْفُورٍ فِي هَذَا الْمَجْلِسِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ اخْتِلَافِ الْحَدِيثِ يَرْوِيهِ مَنْ نَثِقُ بِهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ لَا نَثِقُ بِهِ قَالَ إِذَا وَرَدَ عَلَيْكُمْ حَدِيثٌ فَوَجَدْتُمْ لَهُ شَاهِداً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ أَوْ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صو إِلَّا فَالَّذِي جَاءَكُمْ بِهِ أَوْلَى بِه۔[2]

٢۔عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ الْحُرِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ كُلُّ شَيْءٍ مَرْدُودٌ إِلَى الْكِتَابِ وَ السُّنَّةِ وَ كُلُّ حَدِيثٍ لَا يُوَافِقُ كِتَابَ اللَّهِ فَهُوَ زُخْرُفٌ۔[3]

غیر قطعی روایات کو آیات اور معتبر روایات پر پیش کرنا، تقیہ کی روایات کو کشف کرنے کے سب سے اصولی راستوں میں سے ہے،[4] یہ نکتہ بھی اہم ہے کہ زیادہ تر ان روایات کا متن جو تقیہ میں صادر ہوئی ہے اہل سنت کے فتوؤں سے موافق ہے ؛ کیونکہ ایک روایت میں امام رضا (ع) سے نقل ہوا ہے کہ اختلافی روایات کے متعلق راہ حل یہ ہے کہ اہل سنت کے مخالف روایات کو اخذ کرنا ہے:

عن محمد بن عبداللہ قال قلت للرضا (ع) کیف نضع بالخبرین المختلفین ، فقال : اذا ورد علیکم خبران مختلفان فانظروا الی ما یخالف منهما العامة فخذوه وانظروا الی ما یوافق اخبارهم فدعوه۔[5]

تقیہ کی روایات کو پہنچانا، آئمہ (ع) کی راہنمائی کو مد نظر رکھتے ہوئے فن کے ماہرین کیلئے سخت کام نہیں ہے استاد غفاری ((فقہ الحدیث)) کی بحث میں معتبر روایات کی شناخت کی ساتویں راہ، تقیہ کی حالت میں روایت کے صدور سے آگاہی کو قرار دیتے ہیں اور معتقد ہیں کہ تقیہ کی روایات ایسے موارد میں ہے جب روایات متعارض ہوں اور کہتے ہیں:

---

١۔ تلخیص مقباس الہدایۃ، ص ٢٤٣

٢۔کافی، ج١، ص٦٩

٣۔ایضا، ص٦٩

٤۔ ر۔ک ضرورت تطبیق روایات بایکدیگر، نگارندہ، فصلنامہ علوم انسانی دانشگاہ الزہراء ش ٤٠، ص ٢٢٥

٥۔وسائل الشیعہ، ج١، ص٨٦

سابعها :معرفة کونها محمو لا علی التقیة امر لا ۔۔۔ واما عرفان موارد الحمل علیها فسهل اذ جلها او کلها فی مقام التعارض فما کان موافقا لفتاویهم مخالفالما علیه اصحا بنا علم انه صدر تقیة ۔[1]

متقدمین ۔ ۔ بالخصوص شیخ طوسی ۔نے ۔ پانچویں صدی میں جوامع حدثیں کی تدوین کے و قت روا ۔ یات کے سلسلے میں جو عظیم خدمت انجام دی،وہ تقیہ کی روا ۔یات کو آشکار کر نا ہے؛کیونکہ شیخ نے اپنے اہداف میں سے ایک روا ۔یات کی تہذیب کرکے ان کے تعارض کو دور کرنا شمار کیا ہے۔انہوں نے تقیہ[2] کی مثالوں کو بیان کرکے اس سلسلے میں بہت بڑا قدم اٹھایا۔

**خلاصہ**

پانچویں صدی تک سب سے اہم شیعہ حوزہ قم ، بغداد اور کوفہ کے حوزے کو جانا جاسکتا ہے۔

**الف) مرکز حدیثی قم**

اس سرزمین کے راوی ائمہ (ع) کے زمانے سے بالخصوص امام صادق (ع) کی خدمت میں شرف یاب ہوتے تھے اور ان سے روایت کو نقل کیا کرتے۔ شہر قم امام رضا (ع) کے زمانے میں اور ان کا ایران کیطرف ہجرت اور قم کا سفر ، باعث بنا کہ اس کی اہمیت اور زیادہ ہو گئی۔

**ب) مرکز حدیثی کوفہ**

شہر کوفہ امیر المومنین (ع) کی ولایت کے زمانے سے شیعوں کے ایک اہم مرکز میں تبدیل ہوگیا اور اس شہر کو آئمہ (ع) بالخصوص امام صادق (ع) کے زمانے میں بہت زیادہ مرکزیت حاصل ہوئی۔ کو فہ میں عظیم خاندان اعین کی موجودگی علم حدیث آئمہؑ کاسبب بنی۔امام صادق (ع) کا سفر اس شہر کی جانب سفر اور وہاں ان کی دو سالہ سکونت بھی اس شہر کے علمی شان و شوکت بالخصوص حدیث اور حدیث کے راویوں میں اضافے کا سبب بنی۔

**ج) مرکز حدیثی بغداد**

دوسری صدی میں بغداد معصوم اماموں (ع) منجملہ امام موسی کاظم (ع) اور دوسرے اماموں کی موجودگی کی وجہ سے شیعوں کے ایک مرکز میں تبدیل ہوگیا اور ،پانچویں صدی تک ( متقدمین کا زمانہ) شیعوں کے لئے ایک اہم قدرتمند مر کز شمار ہو ۔ تا تھا۔اس شہر میں محدثین ، مفسرین اور ، بزرگ فقہاء جمع ہوئے اور بغداد اور اس کے نزدیک سامراء ،امامیہ کی فقہی اور حدیثی درس کا حوزہ بن گیا۔اس کے علاوہ اسلامی ممالک کے مختلف شہروں سے

---

۱۔ تلخیص مقباس الہدایۃ، ص ص ۴۔ ۲۶۳

۲۔ تھذیب الاحکام، ج۱، ص۷، ۹۶، ۹۵ و۔۔

بہت سے محدثین اسکی طرف آئے نیز بغداد اور اس کے اطراف میں رہنے والوں کا ایک گروہ بھی اہل بیت(ع) کی فقہ کو اختیار کیا اور خود ایک بزرگ عالم بن گئے۔

**احادیث کے تکمیل اور تہذیب پر تقیہ کے جاری رہنے کی تاثیر**

پانچویں صدی کے اہم مسائل میں سے ایک ۔ بالخصوص شیخ طوسیؒ کے زمانے میں ۔حدیث کی تدوین میں توجہ ایسی روایات پر تھی کہ جن کے تقیہ کے حالات میں صادر ہونے کا امکان تھا؛اس وجہ سے ان کے متن کو ان کے صدور کی شرائط کو مد نظر رکھے بغیر حاصل کرنا ناممکن تھا

**روایات میں تقیہ کی ضرورت اور دلائل**

اگرچہ اہل سنت کی نظر میں تقیہ شیعہ کے عقائد میں سے ہے؛ لیکن تقیہ ہر زمانے میں تھا اور ہے اور بہت سی روایات بھی اس کی تائید میں پائی جاتی ہیں۔

**متقدم محدثین کا تقیہ**

تقیہ ائمہ (ع) کے زمانے سے اور دوسری صدی سے شروع ہوا اور اس پر چوتھی اور پانچویں صدی میں بہت شدت سے بعض اسلامی علاقوں میں عمل ہوتا رہا۔یہ راہ حل متقدمین جیسے شیخ مفید اور طوسی کے زمانے میں بھی پایا جاتا تھا۔

**روایات کی حفاظت میں تقیہ کا کردار**

شیعہ فقیہ علماء کا تقیہ سے استفادہ ،خصوصی مجالس میں روایات کو بیان کرنے اور عمومی محافل میں نقل نہ کرنے سے روایات کو اکثر موارد میں مکاروں کی چال سے محفوظ کر لیا۔۔

**متقدمین کا تقیہ کی روایات سے سلوک**

تقیہ کی روایات کو سمجھنے کیلئے شان نزول اور شرائط صدور سے آگاہی ضروری ہے۔

## «گیارہواں سبق»

# متاخرین کی حدیث پر خصوصی توجہ

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

# (چھٹی سے تیرہویں صدی تک)

## تمہید

اس مرحلہ میں  متاخرین کے زمانے میں حدیث کی تدوین اور حدیث نگاری میں کمی کی تحقیق کی جائے گی اور ان کے علل واسباب کی تحلیل کی جائے گی ؛ پھر اسکی دوبارہ ترقی اور حدیثی شرحوں میں اضافہ اور جوامع ثانوی کی تدوین کی تحقیق ہو گی اور ان کی علتوں ۔ منجملہ حدیث کی تدوین میں اخباریوں کا کردار۔اور ترقی کے زمانے ،کی خصوصیات بیان کی جائیں گی۔ متقدمین کے مقابلے میں متاخرین کی اصطلاح سے مراد، شیخ طوسی کے بعد (چھٹی سے تیرہویں صدی تک) کازمانہ ہے۔ا اس کے بعد کا مرحلہ بھی معاصرین کے زمانے کو تشکیل دیتا ہے کہ جو چودہویں اور پندرہویں ہجری کو شامل ہے بعد والے مرحلہ میں ان کے متعلق بحث کی جائے گی۔

## تفصیل

متاخرین کے زمانے کا کچھ حصہ (چھٹی سے دسویں صدی تک) حدیث اور نئے اسلوب کے ساتھ جدید مجموعوں کا لکھنا، شیعہ علماء کی نظرؒ میں کم توجہ حاصل کر پایا؛۲ لیکن متاخرین کے اختتامی عرصے میں (گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں صدی میں ) حدیث نویسی میں رونق آ گئی۔اس بنا پر متاخرین کے زمانے کو دو مرحلوں صعود ونزول کی تحقیق کریں گے۔

### حدیث نویسی کا تنزل اور اس کے اسباب کی تحلیل

جیسا کہ اشارہ ہو چکا، متاخرین کا کچھ حصہ (چھٹی، ساتویں، آٹھویں، نویں، اور دسویں صدیاں) حدیث نویسی کے حوالے سے کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ پانچویں صدی کے عظیم محدث شیخ طوسی کی وفات کے بعد ایک نئی روش کے ساتھ حدیث کی کتابوں کا لکھنااور تدوین کرنا تنزلی کا شکار ہوگیا؛۳ اس وجہ سے، شیخ طوسی پانچویں صدی کے متقدمین کی گیارہویں صدی میں حدیث کی دوبارہ حیات تک کے نکتۂ اتصال کی حیثیت رکھتے ہیں۔آیۃاللہ خوئی شیخ طوسی کے بارے میں کہتے ہیں:

**فالشیخ ۔ قد سرہ ۔ھو حلقة الاتصال بین المتاخرین وارباب الاصول التی اخذ منھا الکتب الاربعة وغیرھا ولاطریق للمتاخرین الی توثیقات روائھا وتضعیفھم غالباً الا الاستنباط واعمال الرای والنظر ۔۴**

---

ا۔مقباس الہدایۃ فی علم الدرایۃ، ج۱، ص۷ ۱۳؛ معجم رجال الحدیث وتفصیل طبقات الرواۃ، ج۱، ص۴۳؛ درسنامہ درایۃ الحدیث، ص۵۹

۲۔آشنائی باعلوم حدیث، ص۹۹

۳ ۔تاریخ عمومی حدیث، ص۱۶۲

۴ معجم رجال الحدیث وتفصیل طبقات الرواۃ، ج۱، ص۴۴

متاخرین کے زمانے کا بعض حصہّ (چھٹی سے دسویں صدی تک) حدیث اور اس سے مربوط علوم کے تنزل کا زمانہ تھا اسکے علاوہ اس دور ہیں دوسرے دینی علوم جیسے فقہ، تفسیر وغیرہ بھی گذشتہ ادوار کی طرح پر رونق نہ تھے۔ اس دور میں سابق علمائے شیعہ کے لئے پیش آنے والی سیاسی شرائط کو مد نظر رکھتے ہوئے محدثین، مفسرین، اور فقہاء کیلئے اسلامی علوم کی تبلیغ میں رکاوٹیں تھیں۔ ۱البتہ دوسرے علوم اسلامی میں بہت سی علتوں کی بناء پر حدیث، بہت زیادہ تنزلی کا شکار ہوئی۔ مندرجہ ذیل موارد کو حدیث نویسی کی تنزلی کی علت شمار جاسکتا ہے:

**الف) فقہی مباحث میں اصولی رجحان**

ہمیشہ شروع سے آج تک حدیث، فہم دین کے منابع بالخصوص احکام تکلیفی اور شرعی میں سے ایک تھی۔ اس طرح کا حدیث کا مرکز، پانچویں صدی تک شیعہ علماء کے قابل توجہ تھا اور کلینی، صدوق اور طوسی نے بھی اپنے حدیثی مجموعوں کو اس مقصد کی بنا پر لکھا کہ وہ دینی مبانی کو حدیث سے حاصل کریں؛ لیکن متاخرین کے زمانے میں، اجتہاد اور دوسرے منابع کی مدد سے استنباط اور فقہ میں اصول استنباط سے استفادہ عام ہوگیا اور روایات سے بہت کم استفادہ کیا جانے لگا۔

اس طرح کی فکر کا سبب شیخ مفید اور سید مرتضی کے نظریات میں پایا جاسکتا ہے۔ سید مرتضی خبر واحد کی حجیت کو قبول نہیں کرتے تھے اور دین کے سمجھنے میں خبر واحد کے دائرہ کار کو محدود جانتے تھے، صرف چند محدود موارد میں خبر واحد کو حجت شمار کرتے تھے۔ آخوند خراسانی سید مرتضی کے نظریہ اور ان کے ہمفکروں کے سلسلے میں کہتے ہیں:

**المشھور بین الاصحاب حجیة خبر الواحد فی الجملة بالخصوص ۔۔۔ و کیف کان فالمحکی عن السید والقاضی وابن زھرة و الطبرسی وابن ادریس، عدم حجیة الخبر واستدل لھم بالایات الناھیة اتباع غیر العلم ۔ ۲**

علامہ مظفر بھی سید مرتضی کے نظریہ کو شیخ طوسی کے خلاف جانتے ہیں اور ع خبر واحد کے اعتبار کے سلسلے میں لماء کو دو گروہ میں تقسیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

**فمن ینکر حجیة خبر الواحد کالسید الشریف المرتضی ومن اتبعه انما ینکر وجود ھذا الدلیل القطعی ومن یتول بحجیته کالشیخ الطوسی وباقی العلماء یری وجود الدلیل القاطع ۔ ۳**

---

۱۔ تاریخ حدیث، ص ۱۶۲

۲۔ کفایۃ الاصول مع الحواشی المحقق المشکینی، ج ۳، ص ۲۲۶

۳ ۔ اصول الفقہ، ج ۳، ص ۶۱

سید مرتضی، ان پہلے افراد میں سے ہیں جو روایات کے تعارض اور کئی موارد میں جعل کی وجہ سے خبر واحد کو قرائن کے بغیر حجت قرار نہیں دیا اور ایک مقام پر کہتے ہیں :

**قد بیّنّا ان العمل بخبر الواحد الذی لم یقم دلالة علی صدقة ولا علی وجوب العمل به، غیر صحیح** ۔۱

سید مرتضی کے نظریہ کے مقابل شیخ طوسی نے کوشش کی کہ وہ جعل جو روایات میں آچکا تھا یا ان کے درمیان تعارض جو احادیث کے لئے ضعف اور اشتباہ شمار کیا جاتا تھا اس کو برطرف کریں۔ انہوں نے تہذیب اور استبصار کی تدوین جو قابل تحسین اقدام تھا، انہیں تصحیح اور تہذیب کے ہدف سے لکھا تھا، روایات کی جانب توجہ کے اسباب کو فراہم کر دیا، لیکن شیخ طوسی کی کوشش اگرچہ بہت اہم اور مفید تھی، تمام علمائے امامیہ کے ذہن کو دوبارہ روایات کی طرف متوجہ نہ کرسکے؛ اس وجہ سے، اجتہاد کا رجحان، حدیثی رجحان پر غالب ہو گیا۔۲

متاخرین نے فہم دین کے منابع میں سے ایک روایات بھی ہیں ان کی اصولی نظریے کی وجہ سے جدید نظریے اور روش کی بناء پر دستہ بندی کی اور بہت سی اصطلات کو روایات کے لئے وضع کیا ہے۔ ان تقسیم بندیوں میں سے ایک راویوں کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے روایات کی تقسیم چار گروہ ((صحیح، حسن، موثق، اور ضعیف)) میں کی گئی ہے۔ سید بن طاوسؒ (م۶۷۳) کے زمانے سے روایات مذکورہ چار گروہوں میں تقسیم ہوئی ۳ اور شہید ثانی (م۹۶۵) اور شیخ بہائی (م۱۰۳۱) کے زمانے میں ان میں ((قوی)) کا اضافہ کیا گیا۔۴ دوسری اصطلاحات بھی وجود میں آئی کہ جو ((علم الدرایۃ)) میں بیان ہوئی ہیں۔

### ب) کتب اربعہ کی پائیداری

سب سے پہلی حدیثی کتابیں، یعنی کافی، **من لا یحضرہ الفقیہ**، تہذیب اور استبصار، جو جوامع اولیہ یا کتب اربعہ کے نام سے معروف ہوئیں، مستحکم اور اعلیٰ درجے کی حامل تھیں؛ اس وجہ سے، کئی صدیوں تک کسی نے دوسری روائی کتاب کو تدوین کرنے کا اقدام کیا۔ علمائے شیعہ بالخصوص محدثین ان روایات کی طرف مراجعہ کرنے سے اکثر خود کو ایک دوسرے جدید اثر کو تدوین کرنے سے بے نیاز سمجھتے تھے؛۵ خصوصا شیعہ بزرگوار فقہاء جو شیخ طوسی کے بعد ان کے دونوں اثر کو اپنے

---

۱۔ رسائل الشریف المرتضی، ج۱، ص۲۱

۲۔ آشنائی با تاریخ حدیث، ص۹۹۔ تاریخ عمومی حدیث، ص۳۹۹

۳۔ وسائل الشیعہ، ج۲، ص۹۹؛ مقباس الھدایہ فی علم الدرایہ، ج۱، ص۱۳۷

۴۔ الرعایۃ فی علم الدرایۃ، ص۸۵، الوجیزہ، ص۵

۵۔ تاریخ عمومی حدیث، ص۴۰۰

لئے نمونہ قرار دیتے تھے اور اسی طرح شیخ کے دوسرے آثار کو بھی اپنے اجتہاد کے لئے محور قرار دیتے تھے، کیونکہ شیخ طوسی ایک ایسے عظیم علمی مقام کے حامل تھے کہ جو کئی صدیوں تک اسلامی معاشروں پر سایہ افگن تھا۔

اس زمانے کے فقہاء اور محدثین کتب اربعہ کے استحکام سے مطمئن ہو کر فقہی اور حدیثی مجموعوں کی تدوین کی طرف راغب ہو گئے اور کچھ آثار جیسے محقق حلی (م۶۷۶) سے **شرائع الاسلام**، شہید ثانی (م۹۶۵)، **مسالک الافہام فی شرح شرائع الاسلام**، وغیرہ تدوین ہوئیں؛ اگرچہ بعض علمائے شیعہ بھی تفسیری اور اخلاقی آثار تدوین کیے؛ جیسے طبرسی (۵۴۸م سے **مجمع البیان**، **جوامع الجامع**، **اعلام الوری**، **مکارم الاخلاق**، **مشکاۃ الانوار**، ؛ قطب الدین راوندی (م۵۷۳) سے **تفسیر احکام القرآن والجرائح والخرائج**، ابو الفتوح رازی (چھٹی صدی) سے **روض الجنان**، ؛ ابو مکارم (ساتویں صدی) کی بلابل القرآن و دقائق التاویل، جرجانی (آٹھویں صدی) کی جلاء الاذھان ؛، دیلمی (آٹھویں صدی) کی ارشاد القلوب، احصائی (نویں صدی) سے **عوالی اللئالی**، فاضل مقداد (م۸۲۶) سے **کنز العرفان** ؛، عاملی (دسویں صدی) سے **جامع الاخبار** ؛، ملا فتح اللہ کاشانی (م۹۸۸) سے **منہج الصادقین** ؛ محقق اردبیلی (م۹۹۳) سے **زبدۃ البیان**، وغیرہ

**حدیث نگاری کی تجدید حیات**

متاخرین کے زمانے کے دوسرے حصے (گیارہویں سے تیرہویں صدی تک) میں حدیث نگاری میں پھر عروج آگیا، اس دورہ میں تین مؤلف جن میں تینوں کا نام محمد تھا، (محمدون ثلاث اخر) سے مشہور ہوئے اور اپنے حدیثی آثار کی تدوین کی اور کتاب الوافی ملا محمد محسن فیض کاشانی (م۱۰۹۱)، بحار الانوار علامہ باقر مجلسی سے (م۱۱۱۱) اور تفصیل وسائل الشیعۃ محمد بن حسن حر عاملی سے (۱۱۰۴م) حدیثی کتابوں یں شمار ہونے لگیں۔ یہ کتابیں، متاخرین کے دور میں جدید آثار میں شمار کی گئیں اور ان سے ((جوامع ثانویہ)) کا نام مختص ہو گیا۔

جدید حدیثی مجموعوں کی تشکیل کے ذریعے محدثین حدیث پر خصوصی توجہ اور ان سے استفادہ کرنے پر بہت تاکید کرتے تھے اور حدیث کا سنہری دور کی ابتداء ہوئی۔ اس زمانے میں شیعہ کے علمی حوزوں نجف، قم، ری، مشھد و۔۔۔ میں حدیث کی تدریس اور فقہاء، متکلمین، مفسرین و۔۔۔ کی حدیث سے بہت زیادہ استفادہ کرنے کا آغاز ہوا اور ڈھیرے ڈھیرے حدیثی کتابوں منجملہ گذشتہ کتابوں پر بھی پر شرحیں اور حاشیے لکھنے میں اضافہ ہو گیا اور محدثین نے احادیث سے استفادہ کے لئے ایک وسیع میدان فراہم کیا۔

## حدیث نگاری کی دوبارہ شکوفائی کے اسباب

حدیث نگاری کی دوبارہ شکوفائی اور محدثین ، فقہاء، مفسرین کی حدیث پر خصوصی توجہ سیاسی اور علمی اسباب و انقلاب کی مرہون منت ہے کہ چند صدیاں گزر جانے کے بعد ، علم حدیث میں جدید نتائج سامنے لائے اور مندرجہ ذیل موارد کو ان حالات کی شرائط اور اسباب جانا جاسکتا ہے :

### الف) شیعہ صفوی حکومت

دسویں سے بارہویں صدی کے درمیان جو کہ دورۂ صفویہ ہے، علمائے شیعہ بالخصوص محدثین کو مناسب سیاسی شرائط و حالات ملے ؛ کیونکہ تمام صفوی بادشاہوں کے پاس سیاسی، مذہبی قدرت تھی اور مذہب اور سیاست کو یکجا کرنے میں زیادہ کامیاب تھے اور ایران اور اسلام کے لئے ایک اہم تبدیلیوں کا باعث بنے۔۱ دورۂ صفویہ مذہبی لحاظ سے ایران کے لئے بہت اہمیت کا حامل تھا۔۲ صفوی حکومت کا بر سر اقتدار آتے ہی ، علماء اور محدثین کا بھی سنہری دور شروع ہوا اور ان کی دین اور علم کے انتشار کے لئے حوصلہ افزائی کی گئ ؛ حدیثی اور علمی مدارس و مکاتب میں ایک مخصوص سر گرمیاں سامنے آنے لگیں اور علم کے علاقہ مندوں میں اضافہ ہوا۔استاد شانہ چی اس سلسلے میں کہتے ہیں :

" شیعہ صفوی حکومت جو خود کو سادات اور اہل بیت (ع) سے منسوب کرتے تھے،انکے بر سر اقتدار آنے سے شیعہ علماء کی حوصلہ افزائی ہوئی اور دوسرے ملکوں سے بزرگان نے (کہ جو بعض اوقات غیر شیعہ حکام کے دباؤ سے پریشان تھے ) ایران کی طرف رخ کر لیااور اس طرح فقہ اور حدیث شیعہ جو تھوڑی مدت کے لئے تنزلی کا شکار ہو گئ تھی دوبارہ اس میں روح حیات پھونکی گئ۔۳

صفوی حکومت جو تشیع کے دعویدار تھے ، علماء اور محدثین کے ساتھ ہوگئے ؛ محدثین نے بھی فرصت اور جدید شرائط سے فائدہ اٹھایا اور دو صدیوں تک ، حدیث کے حوالے سے گراں بہا خدمات انجام دیں جن کا نتیجہ گذشتہ حدیثی کتابوں پر بہت سی شرحیں اور جوامع ثانوی کا وجود میں آنا اور بہت سی حدیثی ، تفسیری اور فقہی کتابوں کی تدوین کی شکل میں سامنے آیا،اسی وجہ سے صفوی دور کو حدیث کے سنہری اور شکوفائی دور کا نام دیا گیا۔۴ صفوی حکومت کی تشکیل کے اسباب کی تحقیق جو دینی علوم

---

۱۔ دین ومذہب در عصر صفوی، ص۹

۲۔ مقالات تاریخی، دفتر چھارم، ص۳۱۰

۳۔ تاریخ حدیث، ص ۱۶۴

۴۔ ایضا؛ آشنائی باعلوم حدیث، ص۱۰۰

بالخصوص حدیث کی توسیع کا سبب بنا یہ مباحث تاریخ ایران سے مربوط ہیں اس سلسلے میں مناسب ہے کہ استاد رسول جعفریان کے تاریخی مقالات کی جانب مراجعہ کیا جائے۔

**ب) فکر اخباریت کا ظہور اور اپنی قدرت کا تحفظ**

چھٹی صدی میں اکثر شیعہ علماء اصولی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے اور منقول روایات پر بہت کم اعتماد کیا جاتا اور فقہی مباحث کو سمجھنے کا آخری راہ حل (( اصول عملیه )) تھا؛لیکن اس طرح کی فکر پانچ صدیوں سے زیادہ آگے نہ بڑھ سکی ؛کیونکہ حدیث سے دوری شیعہ علماء کے لئے بہت سخت تھی؛اس وجہ سے فقہی مباحث میں حدیثی فکر اور روش سے استفادہ کیا گیا اور اصول عملی کو ترک کر دیا گیا اور اخباریت کا انقلاب شیخ صدوق کے بعد جو تنزلی کا شکار ہو چکا تھا، دوبارہ احیاء ہو گیا۔

گیارہویں صدی میں اہم کتاب **الفوائد المدنية** مؤلف امین استر آبادی (م۱۰۳٦) کو اس تحریک کا آغاز جانا جاسکتا ہے جس کا منتشر ہونا عراق اور ایران کے حوزے میں سبب بنا کہ احدیث اور اس سے مربوط علوم کی طرف اور زیادہ توجہ کی جائے اور اصولی مکتب بے رونق ہونے کی وجہ سے زیادہ تر اس دور سے لیکر بعد تک کے علماء اپنی تمام تر توجہ حدیث کی طرف مرکوز کریں۔

استر آبادی کی مسلسل کوشش کی وجہ سے، تین اہم شخصیات یعنی گیارہویں صدی کے عظیم علماء میں سے محمد محسن فیض کاشانی ، محمد باقر مجلسی و محمد بن حسن حر عاملی حدیث کے علمبردار ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی اپنی حدیثی کتاب ہے انھوں نے اصولی مکتب کی روش جو سبب بنی تھی کہ اخبار کم توجہ قرار پائیں اسے خطا قرار دیا اور اس پر بہت تنقید کی اور اس کے کمزور نقاط کو بیان کیا ہے؛ان میں سے مرحوم فیض کاشانی نے الوافی کے مقدمہ میں اصولی روش کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا اور اس کا تجزیہ کیا ہے۔[۲]

تمام اخباری اعتقاد میں یکساں نہیں تھے اور ان کے درمیان افراطی اور معتدل گروہ بھی دیکھے جاسکتے ہیں؛معتدل حضرات وہی (( **جوامع ثانويه** )) کے مؤلفین ہیں کہ جو حدیث اور دوسرے منابع کی تحلیل میں معتدل تھے اور حدیث کے علاوہ دوسرے منابع کو محترم شمار کرتے تھے اور کتب اربعہ کی روایات کو بھی عظیم جانتے تھے؛ان کے مقابل میں ایک گروہ جو صرف حدیث کو دین کے سمجھنے میں محور جانتا تھا اور دوسرے منابع کو مثبت نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا۔

---

۱۔ تاریخ عمومی حدیث، ص۱۰۴

۲۔ الوافی، ج۱، ص۱۰۴

جوامع ثانویہ کے مؤلفین ، حدیث کو اہمیت دینے کے ضمن میں ، دوسرے منابع کے لئے جیسے فہم شریعت کے لیے قرآن کی آیات وغیرہ کی اہمیت کے قائل تھے ؛اس وجہ سے ، جب مجلسیؒ کو معلوم ہوا کہ کلام ، فقہ ، اخلاق وغیرہ میں قرآنی اور حدیثی منابع سے کم استفادہ کیا گیا ہے تو گرانقدر کتاب بحارالانوار کو جمع کیا تاکہ احادیث کی جمع آوری کے ضمن میں ، ان سے مربوط آیات بھی ان سے ضمیمہ ہو جائے اور ایک حدیثی اور قرآنی موضوعی مجموعہ وجود میں آیا۔ا سب سے اہم موضوع جس پر اصولیوں کے مقابل اخباریوں کیلئے قابل اعتماد تھا، کتب اربعہ کا اعتبار تھا، درحالانکہ اس کی اکثر روایات خبر واحد ہیں ؛ لیکن اپنی خصوصیات کی وجہ سے حجت اور معتبر ہیں۔ فکر اخباریت ، اصولی فکر کا ایک ردّ عمل تھا تاکہ خبر واحد کی حجیت کو ثابت کریں۔

**کتب اربعہ کا اعتبار اخباری متاخرین کی نظر میں**

گیارہویں سے تیرہویں صدی تک حدیث شناسی میں متاخرین کے نامور علماء جیسے استر آبادی ، فیض کاشانی۔ علامہ مجلسی ، حر عاملی اور سید نعمت اللہ جزائری ہیں۔ یہ حضرات معتقد تھے کہ (( کتب اربعہ )) کی روایات معتبر ہیں، سب سے پہلے استر آبادی نے الفوائد المدینہ میں کتب اربعہ کی روایات کے صحیح ہونے پر متعدد دلائل لائے ۲ اور اسے جاری رکھتے ہوئے فیض کاشانی نے بھی الوافی ۳ کے مقدمہ میں اور حر عاملی نے اور زیادہ تفصیل سے وسائل الشیعہ کے آخر میں کتب اربعہ کی روایات ۴ سے دل وجان سے دفاع کیا کہ حر عاملی کے دلائل میں سے چند کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے ؛ لیکن ان کی تفصیل ، اصولی مباحث اور منبع شناسی سے مربوط ہے۔

حر عاملیؒ نے کتب اربعہ کی تمام روایات کی حجیت کو ثابت کرنے کے لئے جو کہ اخباریوں اور اصولیوں کے درمیان سب سے بڑا نزاع ہے، اس طرح دلیل پیش کرتے ہیں ؛وہ بحث کے عنوان کو اس طرح شروع کرتے ہیں :

الفائدة التاسعة : فی ذکر الاستدلال علی صحة احادیث الکتب التی نقلنا منها هذا الکتاب و امثالها تفصیلا ۔۔۔ الاول : اذا قد علمنا علما قطعیا بالتواتر والاخبار المحفوفه بالقرائن انه قد کان داب قد مائنا وائمنا ۔۔۔ واستمر ذلک الی زمان الائمة الثلاثة اصحاب الکتب الاربعة ۵

---

۱۔ آشنائی باعلوم حدیث ، ص ۱۰۰

۲۔ الفوائد المدینہ ، ص ۱۸۱

۳۔ الوافی ج ۱، ص ۱۱۔

۴۔ وسائل الشیعہ ، ج ۲۰، ص ۹۶

۵۔ ایضا۔

حر عاملی، فیض کاشانی وغیرہ نے مختلف دلائل کو لا کر کوشش کی تا کہ کتب اربعہ کی روایات کو صحیح اور حجت ثابت کریں اور ان کے مؤلفین کی وثاقت اور ان کے مؤلفین کے آثار کی تائید اور ان کا اصول اربعماۃ جو کہ معتبر تھیں، سے استفادہ، ان سے کتب اربعہ کی روایات کی حجیت کے اسباب فراہم کریں۔

اس وجہ سے اخباریت، عراق اور ایران میں شیعہ کے درسی اور علمی محافل پھیل گئی اور حوزہ ہائے علمیہ کو اپنے اختیار میں لے لیا، یہ تحریک اس طرح بڑھتی گئی کہ اصولی فکر، اقلیت میں ہو گئی، یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر کسی کے پاس روائی فقہی اثر کے علاوہ کوئی اثر ہوتا تو اس کو چھپاتا تھا؛[1] البتہ اخباریوں کے مقابل میں اصولی دوسرے منابع کی بھی اہمیت کے قائل تھے اور کتب اربعہ کی بعض روایات کو یقینی جانتے تھے۔[2]

**خلاصہ**

**(چھٹی سے تیرہویں صدی تک)**

تاخرین کے زمانے کا کچھ حصہ (چھٹی سے دسویں صدی تک) حدیث اور نئے اسلوب کے ساتھ جدید مجموعوں کا لکھنا، شیعہ علماء کی نظر میں کم

توجہ حاصل کر پایا؛ لیکن متاخرین کے اختتامی عرصے میں (گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں صدی میں) حدیث نویسی میں رونق آ گئی۔

## حدیث نویسی کا تنزل اور اس کے اسباب کی تحلیل

متاخرین کا کچھ حصہ (چھٹی، ساتویں، آٹھویں، نویں، اور دسویں صدیاں) حدیث نویسی کے حوالے سے کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ پانچویں صدی کے عظیم محدث شیخ طوسی کی وفات کے بعد ایک نئی روش کے ساتھ حدیث کی کتابوں کا لکھنا اور تدوین کرنا تنزلی کا شکار ہو گیا۔

متاخرین کے زمانے کا بعض حصہ (چھٹی سے دسویں صدی تک) حدیث اور ان سے مربوط علوم کے تنزل کا زمانہ تھا۔ ذیل کے موارد کو تنزل حدیث کے لکھنے کی علل جانا جا سکتا ہے:

الف) فقہی مباحث میں اصولی رجحان ب) کتب اربعہ کی پائیداری

## حدیث نگاری کی تجدید حیات

---

۱۔ علم الاصول تاریخا و تطورا، ص۱۹۶؛ آشنائی با علوم حدیث، ص۱۰۰

۲۔ ہر دو گروہ کے نظریات کی تحقیق کے لئے ر۔ک: مصادر الاستنباط بین الاصولیین والاخباریین، ص۱۱۱؛ معجم رجال الحدیث و تفصیل طبقات الراوۃ، ج۱، ص۲۲

متاخرین کے زمانے کے دوسرے حصےّ (گیارہویں سے تیرہویں صدی تک) میں حدیث کے لکھنے میں پھر رونق آ گئی۔جس کے اسباب درج ذیل ہیں:

**الف) شیعہ صفوی حکومت**

شیعہ صفوی حکومت کا بر سر اقتدار آنے سے شیعہ علماء کی حوصلہ افزائی ہوئی۔

**ب) فکر اخباریت کا ظہور اور اپنی قدرت کا تحفظ**

گیارہویں صدی میں اہم کتاب الفوائد المدنیۃ مؤلف امین استر آبادی (م۱۰۳۶) کو اس تحریک کا آغاز جانا جاسکتا ہے جس کا منتشر ہونا عراق اور ایران کے حوزے میں سبب بنا کہ حدیث اور اس سے مربوط علوم کی طرف اور زیادہ توجہ کی جائےاور اصولی مکتب بے رونق ہونے کی وجہ سے زیادہ تر اس دور سے لیکر بعد تک کے علماء اپنی تمام تر توجہ حدیث کی طرف مرکوز کریں۔

**کتب اربعہ کا اعتبار اخباری متاخرین کی نظر میں**

متاخرین میں سب سے پہلے استر آبادی نے الفوائد المدینہ میں کتب اربعہ کی روایات کے صحیح ہونے پر متعدد دلائل دیئے اور اس کام کو جاری رکھتے ہوئے فیض کاشانی نے بھی الوافی کے مقدمہ میں اور حر عاملی نے اور زیادہ تفصیل سے وسائل الشیعہ کے آخر میں کتب اربعہ کی روایات کا دل وجان سے دفاع کیا۔

اس وجہ سے، اخباریت شیعہ کے درسی اور علمی محافل عراق اور ایران میں پھیل گئی اور حوزہ ہائے علمیہ کو اپنے اختیار میں لے لیا یہ تحریک اس طرح بڑھتی گئی کہ اصولی فکر، اقلیت میں ہو گئی۔

M.O.U
www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں متاخرین کے آخری دور میں تدوین ہونے والے حدیثی مجموعوں جنہیں جوامع ثانویہ کا نام دیا گیا، کا ذکر کیا جارہا ہے۔ نیز متاخرین کے دور میں جو دوسرے حدیثی مجموعے تدوین ہوئے، ان کا بھی ذکر کیا جائے گا اور اسکے علاوہ دورہ متاخرین میں حدیث کی وسعت اور تنوع کے بارے میں بھی بیان کیا جائے گا۔

## تفصیل

متاخرین کے آخری دور میں (گیارہویں سے تیرہویں صدی تک) اہم حدیثی مجموعے تدوین ہوئے کہ جن میں سے تین کو آئندہ صدیوں میں ان کی اہمیت کی وجہ سے شیعہ حدیثی ((جوامع ثانوی)) کا نام دیا گیا؛ان آثار کو تین مؤلف جن میں سے ہر ایک کا نام محمد تھا، نے جمع کیا۔ یہ حضرات کتابوں کی تالیف میں ایک خاص قصد رکھتے تھے کہ ان کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے مذکورہ جوامع کی شرح ذیل میں بیان کی جارہی ہے:

### الف) الوافی

متاخرین کے دور میں سب سے پہلا حدیثی مجموعہ جو بے نظیر اثر تھا اور ہے، محمد بن مرتضی فیض کاشانی کی تالیف "کتاب الوافی" ہے۔ وہ گیارہویں صدی کے آغاز میں پیدا ہوئے اور اس صدی کے آخر میں یعنی ۱۰۹۲م میں وفات پا گئے۔ انہوں نے بزرگ اساتذہ جیسے شیخ بہائی، ملا خلیل قزوینی، سید ماجد بحرانی اور شیخ محمد شہید ثانی کے پوتے کی شاگردی اختیار کی ااور خود بھی فقہ، تفسیر، حدیث کے ایک عظیم استاد تھے۔ محدث قمی ان کے بارے میں کہتے ہیں:

**الفیض: لقب العالم ، الفاضل ، الكامل ،العارف ، المحدث ، المحقق ، المدقق ، الحكيم المتأله ٢**

فیض کاشانی کے بہت سے آثار ہیں اور بعض نے ان کے آثار کی تعداد ایک سو سے زیادہ ذکر کی ہے ٣ کہ ان میں سے سب سے اہم، تفسیر میں الصافی فی تفسیر القرآن؛ اخلاق میں المحجۃ البیضاء فی احیاء الاحیاء؛ فقہ میں مفاتیح الشرائع، اور حدیث میں کتاب الوافی ہے۔ مرحوم فیض نے متاخر محدثین میں سے سب سے پہلے کئی صدیوں بعد کوئی اثر تالیف کیا جو کہ حدیث میں، ((جوامع ثانویہ)) میں سے شمار کیا گیا۔ انھوں نے کتب اربعہ کا مطالعہ کرکے اس بات کو ضروری سمجھا کہ گذشتہ روایات کو

---

١۔ تاریخ حدیث، ص ١٦٥

٢۔ الوافی، مقدمہ، ص ٣٢

٣۔ ایضا، ص ٣٣

مد نظر رکھتے ہوئے، حدیث میں ایک اثر تدوین کیا جائے کہ جو کتب اربعہ کی تمام روایات کو شامل ہو اور اس کے ضمن میں کچھ موادر میں قرآن کی آیات سے بھی استفادہ کیا جائے اور جدید روش کے ساتھ ہو۔
اس بناپر شیخ آقابزرگ کے مطابق، کتاب وافی میں تقریبا پچاس ہزار روایات ہیں۔ امرحوم فیض اس کے مقدمہ میں اپنے محرک کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

**فیقول خادم علوم الدین و راصد أسرار الأئمة المعصومین محمد بن مرتضی المدعو بمحسن أحسن الله تعالی حاله و جعل إلی الرفیق الأعلی مآله هذا یا إخواني کتاب واف في فنون علوم الدین یحتوي علی جملة ما ورد منها في القرآن المبین و جمیع ما تضمنته أصولنا الأربعة التي علیها المدار في هذه الأعصار أعني الکافي و الفقیه و التهذیب و الاستبصار من أحادیث الأئمة الأطهار۔٢**

فیض کاشانی نے گیارہویں صدی میں کتب اربعہ کی تحقیق کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ان میں سے ہر ایک کتاب اہم خصوصیات کی حامل ہے اور اسی طرح ان میں نقائص بھی ہیں جنہیں تکمیل کیا جائے یہ نقائص مندرجہ ذیل ہیں: روایات کا کامل نہ ہونا۔ ان کی طرف رجوع کا مشکل ہونا اور احادیث کی تکرار۔ وہ اس سلسلے میں کہتے ہیں:

**حداني إلی تألیفه ما رأیت من قصور کل من الکتب الأربعة عن الکفایة و عدم وفائه بمهمات الأخبار الواردةللهدایة و تعسر الرجوع إلی المجموع لاختلاف أبوابها في العنوانات و تباینها في مواضع الروایات و طولها المنبعث عنالمکررات٣**

وہ کتاب کے مقدمہ میں کتب اربعہ کی ہر کتاب کا نام ذکر کرتے ہیں اور ہر ایک کی خصوصیات کے ضمن میں مختلف جہات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جن کی تکمیل کے لئے کوشش کریں۔ کافی کے سلسلے میں معتقد ہیں کہ کچھ موارد میں روایت کے ذکر کرنے میں سستی کی ہے اور کچھ موارد میں مخالف روایات کو ذکر نہیں کیا ہے، اس کے علاوہ کلینی نے مبہم اور مشکل الفاظ کی شرح بھی نہیں کی ہے وہ اس سلسلے میں کہتے ہیں:

---

١۔الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، ج ٢٥، ص ١٣
٢۔الوافی، ج١، ص ٤
٣۔ایضا۔

فهو و إن كان أشرفها و أوثقها و أتمها و أجمعها لاشتماله على الأصول من بينها و خلوه من الفضول و شينها إلا أنه أهمل كثيرا من الأحكام و لم يأت بأبوابها على التمام و ربما اقتصر على أحد طرفي الخلاف من الأخبار الموهمة للتنافي و لم يأت بالمنافي ثم إنه لم يشرح المبهمات و المشكلات و أخل بحسن الترتيب في بعض الكتب و الأبواب و الروايات و ربما أورد حديثا في غير بابه و ربما أهمل العنوان لأبوابه و ربما أخل بالعنوان لما يستدعيه و ربما عنون ما لا يقتضيه.[1]

مرحوم فیض کتاب من لایحضرہ الفقیہ اور تہذیب واستبصار کے بارے میں بھی وہی نظر بیان کرتے ہیں،اس کے ضمن میں ان کے سلسلے میں معتقد ہیں کہ ان حضرات نے صرف فقہ کے متعلق بحث کی ہے اور اصول سے مربوط روایات شامل نہیں ہیں۔ان کا نظریہ ہے کہ تین بزرگان ( شیخ کلینی ، صدوق ، طوسی ) نے بہت کوشش کی؛ لیکن روایات کو تمام موضوعات میں کامل اور تمام نظام کے ساتھ ترتیب نہیں دیا ہے اور ان کے زمانے تک اس کام کو کسی نے تکمیل نہیں کیا ہے۔ وہ کتب اربعہ اور اس کے علاوہ دیگر روایات کو کامل صورت میں اور بعض آیات اور بعض روایات کی شرح اور توضیح کیساتھ بیان کرنے کا اپنا قصد ذکر کرتے ہیں اور معتقد ہیں کہ اس جہت سے کتاب وافی میں تمام اہم اور مبہم چیزوں کو بیان کیا ہے۔وہ کہتے ہیں:

و بالجملة فالمشايخ الثلاثة شكر الله مساعيهم و إن بذلوا جهدهم فيما أرادوا و سعوا في نقل الأحاديث و جمع شتاتها و أجادوا إلا أنهم لم يأتوا فيها بنظام تام --- و لم أر أحدا تصدى لتتميم هذا الأمر إلى الآن و لا صدع به أحد من مشايخنا في طول الزمان و أوردت بتقريب الشرح أحاديث مهمة من غيرها من الكتب و الأصول--- و سميته بالوافي لوفائه بالمهمات و كشف المبهمات [2]

فیض کاشانی کتاب وافی کی روایات کو متعدد مصادر سے جمع آوری کرتے ہیں تا کہ تمام روایات کو ایک عظیم حدیثی مجموعے میں آسان اور روان صورت میں ایک دوسری کے ساتھ بیان ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ارادہ اس طرح کے حدیثی مجموعے کی تدوین ہے۔ وہ تھوڑے عرصے بعد اپنی کتاب کا خلاصہ بنام "الشافی المنتخب من الوافی"

---

۱۔ایضا،ص۵

۲۔ایضا،ص٦

لکھتے ہیں تاکہ تمام لوگ ان سے استفادہ کر سکیں۔اس عظیم عالم کے دوسرے حدیثی آثار بھی ہیں جیسے : **النودر فی جمع الاحادیث ، معادن الحکمة فی مکاتب الائمة** ۔۔۔جن کو مختلف اہداف کے تحت تدوین کیا۔۲

## ب) تفصیل وسائل الشیعة الی تحصیل مسائل الشریعة

گیارہویں قرصدی میں دوسری شخصیت جس نے حدیث نگاری اور تدوین کرنے کے لئے کوشش کی۔ محمد بن حسن حر عاملی ہیں۔آپ ۱۰۳۳ہجری میں پیدا ہوئے اور علامہ مجلسی سے پہلے ۱۱۰۴ہجری میں وفات پا گئے؛اگر چہ دونوں ہمعصر تھے اور انہوں نے فیض کاشانی کا کچھ زمانہ بھی دیکھا ہے۔مرحوم حر عاملی بھی ان بزرگ محدثین میں سے ہیں کہ جن کا اثر پائیدار ہے اور جوامع ثانویہ میں قرار پایا۔آپ لبنان میں پیدا ہوئے ؛پھر ایران میں شیعوں کے لئے مناسب سیاسی شرائط کی بناء پر اصفہان آ گئے اور مشہد میں رحلت پائی ۔۳

مرحوم حر عاملی کے بھی بہت سے آثار ہیں،ان میں سب سے اہم کتاب وسائل الشیعہ ہے۔یہ کتاب بیس سال کی محنتوں کا ثمر ہے جس کو ۱۸۰آثار سے جمع کیا۔۴ان کی لبنان سے ایران کی طرف ہجرت کا سبب یہ تھا کہ لبنان میں مسلمانوں کے فرقوں کے درمیان اختلاف تھا اور ۹۶۶ہجری میں شہید ثانی کی شہادت اور ایران میں صفوی حکومت کی وجہ سے سیاسی حالات تھے۔آپ نے بعنوان شیخ الاسلام اپنی آخری زندگی مشہد میں گذاری اور فقہ اور حدیث کی تدریس کرکے اسلامی دنیا کی شایان شان خدمت کی۔

فیض کاشانی کی طرح حر عاملی کا بھی ارادہ تھا کہ فقہی احادیث کے متعلق گزشتہ آثار پر تجدید نظر اور ایک جدید مجموعے کی تکمیل اور تدوین کریں اور کتب اربعہ اور دوسری کتابیں کی مدد سے جو سو سے زیادہ ہیں،ان میں سے فقہ میں مجموعہ وسائل الشیعہ کو ایک جدید نظم سے تدوین کیا۔ان کا مقصد یہ تھا کہ فقہی روایات کی جمع آوری اور انہیں طولانی کیے بغیر اور اختلافی اور تکراری احادیث سے ہٹ کر ان پر تجدید نظر کرنا ہے۔اس سلسلے میں کہتے ہیں :

---

۱ ۔الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ،ج ۱۳، ص ۱۰
۲ ۔کتاب وافی کی کتاب شناسی کے لئے ر۔ک : تاریخ حدیث ، ص ۱۶۵؛ تاریخ عمومی حدیث ، ص ۲۰۴؛ آشنائی باعلوم حدیث ، ص ۹۵۔
۳ ۔تاریخ حدیث ، ص ۱۷۳
۴۔وسائل الشیعہ ،ج ۱، مقدمہ ، ص :یز

و قد كنت كثيرا ما اطالب فكري و قلمي، و أستنهض عزماتي و هممي، الى تأليف كتاب كافل ببلوغ الأمل، كاف في العلم و العمل، يشتمل على أحاديث المسائل الشرعية، و نصوص الأحكام الفرعية المرويّة في الكتب المعتمدة الصحيحة التي نصّ على صحّتها علماؤنا نصوصا صريحة، يكون مفزعا لي في مسائل الشريعة، و مرجعا يهتدي به من شاء من الشيعة۔۔۔ولم اذكر في الجمع بين الاخبار و تاويلها الا الوجوه القريبة والتفسيرات الصادرة عن الافكار المصيبة مع مراعات التلخيص والا ختصار حذرا من الاطالة والاكثار ۱

مرحوم حر عاملی نے گرانقدر کتاب وسائل الشیعہ کی تالیف کو کافی نہ جانا اور اس کے ضمن میں دوسرے آثار بھی حدیثی مجموعوں کی تکمیل کے حوالے سے لکھے؛ کیونکہ انھوں نے جان لیا کہ حدیثی مجموعوں سے عمومی استفادے کیلئے اور گیارہویں صدی میں تمام لوگوں کے لئے جو فرصت فراہم ہوئی ہے، اس بناء پر چھوٹے حدیثی مجموعوں کی بھی ضرورت ہے؛ اس وجہ سے وسائل الشیعہ کی اسناد اور تکراری روایات کو حذف کر دیا اور ایک دوسرا اثر " هداية الامة الى احكام الائمة (ع) " لکھا اور اسی طرح کتاب" الجواهر السنية في الاحاديث القدسية" لکھی کہ جو روایات قدسی میں بے نظیر تھی اور کتاب "اثبات الهداية بالنصوص والمعجزات" لکھی جو عقائد کی روایات پر مشتمل ہے۔۲

اس بزرگ عالم نے حدیث میں دوسرے بہت سے آثار بھی لکھے کہ جن میں سے ہر ایک بتارہاہے کہ ایک خاص گروہ کیلئے حدیثی مجموعوں کی تدوین کی ضرورت ہے؛ لیکن ان کا سب سے اہم اثر، وسائل الشیعہ ہے کہ اس کتاب پر اہم شرحیں اور تعلیقات لکھے گئے ۳ جن سے پتہ چلتا ہے کہ گیارہویں صدی میں حدیث کی تدوین اور تکمیل ضرورت تھی۔ ان آثار میں سب سے اہم، کتاب مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل تالیف حاج مرزا حسین نوری طبرسی (م۱۳۲۰) ہے۔ مؤلف اس کتاب میں ایسی روایات جمع کی ہیں جو وسائل میں نہیں ہیں مرحوم نوری اس سلسلے میں کہتے ہیں:

---

۱۔ ایضا، ص ۵

۲۔ امل الآمل ج۱، ص ۱۴۲؛ وسائل الشیعہ، مقدمہ، ص کد

۳۔ وسائل الشیعہ، مقدمہ، ص: یح

إِنَّ الْعَالِمَ الْكَامِلَ الْمُتَبَحِّرَ الْخَبِيرَ الْمُحَدِّثَ النَّاقِدَ الْبَصِيرَ نَاشِرَ الْآثَارِ وَ جَامِعَ شَمْلِ الْأَخْبَارِ الشَّيْخَ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ الْحُرَّ الْعَامِلِيَّ قَدَّسَ اللَّهُ تَعَالَى رُوحَهُ الزَّكِيَّةَ قَدْ جَمَعَ فِي كِتَابِ الْوَسَائِلِ مِنْ فُنُونِ الْأَحَادِيثِ الْفَرْعِيَّةِ الْمُتَفَرِّقَةِ فِي كُتُبِ سَلَفِنَا الصَّالِحِينَ۔۔۔ وَ لَكِنَّا فِي طُولِ مَا تَصَفَّحْنَا كُتُبَ أَصْحَابِنَا الْأَبْرَارِ قَدْ عَثَرْنَا عَلَى جُمْلَةٍ وَافِرَةٍ مِنَ الْأَخْبَارِ لَمْ يَحْوِهَا كِتَابُ الْوَسَائِلِ وَ لَمْ تَكُنْ مُجْتَمِعَةً فِي مُؤَلَّفَاتِ الْأَوَاخِرِ وَ الْأَوَائل۔۔۔سَمَّيْتُهُ كِتَابَ مُسْتَدْرَكِ الْوَسَائِلِ وَ مُسْتَنْبَطِ الْمَسَائِلِ رَاجِياً مِنَ الْكَرِيمِ الْوَهَّابِ أَنْ يَجْعَلَهُ فِي دِيوَانِ الْحَسَنَاتِ فِي يَوْمِ الْحِسَابِ[۱]

حر عاملی نے وسیع آثار، سید نعمت اللہ جزائری، شیخ محمود بن عبدالسلام بحرانی، علامہ محمد باقر مجلسی وغیرہ جیسے شاگردوں کی تربیت سے گیارہویں صدی کے متاخرین کے دور میں حدیث کے حوالے سے قابل تحسین مدد کی کہ جو دوسرے آثار کے منتشر ہونے میں بہت زیادہ موثر ثابت ہوا۔

### ج) بحار الانوار الجامعة لدرر اخبار الائمة الاطهار (ع)

تیسری شخصیت جس نے گیارہویں اور بارہویں صدی میں حدیثی مجموعہ کے سلسلے میں بے نظیر اقدام انجام دیئے، علامہ محمد باقر مجلسی تھے۔آپ ۱۰۳۷ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۱۱۱ ہجری میں وفات پاگئے۔اس عالم بزرگوار نے اپنے استاد حر عاملی وغیرہ سے استفادہ کیا اور الوافی اور وسائل الشیعہ سے ایک وسیع تر حدیثی مجموعہ تحریر کیا کہ جو اسلامی معارف کے سب موضوعات میں ایک بہت بڑا دائرۃ المعارف اور تمام اور الٰہی انوار کا دریا تھا۔انھوں نے **بحار الانوار الجامعة لدرر ۔۔**کا نام اپنے اثر کے لئے انتخاب کیا کہ جو اس کے مناسب تھا۔آپ بہت سے نقلی اور عقلی علوم میں ماہر تھے اور بہت سے شاگرد جیسے سید نعمت اللہ جزائری نے ان سے حدیث سیکھی۔

علامہ مجلسی کی کتاب روایات کو محفوظ اور ضبط کرنے کی جہت سے اور آیات کو انکے ساتھ بیان کرنے میں بے نظیر ہے اور بہت سے موضوعات میں احادیث کو جمع کیا ہے وہ اس سلسلے میں کہتے ہیں:

فوجدت العلم كله في كتاب الله العزيز الذي لا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لا مِنْ خَلْفِهِ و أخبار أهل

---

۱۔ مستدرک الوسائل، ج۱، ص۶۰؛ تاریخ حدیث مقدمہ، ص۱۷۶

بيت... و علمت أن علم القرآن لا يفي أحلام العباد باستنباطه على اليقين و لا يحيط به إلا من انتجبه الله لذلك من أئمة الدين الذين نزل في بيتهم الروح الأمين[1]

علامہ مجلسی نے جان لیا کہ جن فقہی روایات کو کلینی، صدوق، طوسی فیض کاشانی اور حر عاملی نے جمع کیا ہے بہت کم فراموش ہونگی، یا ہر گز ذہنوں سے محو نہیں ہو سکتی [2]؛ لیکن دوسری روایات جو خصوصا کسی معتبر احادیث کے مصادر میں نہیں آئی ہے اور ان کے صحیح اور معتبر ہونے کا احتمال بھی پایا جاتا ہے، بھولی جا سکتی ہیں؛ اس بنا پر مناسب ہے کہ اسلامی معارف کی تمام روایات کا ایک کامل مجموعہ تیار کیا جائے تا کہ شیعہ احادیث مکمل طور پر محفوظ ہو جائیں۔ وہ کہتے ہیں:

و لما رأيت الزمان في غاية الفساد و وجدت أكثر أهلها حائدين عما يؤدي إلى الرشاد خشيت أن ترجع عما قليل إلى ما كانت عليه من النسيان و الهجران و خفت أن يتطرق إليها التشتت لعدم مساعدة الدهر الخوان و مع ذلك كانت الأخبار المتعلقة بكل مقصد منها متفرقا في الأبواب متبددا في الفصول قلما يتيسر لأحد العثور على جميع الأخبار المتعلقة بمقصد من المقاصد منها۔ [3]

کتاب بحار الانوار کی وسعت اور جامعیت ان کی اور ان لوگوں کی جنھوں نے اسے تدوین کرنے میں مدد کی، کی بلند ہمتی کی دلیل ہے۔ اس کتاب کو سب سے جامع اور سب سے بڑا شیعہ روائی مجموعہ قرار دیا جاسکتا ہے کہ جو اس وقت ایک سو دس جلدوں میں شائع ہو چکی ہے اور پہلے دن سے آج تک بہت سے علماء نے اس سے استفادہ کیا ہے اور ہمیشہ دوسروں نے اس کی ستائش کی ہے۔ [4] کیونکہ اس میں بہت سے مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے جو ایک جالب ترتیب اور مختلف اور جدید ابواب کے ساتھ تدوین ہوئی ہے۔ اس علاوہ کئی موارد میں روایات اور شرح بھی بیان کی ہے اور روایات کی تکمیل اور جمع آوری کا کام انجام دیا۔ [5]

---

۱۔ بحار الانوار، ج ۱، ص ۳

۲۔ تاریخ حدیث، ص ۱۷۸

۳۔ بحار الانوار، ج ۱، ص ۴

۴۔ المعجم المفهرس لالفاظ احادیث بحار الانوار، ص ۹۸؛ بحار الانوار، مقدمہ؛ آشنائی با بحار الانوار، ص ۲۵

۵۔ بحار الانوار، ج ۱، ص ۶، ۴

علامہ مجلسی فقہی روایات کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان سے غافل نہیں ہوئے اور اپنے دو گرانقدر اثر بعنوان (مرآة العقول فی شرح اخبار آل الرسول اور ملاذ الاخبار فی شرح تھذیب الاخبار ) بھی تدوین کئے۔ ان کے بہت سے دوسرے آثار بھی ہیں کہ بعض نے ان کو ایک سو سے زیادہ تعداد بیان کی ہے از یادہ تر یہ آثار حدیثی ہیں یا ان میں کسی طریقہ سے حدیث سے استفادہ کیا ہے۔ حدیثی مجموعوں کی تدوین کرنے میں ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ حدیثی مجموعوں کو فارسی زبان میں تدوین کیا ہے کہ جن کی تعداد ۸۰ سے زیادہ ہے ۲ جیسے عین الحیاۃ، حق الیقین ،حلیۃ المتقین وغیرہ، کیونکہ وہ ایران کے معاشرہ میں رہ کر اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کے اکثر قارئین فارسی زبان ہیں اور وہ چاہتے بھی ہیں کہ روایات سے زیادہ استفادہ کریں۔

علاومہ مجلسی صفوی حکومت میں شیخ الاسلام کا عہدہ رکھنے کی وجہ سے اور اپنے زمانے کی سیاسی شرائط اور حکومت سے بے پناہ استفادہ کیا اور جتنا ہو سکا حدیثی مجموعوں کو بہتر طریقہ سے جمع کیا؛ اس وجہ سے ایک گروہ ان کے ساتھ روایات جمع کرنے اور حدیثی کتابوں کو جمع کرنے میں مدد کرتا تھا ۳ اور وہ بہتر طریقہ سے احادیث کو تدوین کرکے بالخصوص بحار الانوار جو کہ شیعہ حدیث کے ( ( جوامع ثانویہ ) ) میں قرار پائی، عالم تشیع میں معارف کو نشر کرنے میں ایک اہم خدمت انجام دی۔

ان کی کتابیں آئندہ کی صدیوں کے علماء کے لئے قابل توجہ تھیں اور بحار الانوار پر شرحیں اور تعلیقہ اور بہت سے معجم لکھی گئیں ۴ کہ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے بعد والے محدثین اور علماء کے نزدیک اس کتاب کی اہمیت ہے؛ جیسے مستدرک البحار مرزا محمد تہرانی؛ سفینہ البحار، شیخ عباس قمی؛ جامع الانوار، آقا نجفی اصفہانی وغیرہ۔

بارہویں صدی کے آغاز کے بعد، حدیث کے متعلق ایسی کوئی قابل ذکر خدمت جیسی علامہ مجلسی نے انجام دی، مشاہدہ نہیں کی گئی۔ یہ تمام خدمت، سب سے پہلے ان کی بلند ہمتی کی وجہ سے ہے اور پھر شیعوں کے لئے ہموار ہونے والے سیاسی حالات تھے کہ جن کی بنا پر آپ روایات کی جمع آوری میں اہل سنت کے مصادر سے بھی استفادہ کر سکے اور سند کے ساتھ روایات کو

---

۱۔ اعیان الشیعہ، ج۹، ص ۱۸۳؛ بحار الانوار ج ۱۰۵، ص ۷۴

۲۔ بحار الانوار، ج۱، ص ۱۲

۳۔ ان کے ساتھی؛ ان کی بہن، امیر محمد صالح خاتون آبادی، عبد اللہ افندی، مولی عبد اللہ بحرینی تھے۔ المعجم المفہرس لالفاظ احادیث بحار الانوار، مقدمہ، ص۹۹؛ آشنائی باعلوم حدیث، ص ۸۷

۴۔ آشنائی با بحار الانوار، ص ۲۵۷ (آثاری بحار الانوار کے موضوع پر)؛ تاریخ حدیث، ص ۱۷۹؛ المعجم المفہرس لالفاظ احادیث بحار الانوار، برازش، ج۱، ص ۲۷

نقل کرنے کے ضمن میں ان کی وضاحت بھی کی اور شیعہ علماء کی آراء کو بھی جمع کیا۔ان کی یہ کوشش نہیں تھی کہ تمام صحیح روایتوں کو جمع کیا جائے ؛بلکہ ان کا ہدف تمام احادیث کو محفوظ کرنا تھا تاکہ بعد والی نسلیں ان کے بارے میں تجزیہ و تحلیل کرسکیں۔ ہر ایک جوامع ثانویہ کی خصوصیات اور تعداد ابواب کو جاننے کے لئے جوامع حدیثی کی کتاب شناسی سے مربوط ہے۔ [1]

## متاخرین کے دور میں دوسرے حدیثی مجموعے

متاخر دورہ کے اختتام میں ( گیارہویں سے تیرہویں صدی تک ) جوامع ثانویہ کی تدوین کے علاوہ ، دوسرے مجموعے بھی لکھے گئے ، ان آثار میں سے بعض جوامع اولیہ پر شرح اور تعلیق تھی یا کتب اربعہ یا جوامع ثانویہ پر شرح ۔۔ وغیرہ تھی اور بعض موارد میں جدید تدوین انجام پائی ؛ کیونکہ حدیث اور تدوین کے لئے سیاسی شرائط فراہم تھیں اور علماء اور محدثین نے شیعہ حدیثی حوزے عراق اور ایران میں متعدد چھوٹے ، بڑے حدیثی مجموعے جمع کئے۔ ان میں سب سے کچھ اہم آثار جو اس زمانے میں حدیثی مطالعات کی وسعت کو اجاگر کر رہے ہیں، اشارہ کیا جا رہا ہے : [2]

۱۔ **منتقی الجمان فی الاحادیث الصحاح والحسان** : یہ اثر جمال الدین حسن بن زین العابدین (م۱۰۱۱) شہید ثانی کے فرزند کا ہے ۔انہوں نے چند اساتذہ جیسے شیخ بہائی اور مقدس اردبیلی کے پاس علم حاصل کیا۔ کتاب منتقی الجمال ، کتب اربعہ کی فقہی احادیث پر مشتمل ہے کہ جو سند کے لحاظ سے دو گروہ صحیح اور حسن میں تقسیم کی گئیں ہیں؛ [3]

۲۔ **لؤ لؤ البحرین** : یہ کتاب سید ماجد بن ہاشم بن علی بحرانی (م۱۰۲۸) کی ہے انھوں نے شیراز میں پہلی مرتبہ حدیث کو منتشر کیا؛ [4]

۳۔ **معاهد التنبیه**: یہ کتاب شیخ محمد بن حسن بن زین العابدین شہید ثانی (م۱۰۳۰) کا ہے، جو من لایحضرہ الفقیہ کی شرح ہے؛

---

۱۔ر۔ک مقدمہ المعجم المفہرس لالفاظ احادیث بحار الانوار ؛آشنائی با بحار الانوار ؛ تاریخ حدیث ؛ تاریخ عمومی حدیث ؛آشنائی باعلوم حدیث ی دورس فی نصوص الحدیث و نہج البلاغہ

۲۔منتقی الجمال فی الاحادیث الصحاح والحسان ، ج۱، ۱۴؛آشنائی باعلوم حدیث ، ص۹۶

۳۔تاریخ حدیث ، ص۱۶۶

۴ ۔تاریخ حدیث ، ص۱۶۶

۴۔**شرح تهذیب**: شیخ محمد بن الحسن بن زین العابدین شہید ثانی (م۱۰۳۰)؛۱

۵۔ **اربعین**: شیخ بہائی، بہاء الدین محمد بن حسین بن عبدالصمد عاملی (م۱۰۳۰)

۶۔**مشرق الشمسین**: شیخ بہائی، بہاء الدین محمد بن حسین بن عبدالصمد عاملی (م۱۰۳۰)

۷۔**تفسیر الائمۃ لهدایۃ الامه**: محمد رضا بن عبدالحسین نصیری طوسی (م۱۰۶۷)؛

۸۔ **روضۃ المتقین**: محمد تقی مجلسی (م۱۰۷۰)۔ یہ من لایحضرہ الفقیہ کی شرح ہے۔

۹۔ **شرح تهذیب**، محمد تقی مجلسی (م۱۰۷۰)

۱۰۔ **شرح الکافی**: محمد صالح بن احمد مازندرانی (م۱۰۸۱)؛

۱۱۔ **شرح الکافی**: ملا خلیل بن نماز قزوینی (م۱۰۸۹) ملا خلیل کی کافی کی روایات پر فارسی اور عربی کی دو شرحیں ہیں۔ فارسی کی شرح بنام صافی اور عربی کی شرح بنام کافی سے معروف ہے۔ حر عاملی نے اس کو اس عبارت سے ((محدث))، ((محقق))، ((ماھر))، ((لہ مؤلفات شرح الکافی فارسی و عربی)) و۔۔۔ تعریف کی ہے؛۲

۱۲۔ **النوادر فی جمع الاحادیث**: فیض کاشانی (م۱۰۹۱)۔ فیض نے اسے شافی کی تکمیل میں لکھا اور وہ روایات جو کتب اربعہ میں نہیں تھی ان کو جمع کیا۔

۱۳۔ **معادن الحکمۃ فی مکاتیب الائمۃ (ع)**: فیض کاشانی (م۱۰۹۱)۔ یہ اثر ۲۱۴ آئمہ (ع) کے خطوط پر مشتمل ہے؛

۱۴۔ **الصافی فی تفسیر القرآن**: فیض کاشانی (م۱۰۹۱) ۔مؤلف آیات کی تفسیر کے ضمن میں روایات پر بہت زیادہ توجہ کی ہے۔

---

۱۔ایضا، ص ۱۶۵

۲ ۔ایضا۔ص ۱۶۶

۱۵۔ **هداية الامة**: حر عاملی (م ۱۱۰۴)۔ مؤلف فقہی روایات کو سند کے بغیر جمع کیا ہے کہ جو ایک طرح سے وسائل الشیعہ کا خلاصہ ہے۔ یہ اثر احکام کی اجمالی طور سے آشنائی اور فقہی مستندات کے لئے مفید ہے اور بنیاد پژوہش ہای اسلامی نے شائع کیا۔

۱۶۔ **جواهر السنية فی الاحاديث القدسية**: حر عاملی (م ۱۱۰۴)۔ یہ کتاب سب سے پہلا اثر ہے جس میں قدسی روایات کو جمع کیا گیا ہے۔ مؤلف نے اپنے اثر میں ۲۳ باب شامل کیے ہیں؛

۱۷۔ **فصول المهمه**: حر عاملی (م ۱۱۰۴)۔ یہ اثر اصول دین اور اصول فقہ کے مباحث سے مربوط روایات پر مشتمل ہے؛۱

۱۸۔ **اثبات الهداية**: حر عاملی (م ۱۱۰۴)۔ مؤلف فریقین کی روایات کو جمع کیا ہے اور تعلیقہ ابو طالب تجلیل تبریزی کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔۲

۱۹۔ **البرهان فی تفسير القرآن**: سید ھاشم بحرانی (م ۱۱۰۹) یہ کتاب سورتوں اور آیات کی ترتیب پر تفسیری روایات کا ایک مجموعہ ہے۔

۲۰۔ **المحجة فيما نزل فی القائم الحجة**: سید ھاشم بحرانی (م ۱۱۰۹)۔ حضرت مہدی (عج) سے مربوط تفسیری روایات پر مشتمل ہے؛

۲۱۔ **مرآة العقول فی شرح اخبار آل الرسول**: محمد باقر مجلسی (م ۱۱۱۱) کہ جو کافی پر ایک شرح ہے۔

۲۲۔ **ملاذ الاخبار فی شرح تهذيب الاخبار**: محمد باقر مجلسی (م ۱۱۱۱) یہ اثر کتاب تھذیب کی شرح ہے۔

۲۳۔ **نور الثقلين**: عبد علی بن جمعہ عروسی حویزی (م ۱۱۱۲) یہ کتاب روایات کی مدد سے قرآن کی تفسیر کا ایک مجموعہ ہے اور تیرہ ہزار سے زیادہ روایت پر مشتمل ہے۔

۲۴۔ **الانوار النعمانية**: سید نعمت اللہ جزائری (م ۱۱۱۲)؛

---

۱۔ آشنائی با متون حدیث و نہج البلاغہ، ص ۱۱۷

۲۔ ایضا۔

۲۵۔ **الشفاء فی حدیث آل مصطفیٰ(ع)** : عبد اللطیف تبریزی (م ۱۱۵۸)

۲۶۔ **عوالم العلوم والمعارف والاصول من الایات والاخبار والاقوال** : عبداللہ بحرانی اصفہانی (م ۱۲ویں صدی)؛

۲۷۔ **شرح استبصار** : مرزا حسن بن عبدالرسول حسینی (م ۱۲۲۳)

۲۸۔ **جامع الحکام** : سید عبداللہ شبر (م ۱۲۴۲)

۲۹۔ **جامع المعارف والخبار** : سید عبداللہ شبر (م ۱۲۴۲)

۳۰۔ چہل حدیث : مولا محمد تقی استر آبادی (م ۱۲۶۳)[۱]

## دورۂ متاخرین میں حوزہ ہائے حدیث کی وسعت اور تنوع

متاخرین کے آخری دورہ (گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں صدیوں میں) حدیث نویسی میں بہت زیادہ تنوع آیا اور متاخرین فقہی اور عقائدی بحث کے علاوہ تفسیر، اخلاق، ادعیہ، مناقب و۔۔۔ میں روایات کو تدوین کرنے میں مشغول ہو گئے؛[۲] کیونکہ علماء میں سے ہر ایک نے اپنی مہارت کے اعتبار سے روایات کو دیکھا اور احادیث سے تمام معارف اسلامی میں استفادہ کرنا رائج ہو گیا ۔مذکورہ صدیوں میں جو حدیثی کام انجام پائے ہیں ان کا عمومی طور پر مندرجہ ذیل موارد میں ذکر کیا جاسکتا ہے:

۱۔ **روایات فقہی** : یہ روش جو پہلے سے رائج تھی، عام ہو گئی اور مذکورہ جوامع ثانویہ اور دوسرے فقہی آثار جن کو حدیثی مجموعوں میں ذکر کیا گیا تھا، فقہ میں تشکیل پائے۔

---

۱۔ مزید اطلاعات کے لئے مذکورہ تیس کتاب کے متعلق ر۔ک: تاسیس الشیعہ؛ الذریعہ الی تصانیف الشیعہ؛ تاریخ حدیث؛ تاریخ عمومی حدیث؛ آشنائی باعلوم حدیث؛ آشنائی با متون حدیث و نہج البلاغہ؛ مذکورہ کتابوں کا مقدمہ۔

۲۔ تاریخ عمومی حدیث، ص ۴۱۵

**۲۔ تفسیری روایات** : تمام تفسیری روایات پر توجہ اور جمع کرنے کا رجحان مفسرین کے زیادہ قابل توجہ قرار پایا اور تفاسیر البرہان، نور الثقلین، الصافی، تفسیر الائمہ لھدایۃالامہ۔۔۔ لکھیں اور تدوین کی گئیں۔

**۳۔روایات مناقب**: محدثین میں ایک گروہ نے کوشش کی کہ معصومین (ع) کے فضائل سے مربوط احادیث کو جمع کیا جائے؛ جیسے غایۃالمرام فی فضائل امیر المومنین (ع)، سید ھاشم بحرانی؛

**۴۔روایات ادعیہ**: محدثین میں سے کچھ دعاؤں سے مربوط روایات کو جمع کرنے میں مشغول ہو گئے؛ جیسے الدعوات الفاخرۃ المرویۃ عن العترۃالطاہرۃ، سید محمد تقی بن سید حسین تقوی (م۱۲۸۹)؛

**۵۔ اخلاقی اور تربیتی روایات** : محدثین میں سے کچھ اخلاقی اور تربیتی روایات کو جمع کرنے میں مشغول ہو گئے؛ جیسے المحجۃ البیضاء، فیض کاشانی (م۱۰۹۱)؛

**۶۔ اربعین کا لکھنا**: محدثین کا ایک گروہ نے ایک مخصوص نظم اور ہدف کے تحت روایات جمع کیں اور کچھ آثار جیسے چہل حدیث علامہ مجلسی (م۱۱۱۰) چہل حدیث ملا محمد جعفر استر آبادی (م۱۲۶۳) وغیرہ لکھے گئے۔

**خلاصہ**

**جوامع ثانویہ کی تدوین**

متاخرین کے آخری دورہ میں (گیارہویں سے تیرہویں صدی تک) اہم حدیثی مجموعے تدوین ہوئے اور آئندہ صدیوں میں،ان میں سے تین کو اہمیت کی وجہ سے "**جوامع ثانویہ**" کا نام دیا گیا؛ان آثار کو تین مؤلف جن کا نام محمد تھا، نے جمع کیا۔

**الف) الوافی**

متاخرین کے دورہ میں سب سے پہلا حدیثی مجموعہ، کتاب الوافی تالیف محمد بن مرتضی فیض کاشانی ہے۔

فیض کاشانی کتاب وافی کی روایات کو متعدد مصادر سے جمع آوری کرتے ہیں تاکہ تمام روایات کو ایک بزرگ حدیثی مجموعے میں آسان اور روان ایک دوسرے کے ساتھ قرار دیتے ہیں۔

### ب) تفصیل وسائل الشیعة الی تحصیل مسائل الشریعة

محمد بن حسن حر عاملی کتاب وسائل الشیعہ کے مولف ہیں۔ مرحوم حر عاملی کے بھی بہت سے آثار ہیں، ان میں سب سے اہم کتاب وسائل الشیعہ ہے۔ یہ کتاب بیس سال کی محنتوں کا ثمر ہے جس کو ۱۸۰آثار سے جمع کیا۔ اان کی لبنان سے ایران کی طرف ہجرت کا سبب یہ تھا کہ لبنان میں مسلمانوں کے فرقوں کے درمیان اختلاف تھا اور ۹۶۶ہجری میں شہید ثانی کی شہادت اور ایران میں صفوی حکومت کی وجہ سے سیاسی حالات تھے۔

### ج) بحار الانوار الجامعة لدرر اخبار الائمة الاطهار (ع)

تیسری شخصیت جس نے گیارہویں اور بارہویں صدی میں ایک بے نظیر اقدام حدیثی مجموعہ کے سلسلے میں انجام دیا علامہ محمد باقر مجلسی تھے۔ علامہ مجلسی کی کتاب روایات کو محفوظ اور ضبط کرنے کی جہت سے اور آیات کو اس کے ساتھ بیان کرنے میں بے نظیر ہے اور بہت سے موضوعات میں احادیث کو جمع کیا ہے۔

### متاخرین کے دور میں دوسرے حدیثی مجموعے

متاخرین کے دور کے اختتام میں (گیارہویں سے تیرہویں صدی تک) جوامع ثانویہ کی تدوین کے علاوہ، دوسرے مجموعے بھی لکھے گئے بعض ان آثار میں سے جوامع اولیہ پر شرح اور تعلیق تھی یا کتب اربعہ یا جوامع ثانویہ پر شرح وغیرہ تھی اور بعض موارد میں جدید تدوین انجام پائی۔ ان میں سب سے کچھ مہم آثار یہ ہیں:

۱۔ منتقی الجمال فی الاحادیث الصحاح والحسان ۲۔لؤ لؤ البحرین ۳۔ معاهد التنبیه۴۔شرح تهذیب۵۔ اربعین۶۔مشرق الشمسین۷۔تفسیر الائمة لهدایة الامه۸۔ روضة المتقین۹۔ شرح تهذیب۱۰۔ شرح الکافی۱۱۔ شرح الکافی۱۲۔النوادر فی جمع الاحادیث وغیره۔۔۔

### دورۂ متاخرین میں حدیث کی وسعت اور تنوع

---

۱۔ وسائل الشیعہ، ج۱، مقدمہ، ص: بیز

متاخرین کے آخری دورہ (گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں صدیوں میں) حدیث نویسی میں بہت زیادہ تنوع آیا اور متاخرین فقہی اور عقائدی بحث کے علاوہ تفسیر، اخلاق ،ادعیہ، مناقب و۔۔۔ میں روایات کو تدوین کرنے میں مشغول ہوگئے؛کیونکہ علماء میں سے ہر ایک نے اپنی مہارت کے اعتبار سے روایات کو دیکھا اور احادیث سے تمام معارف اسلامی میں استفادہ کرنا رائج ہوگیا۔ جیسے: ا۔فقہی روایات ۲۔ تفسیری روایات ۳۔روایات مناقب ۴۔روایات ادعیہ ۵۔اخلاقی اور تربیتی روایات ۶۔اربعین کا لکھنا

## «تیرہواں سبق»

# معاصرین کی حدیث پر خصوصی توجہ

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

# (چودہویں اور پندرہویں صدی)

## تمہید

اس سبق میں معاصرین کی حدیث پر خصوصی توجہ کے ضمن میں حدیث شناسی کی وسعت بیان کی گئی ہے اور مختلف سرگرمیوں منجملہ مستدرک لکھنا، دعا اور مزار کی کتابوں کی تالیف اور موضوعی موسوعہ کی تشکیل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ حدیثی منابع کی تصحیح، تعلیق اور تحقیق اور دیگر اہم کاموں کی وضاحت کی گئی ہے۔

## تفصیل

چودہویں اور پندرہویں صدی میں۔ بالخصوص پندرہویں صدی جس میں ایران کا اسلامی انقلاب کامیاب ہوا، حدیث شناسی کے باب میں علمائے شیعہ کی طرف سے تحقیق اور وسیع علمی خدمات انجام دی گئیں تاکہ محققین اور مفکرین کی حدیث شناسی میں کوششوں اور معصومین (ع) کی روایات سے اسلامی معارف زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے پر خصوصی توجہ کی بنیاد بنے۔

دورۂ معاصر میں سب سے اہم حدیثی سرگرمیوں کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے: مستدرک لکھنا، کتب ادعیہ، دائرۃالمعارف کی تدوین یا موضوعی روایات کا موسوعہ لکھنا، حدیثی مصادر کی تصحیح اور تحقیق، جدید رجالی آثار کی تدوین، جدید درایہ کے آثار کی تدوین، روایات کی مسند لکھنا، روائی مصادر کا خلاصہ یا انتخاب، روائی مصادر کیلئے معجم اور راہنما لکھنا، روائی خطی نسخہ جات اور آثار کا احیاء، جدید روائی تفاسیر کی تدوین، فقہ الحدیث اور روایات کی شرح اور وضاحت، روایات کی تدریس، تحقیق اور مناظرے کے مراکز کی تاسیس، حدیث شناسی کی کتابیں اور مجلات کی تدوین اور حدیث شناسی کے باب میں الیکٹرانک خدمات۔

ہم اس مرحلہ میں حدیث کے محققین کی سب سے اہم سرگرمیوں کو آنے والے موارد میں اختصار سے تحقیق کریں گے کہ جو حدیث اور اسکے متعلق مطالعات کی وسعت، تعدد اور تنوع کی علامت ہیں۔ دورۂ معاصر کا آغاز مرزا محمد تقی طبرسی (م۱۳۲۰) کی وسیع پیمانے پر حدیث کی تحقیق سے ہوا، جن کی احادیث پر وسیع توجہ تھی۔ وہ علم حدیث کو وسیع کرنے کی بناپر ((محدث نوری)) کے لقب سے

معروف ہوئے۔ وہ نجف کے حوزہ میں حدیث شناسی کے جدید مباحث کو پھیلایا اور اہم شاگردوں جیسے شیخ عباس قمی، صاحب مفاتیح الجنان اور آقا بزرگ تہرانی، صاحب کتاب الذریعہ الی تصانیف الشیعہ کی تربیت کی۔

## حدیث شناسی کی وسعت

معاصر دور میں، جیسا کہ اشارہ کیا گیا، حدیث شناسی کے مطالعات بہت زیادہ وسعت اختیار کر گئے اور مختلف جہات میں رشد وترقی کی۔ جنہیں ہم اختصار سے مندرجہ ذیل موارد میں تحقیق کریں گے:

### مستدرک لکھنا

دورۂ معاصر میں اولین حدیثی تحقیقات میں سے ایک گذشتہ حدیثی کتابوں یا رجالی یا درائی آثار کی تکمیل اور مستدرک لکھنا ہے۔ اس سلسلے میں ہم سب سے اہم مستدرکات کو درج ذیل موارد میں بیان کر سکتے ہیں:

۱۔ **مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل**: مرزا حسین نوری (م۱۳۲۰) یہ اثر کتاب وسائل الشیعہ کی تکمیل کیلئے لکھا گیا ہے۔ حاجی نوری نے کتاب مستدرک میں ایسی روایات جمع کی ہیں جو وسائل میں نہیں آئیں۔ وہ اس سلسلے میں اپنی کتاب کے مقدمہ میں کہتے ہیں:

إِنَّ الْعَالِمَ الْكَامِلَ الْمُتَبَحِّرَ الْخَبِيرِ۔۔۔ الشَّيْخَ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ الْحُرَّ الْعَامِلِيَّ قَدَّسَ اللّهُ تَعَالَى رُوحَهُ الزَّكِيَّةَ قَدْ جَمَعَ فِي كِتَابِ الْوَسَائِلِ مِنْ فُنُونِ الْأَحَادِيثِ الْفَرْعِيَّةِ الْمُتَفَرِّقَةِ فِي كُتُبِ سَلَفِنَا الصَّالِحِينَ۔۔۔ وَ لَا يُغْنِي الْعَالِمَ الْمُسْتَنْبِطَ عَنْهُ جَامِعٌ وَ لَكِنَّا فِي طُولِ مَا تَصَفَّحْنَا كُتُبَ أَصْحَابِنَا الْأَبْرَارِ قَدْ عَثَرْنَا عَلَى جُمْلَةٍ وَافِرَةٍ مِنَ الْأَخْبَارِ لَمْ يَحْوِهَا كِتَابُ الْوَسَائِلِ وَ لَمْ تَكُنْ مُجْتَمِعَةً فِي مُؤَلَّفَاتِ الْأَوَاخِرِ وَ الْأَوَائِلِ؛[۱]

---

۱۔ مستدرک الوسائل، ج۱، ص۶۰، مقدمہ مؤلف

۲۔**مستدرک سفینة البحار** : شیخ علی نمازی شاھرودی۔وہ گرانقدر کتاب سفینہ البحار کا مطالعہ کرکے اس نتیجہ تک پہنچے کہ بعض روایات اس کتاب میں جمع نہیں ہوئی ہیں۔وہ اس سلسلے میں کہتے ہیں :

ومن الکتاب التی طالعتھا کثیرا و نظرت الیھا ۔۔۔ ذلک الکتاب الیاد شدہ سفینة البحار و مدینة الحکم والآثار فرایتہ کتابا ظریفا نفیسا شریفا ۔۔۔ لکن فیہ مع سعة مطالبة الطریقة وددرہ الظریفة فات عن الشیخ المؤ لف ذکر من مطالب البحار بل و کثیر من عناوین الابواب وموضوعات الاخبار کان ینبغی لہ ذکرہ ؛۱

۳۔**مستدرکات علم الرجال** : شیخ علی نمازی شاھرودی، یہ اثر رجالی کتابوں اور انکے مستدرکات کے راویوں پر مشتمل ہے، مؤلف خود کہتے ہیں :

قد ذکرت فیہ اسامی آلاف من رواة احادیث الشیعة و رجال المشایخ العظام الکتب الاربعة المشھورة و غیرھا لم یذکر ھم علماء الرجال ۔ رضوان اللہ تعالی علیھم ۔حتی العلامة المامقانی فی کتاب تنقیح المقال مع دعواہ جامعیتہ و اغناہ عن الکتب الرجالیة۔۔۔ وکذالک العلامة الاردبیلی فی جامع الرواة ؛۲

۴۔**مستدرکات مقباس الھدایة** : محمد رضا مامقانی ؛ جو علامہ مامقانی کی لکھی ہوئی گرانقدر کتاب مقباس الھدایہ فی علم الدرایہ کی شرح اور تکمیل ہے۔ محقق اپنے کتاب کے مقدمہ میں کہتے ہیں :

کنت علی بتذییل کتابی ھذا مقباس الھدایة ، بمستدرکات و فوائد و تشبیھات و مسائل ۔ جلھا درائیة ۔ لکل ما یستوجبہ النص او تمیلہ الضرورة او یقتضیہ فن البحث والتحقیق ، تلافیا لقصور فی التعبیر او دفعا لشبھة او توسعة احتیج لھا مما اجملہ المصنف طاب ثراہ ۔وبسطھا کان افضل ؛۳

---

۱۔ مستدرک سفینة البحار، ج۱، ص۳۲

۲۔ مستدرکات علم الرجال، ج۱ص۱۹

۳۔ مستدرکات مقباس الھدایہ، ج، ص۹

۵۔**مستدرک الاخبار الدخلیه** :علامہ حاج محمد تقی تستری، علی اکبر غفاری کے تعلیقہ کے ساتھ ۔مؤلف الاخبار الدخیلہ ( علامہ تستری ) کو معلوم ہوا کہ بعض جعلی روایات کو جمع نہیں کیا ہے انہیں جمع کر کے بعنوان مستدرک الاخبار الدخلیہ سے منتشر کیا۔ علی اکبر غفاری جنھوں نے اسکی تدوین اور تعلیقہ لکھا،کتاب کے مقدمہ میں کہتے ہیں :

**اما بعد فیقول العبد الراجی رحمة ربه الکریم ، خادم العلم والدین (( علی اکبر غفاری ))مدون هذا الکتاب و مرتبه : انه بعد مضی اشهر من نشر کتاب الاخبار الدخلیه فی عام ۱۳۹۰ق وقفت یوما علی وریقات للمؤلف ۔ دام ظله العالی ۔ ذکر فیها بعض مافاته فی الکتاب استدراکا له ، ارسلها للطبع والالحاق به فی آخره؛**[1]

۶۔**مستدرک نهج البلاغه الموسوم بمصباح البلاغة فی مشکوة الصیاغة** : حاج سید حسن میر جہانی طباطبائی (۱۳۸۸م) مؤلف نے صرف خطبات اور خطوط پر استدراک لکھا ہے؛

۷۔**مستدرک نهج البلاغه** :ہادی کاشف الغطاء؛ یہ کتاب حضرت علیؑ کے ان خطبات ، خطوط اور کلمات قصار پر مشتمل ہے کہ جو نہج البلاغہ میں نہیں آئے ہیں۔

۸۔**نهج السعادة فی مستدرک نهج البلاغه** : محمد باقر محمودی ۔یہ کتاب حضرت علی (ع) کی دعاؤں، مناجات ، وصیت اور عبادات کو شامل ہے کہ جس کو سید رضی نے ذکر نہیں کیا ہے۔

**دعااور مزار کی کتابیں**

بعض حدیث کے ماہرین نے ایسی روائی کتابوں کو جمع کیا ہے کہ جو دعااور مزار سے مربوط ہیں۔انھوں نے دعاؤں اور زیارات سے مخصوص منقول روایات کو ایک مستقل صورت میں مطلوبہ ترتیب کے ساتھ جمع کیا کہ ان میں سے کچھ بیان کی جارہی ہے :

۱۔**مفاتیح الجنان**، شیخ عباس قمی؛

۲۔ منتخب ادعیہ وزیارات ۔، حائر تہرانی

۳۔**ضیاء الصالحین فی الادعیه والزیارات**، صالح جوھرچی

---

۱۔ مستدرک الاخبار الدخلیہ ، مقدمہ

۴۔ ادعیہ و زیارات، عبد الرحیم افشاری؛

۵۔ آداب راز و نیاز بہ درگارہ بی نیاز، محمد حسین نائیجی کے ترجمہ اور حاشیہ کے ساتھ؛

## موضوعی موسوعہ لکھنا

زمانۂ معاصر میں حدیث شناسی میں ایک اور اہم خدمت یہ ہے کہ موضوعی روائی مجموعوں کی تدوین یا انکی دوبارہ تحقیق کی گئی، جسے چودہویں اور پندرہویں صدی بالخصوص چودہویں صدی کے اواخر اور پندرہویں کے آغاز کے محدثین نے انجام دیا۔ ان میں سے بعض آثار کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے:

۱۔ **جامع احادیث الشیعہ**: حضرت آیت اللہ حسین بروجردی (م۱۳۸۰) کی نظارت میں مذکورہ کتاب ان کے بعض شاگروں کی مدد سے حدیث میں کامل مجموعہ کی تدوین کے ہدف سے شروع کی گئی تاکہ تقطیع[1] ہونے والی روایات کے ضمن میں انہیں کامل کیا جائے اور جدید دستہ بندی کے ساتھ فقہی روایات کو جمع کیا جائے اور فقہاء، ان کی مدد سے فقہی احکام کو آسانی سے حاصل کرسکیں۔

آپ زمانۂ معاصر میں حوزۂ علمیہ قم میں اصول، فقہ، رجال وغیرہ کے نامور عالم تھے۔ ان کی نظر تھی کہ اس کتاب کی تکمیل کی صورت میں وسائل الشیعہ کی نسبت روایات اور ابواب کے لحاظ سے کامل تر اور جامع تر ہو گی؛ لیکن ان کی حیات میں کتاب جامع احادیث شیعہ کامل نہیں ہوئی اور ان کے شاگروں نے اس کی تکمیل کے لئے کوشش کی کتاب کے مقدمہ میں وسائل الشیعہ کی نسبت اس کی خصوصیات اس طرح بیان ہوئی ہیں:

**وكان ۔ قدس سره۔ كثيرا ما يقول ان صاحب الوسائل ۔ رحمه الله ۔ قد اتعب نفسه فى تاليف هذا الكتاب و بذل جهده و عمره فى جمع احاديثه و تبويبه و ترتيبه و۔۔۔ الا انه يحتاج الى تنقيح و تهذيب و تكميل فان كتابه اشبه بكتاب الفقه من الحديث واراد ان يجمع ما دل من الاخبار بزعمه على حكم فرع من الفروع الفقهيه ولم يكن قاصدا على ان ياتى بنظام تام** [2]

---

۱۔ (ٹکڑے ٹکڑے بیان ہونے والی روایات، مصحح)

۲۔ جامع الاحادیث، مقدمہ، ص: ل

آیۃ اللہ بروجردی، کتاب وسائل الشیعہ کی تکمیل کیلئے جمع روایات کے حوالے سے اپنے شاگردوں میں سے محدث اور رجالی ماہرین کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور خود تدوین پر نظارت کرتے ہیں۔کتاب کے مقدمہ میں بیان ہوا ہے کہ :

**فجمع ۔ قدس سرہ ۔ عدۃ من الفضلاء الکرم والعلماء الاعلام فأبدی لھم رایہ و ابان عن مرادہ و امر ھم بتالیف ھذا الکتاب المستطاب و ھیأ لھم الاسباب و دلل لھم الصعاب و ھداھم الی کیفیۃ التبویب والترتیب و حسن التنظیم والتنسیق ؛١**

٢۔ **الحیاۃ** : یہ روائی مجموعہ ،ایک گرانقدر اثر ہے اور اس میں متعدد موضوعات میں روایات کو ہمراہ آیات جمع کیا گیا ہے۔اسے جناب محمد رضا، محمد و علی حکیمی نے تشکیل دیا ہے۔یہ حضرات الحیاۃ کے مجموعہ کو ایک ایسا دائرۃ المعارف جانتے ہیں جو اسلام کے فکری نظام پر مشتمل ہے اور اس کی شناسائی کے لئے مقدمہ میں اس طرح کہتے ہیں :

**موسوعۃ ، اسلامیۃ ، علمیۃ ،موضوعیۃ ، تخطط مناھج الحیاۃ الحرۃ الصاعدۃ للفرد والمجتمع وتدعو الی دعم نظام انسانی صالح فی جمیع آفاق الارض ؛٢**

حکیمی صاحبان معتقد ہیں کہ ضروری ہے کہ موضوعات کے متعلق آیات اور روایات پر مشتمل ایک ایسا مجموعہ لکھا جائے تاکہ عصر جدید میں انسان اس سے استفادہ کرے۔اس سلسلے میں یہ حضرات کہتے ہیں :

**فعلی ھذا یجب ان یکون المصدر الاصلی لتفھم الاسلام و معرفہ تعالیمہ ھو کتاب اللہ الکریم والاحادیث المرویۃ عن النبی و اوصیائہ وھذا ھو المنھج الذی اتبعناہ فی الکتاب ؛٣**

---

١۔ایضا، ص م

٢۔الحیاۃ، ج١، ص ٣

٣۔ایضا، ص ٢٤

۳۔**میزان الحکمة** : یہ کتاب تالیف آیت اللہ محمد محمدی ری شہری کی ہے۔اس میں روایات کو جدید طریقہ سے جمع کیا گیا ہے اور معتبر روائی مصادر سے مأخوذ موضوعی صورت میں مرتب کیا گیا ہے۔ مؤلف نے اس کتاب کو روائی مصادر بالخصوص کتاب بحار الانوار کی تحقیق کے بعد جدید ابواب میں ترتیب دیا ہےاور اس میں ایک نئ ترتیب سے روایات بیان کی ہیں ؛اس کے ضمن میں اہل سنت کے روائی مصادر سے بھی استفادہ کیا گیا ہے ۔ہر باب کے آغاز میں آیات کو بھی ذکر کیا ہے تاکہ ثقلین ایک دوسرے کے ساتھ قابل استفادہ ہوں۔ مقدمہ میں اپنے اثر کی شناسائی کے سلسلے میں کہتے ہیں :

**وفی بداية العمل بدات بمراجعة كل الروايات تقريبا التی وردت فی اجزاء كتاب بحار الانوار حيث سجلت كافة الملاحظات المطلوبة ـ ـ ـ وخلاالعمل هذا الكتاب و اجهتنی عدة ملاحظا ت تسحق الوقوف عندها وهی :۲ كثرة الروايات المكررة فی كتاب البحار ـ ـ ـ۲:النقص الملحوظ فی فصول كتاب البحار ـ ـ ـ الاستفادة من كتب اهل السنة فی الحديث ؛۱**

مذکورہ اثر ، مختلف روایات پر مشتمل ہے اور جلد پر اس طرح تحریر ہے : اخلاقی ، عقائدی ، معاشرتی ، سیاسی ،اقتصادی، ادبی ۔ مؤلف نے خود اس کتاب کاخلاصہ کیا ہے ؛

۴۔**آثار الصادقین** : یہ اثر تالیف آیت اللہ صادق احسان بخش کا ہے۔ مؤلف نے روایات کو جمع اور ان کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے تاکہ فارسی پڑھنے والے زیادہ استفادہ کر سکیں۔انھوں نے کوشش کی ہے کہ آیات کو روایات سے پہلے بیان کریں اور اسی طرح اہل سنت کے مصادر سے روایات کو ذکر کیا ہے۔ وہ مقدمہ میں کہتے ہیں :

---

۱۔ میزان الحکمة، ج۹،۱

صحاح اور معتبر ماخذ میں موجود روایات اور اخبار کے متون میں مسلسل تحقیق کے بعد قصد کیا کہ جہاں تک حضرت باری تعالی کی تائید اور میرا علمی سرمایہ اور بضاعت علمی معاون ہو گا اس کے عموی فائدہ کو مد نظر رکھتے آسان اور سادہ فارسی زبان میں ۔ ایجاز مخل اور اطناب ممل سے دور۔ ترجمہ اور شرح کروں تا کہ اساتذہ کے لئے یاد دہانی اور مبتدی کے لئے ایک راستہ ہو؛ ۱

۵۔ فرہنگ سخنان امام مجتبی (ع) : محمد دشتی نے اس اثر کو جمع کیا کہ جو روائی مصادر میں سے امام حسن مجتبی (ع) کی روایات پر مشتمل ہے۔ ان کی طبقہ بندی کی گئی کہ جو تمام لوگوں کے لئے مفید ہے ؛

۶۔ موضوعی نہج البلاغہ کے مجموعے جیسے فرہنگ آفتاب ، عبد المجید معادی خواہ اور مجموعہ موضوعی نہج البلاغہ ؛ علی براز ش۔

۷۔منتخب الاثر فی الامام الثانی عشر ، تالیف آیۃ اللہ لطف اللہ صافی؛ یہ امام زمانہ (عج) کے سلسلے میں معصومین (ع) کی روایات کا ایک مجموعہ ہے۔

## حدیثی منابع کی تصحیح، تعلیق اور تحقیق

معاصر دور میں حدیثی تحقیق کی سرگرمیوں میں سے ایک یہ ہے کہ بعض محدثین کا حدیثی مصادر کی تصحیح ، تحقیق اور تعلیق لکھنا ہے ۔اس کوشش کا ہدف روائی مصادر بالخصوص متقدمین کی حدیثی کتابوں کو بہتر اور کامل تر نشر کرنا ہے۔ اس سلسلے میں بعض محققین جو حدیث شناسی کی سند اور متن میں کامل مہارت رکھتے تھے ،انہوں نے قدیمی نسخہ جات کی تحقیق کرکے جوامع روائی کی تصحیح کی ؛ان آثار میں سے درج ذیل کا نام تحریر کیا جارہا ہے :

۱۔ تصحیح و تعلیق، جناب سید حسن خرسان استبصار ، تھذیب و۔۔۔پر ؛

۲۔ تصحیح و تعلیق، جناب سید ھاشم رسولی کافی ، مرآۃ العقول و۔۔۔پر؛

۳۔ تصحیح و تحقیق، آیت اللہ عبد الرحیم ربانی وسائل الشیعہ و۔۔۔پر ؛

---

۱۔ آثار الصادقین ، ج۱، ص۱۰

۴۔ تصحیح و تحقیق جناب جلال الدین حسینی ارموی المحاسن برقی میں ۔الرسالة العلیه فی الاحادیث النبویه کاشفی ، غرر الحکم ودرر الکلم آمدی و۔۔۔؛

۵۔اکثر جامع اور حدیثی کتب پر استاد علی اکبر غفاری کی تصحیح و تحقیق؛جیسے تصحیح الاصول من الکافی ، تصحیح و تعلیق من لا یحضره الفقیه ، تصحیح و تعلیق تهذیب الاحکام فی شرح المقنعه، تصحیح و تعلیق الاستبصار فیما اختلف من الاخبار ، تصحیح و تعلیق معانی الاخبار ، تصحیح تحف العقول من آل الرسول ، تصحیح خصال ، تحقیق کمال الدین و تمام النعمه ، تحقیق و تصحیح الغیبه ، تحقیق الامالی مفید ، تصحیح و تعلیق الاختصاص ، تصحیح منتقی الجمال فی الاحادیث الصحاح والحسان ، تحقیق اعلام الوری باعلام الهدی ،تصحیح و حواشی تفسیر روض الجنان وروح الجنان ، تصحیح و تعلیق کامل الزیارات، تصحیح و تخریج اور ایک ((دعائے ندبہ)) کی شرح وغیرہ۔ وہ مقدمہ تصحیح کتاب من لایحضره الفقیه اور تصحیح اور اپنے تعلیقات کی خصوصیات میں کہتے ہیں :

فلما حصلت لی عدة من النسخ المخطوطة والشروح والحواشی الموجودة قابلیت الکتاب علی التی منها علی المشایخ مقروءة و صححته علی اوسع مدی مستطاع ۔۔۔ فزدت علیه تعلیقات هامه ۔۔۔ واعتمدت علی قول من دقق النظر و تعمق فی الکلام و تبصر وعلی رای من باحث عن السرائر عن وجوه المسائل النقاب الساتر ۔[1]

معاصر دور میں بالخصوص اسلامی انقلاب کے بعد تحقیق کے اہم مراکز کی بنیاد رکھی گئی اور گذشتہ روائی مصادر کی تصحیح اور تحقیق کے لئے بہت زیادہ کوشش کی،ان مراکز میں سے بعض بیان کئے جارہے ہیں ((دارالحدیث))،

---

[1]۔ من لایحضره الفقیه،ج۱، کلمة المحشی، ص ه

((مؤسسة آل البیت لاحیاء التراث))،((واحد تحقیقات وپژوہش کتابخانہ حضرت آیۃ اللہ نجفی مرعشی))،((تحقیقات کتابخانہ مجلس))((مؤسسۃ الامام المہدی (عج)))وغیرہ۔ان مراکز کی کاوشوں میں سے ایک روائی کتابوں کی بہت مفید تحقیق اور تصحیح ہے، جن میں سے ایک کتاب وسائل الشیعہ ہے کہ مؤسسۃ آل البیت نے حوزۂ علمیہ کیلئے یہ عظیم خدمت انجام دی ہےاوران میں کتاب کافی کی تصحیح کاجدید کام ہے جو دارالحدیث اور نہایت جدوجہد کے ذریعے انجام پایا ہے۔

## مسند نویسی

تحقیق حدیث اور تاریخ حدیث میں جدید مجموعوں کو تدوین کی فعالیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ دورۂ معاصر میں محدثین جیسے شیخ عزیز اللہ عطاردی کا وسیع مسند لکھنے کا اقدام ہے ؛اس طرح کہ ہر معصوم (ع) کی روایات کو مستقل صورت میں اور ایک مطلوبہ ترتیب کی بنیاد پر جمع کیا گیا ہے؛جیسے :

۱۔مسند فاطمۃ الزھراء(ع)

۲۔مسند الامام امیر المومنین (ع)

۳۔مسند الامام المجتبی (ع)

۴۔مسند الامام حسین (ع)

۵۔مسند الامام الکاظم (ع)

۶۔مسند الامام الرضا(ع)

۷۔مسند الامام الجواد(ع)

۸۔ مسند الامام الھادی (ع)

۹۔ موسوعة الامام المھدی (ع)

## روائی مصادر کا خلاصہ

بعض محققین نے روایات تک آسان رسائی اور ان میں سے بہترین کو ذکر کرنے کیلئے بعض روائی کتابوں کا خلاصہ کیا اور انکے ایک یا بعض حصوں کو مستقل صورت میں نشر کیا جیسے کافی کا انتخاب تالیف جناب محمد باقر بہبودی۔ خلاصہ کے علاوہ ان کا ہدف روایات کو مختصر لکھنا اور صحیح روایات کا انتخاب بھی ہے۔ ۱

دوسری کتاب ، اصول کافی کا انتخاب اور خلاصہ ہے کہ جسے محمد محمدی ری شہری نے اصول کافی کی داستانیں کے عنوان سے لکھی ہے؛ دوسرا اثر بحار الانوار فی تفسیر الماثور للقرآن ہے کہ جس میں جناب کاظم مراد خانی نے بحار الانوار کی آیات کو انتخاب اور خلاصہ کیا ہے۔

## خلاصہ

چودہویں اور پندرہویں صدی میں ۔ بالخصوص پندرہویں صدی جس میں ایران کا اسلامی انقلاب کامیاب ہوا، حدیث شناسی کے باب میں علمائے شیعہ کی طرف سے تحقیق او روسیع علمی خدمات انجام دی گئیں تاکہ محققین اور مفکرین کی حدیث شناسی میں کوششوں اور معصومین (ع) کی روایات سے اسلامی معارف زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے پر خصوصی توجہ کی بنیاد بنے۔

## حدیث شناسی کی وسعت

معاصر دور میں ، جیسا کہ اشارہ کیا گیا ، حدیث شناسی کے مطالعات بہت زیادہ وسعت اختیار کر گئے اور مختلف جہات میں رشد وترقی کی۔ جنہیں ہم اختصار سے مندرجہ ذیل موارد میں تحقیق کریں گے :

---

۱۔ گزیدہ کافی ، ج ۱، ص ۲۳

دورۂ معاصر کی کچھ متدرکات یہ ہیں: ۱۔ مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل ۲۔مستدرک سفینة البحار ۳۔مستدرکات علم الرجال ۴۔مستدرکات مقباس الهداية ۵۔مستدرک الاخبار الدخلیه ۶۔مستدرک نهج البلاغه و غیره۔۔۔

### دعااور مزار کی کتابیں

بعض حدیث کے ماہرین نے ایسی روائی کتابوں کو جمع کیا ہے کہ جو دعااور مزار سے مربوط ہیں جیسے: مفاتیح الجنان، منتخب ادعیہ وزیارات، ضیاء الصالحین فی الادعیہ والزیارات،ادعیہ وزیارات وغیرہ۔۔۔

### موضوعی موسوعہ لکھنا

زمانۂ معاصر میں حدیث شناسی میں ایک اور اہم خدمت یہ ہے کہ موضوعی روائی مجموعوں کی تدوین یا انکی دوبارہ تحقیق کی گئی ، جسے چودھویں اور پندرھویں صدی بالخصوص چودھویں صدی کے اواخر اور پندرھویں کے آغاز کے محدثین نے انجام دیا۔

### حدیثی منابع کی تصحیح، تعلیق اور تحقیق

معاصر دور میں حدیثی تحقیق کی سرگرمیوں میں سے ایک یہ ہے کہ بعض محدثین کا حدیثی مصادر کی تصحیح، تحقیق اور تعلیق لکھنا ہے۔اس کوشش کا ہدف روائی مصادر بالخصوص متقدمین کی حدیثی کتابوں کو بہتر اور کامل تر نشر کرنا ہے۔اس سلسلے میں بعض محققین جو حدیث شناسی کی سند اور متن میں کامل مہارت رکھتے تھے،انہوں نے قدیمی نسخہ جات کی تحقیق کرکے جوامع روائی کی تصحیح کی۔

### مسانید لکھنا

دورۂ معاصر میں محدثین جیسے شیخ عزیز اللہ عطاردی کا وسیع مسند لکھنے کا اقدام ہے ؛ اس طرح کہ ہر معصوم (ع) کی روایات کو مستقل صورت میں اور ایک مطلوبہ ترتیب کی بنیاد پر جمع کیا گیا ہے جیسے: مسند فاطمۃالزھراء (ع)، مسند الامام

امیر المومنین (ع)، مسند الامام المجتبی (ع)، مسند الامام حسین (ع)، مسند الامام الکاظم (ع)، مسند الامام الرضا (ع)، مسند الامام الجواد (ع)، مسند الامام الھادی (ع)، موسوعۃ الامام المھدی (ع)

## روائی مصادر کا خلاصہ

بعض محققین نے روایات تک آسان رسائی اور ان میں سے بہترین کو ذکر کرنے کیلئے بعض روائی کتابوں کا خلاصہ کیا اور انکے ایک یا بعض حصوں کو مستقل صورت میں نشر کیا۔

«چودھواں سبق»

# معاصرین کی حدیث پر خصوصی توجہ (۲)

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں حدیث کی دنیا میں جو مختلف تبدیلیاں پیش آئی ہیں، ان کو بیان کیا جائے گا جیسے معاجم اور راہنما لکھنا یا حدیثی تحقیق کے مجلات کا وجود میں آنا وغیرہ۔ نیز معاصر کے دورہ میں کمپیوٹر کی وجہ سے حدیث اور رجال حدیث کے علوم میں جو ترقی ہوئی ہے، اس کو بیان کیا جائے گا۔

## تفصیل

### معجم اور رہنما لکھنا

بعض محدثین نے حدیثی مصادر سے زیادہ اور آسان استفادہ کے لئے معجم اور راہنما لکھے، اس کی علت یہ ہے کہ منابع بہت زیادہ وسیع تھے اور انکی فہرست اور موضوعی رہنمانہ ہونے سے حدیثی مصادر کے موضوعی معجم اور راہنما کے لکھنے کیلئے اقدام کیا جن میں سے بعض میں روایات کی شرح اور تصحیح بھی کی گئی ہے؛ جیسے:

۱۔ **سفینة البحار و مدینة الحکم والآثار**: یہ اثر محدث نوری کے شاگردوں میں سے شیخ عباس قمی کی تالیف ہے کہ جو بحار الانوار کی تکمیل اور فہرست لکھنے کے لیے انجام پائی الشیخ علی نمازی سفینہ البحار کے سلسلے میں کہتے ہیں:

**ان العوض فی غمرات البحار المتراکمة لا ستخراج الدرر من الاصداف المقفاعمة لا یمکن الا بوسیلة و شق امواجها المتلا طمة لا یحصل الا بسفینة ۔۔۔فمثل هذا الکتاب لا یهدی الی جمیع موضوعاته الا تفهرس عام**؛ ۲

اس کتاب میں موضوعی فہرست کے ضمن میں حدیثی مطالب کی شرح بھی بیان کی گئی ہے۔ شیخ عباس قمی دوسرے آثار جیسے **منتهی الآمال** اور **مفاتیح الجنان** بھی ہیں کہ ان میں بھی روایات سے استفادہ کیا گیا ہے:

---

۱۔ الذریعہ، ۳، ص ۲۲

۲۔ مستدرک سفینہ البحار، ج۱، ص ۲۰

۲۔المعجم المفهرس لا لفاظ احادیث بحار الانوار : مرکز الابحاث والدراسات الاسلامیة ، مکتب الاعلام الاسلامی فی الحوزة العلمیة ؛

۳۔مفاتیح الکتب الاربعة : سید محمود دھسرخی ؛

۴۔المعجم المفهرس لا لفاظ الاصول من الکافی ؛ الیاس کلانتری ؛

۵۔المعجم المفهرس لا لفاظ الاحادیث عن الکتب الاربعة ؛ مؤسسہ تحقیقاتی فرہنگی ؛

۶۔الهادی الی اصول الکافی ، سید جواد مصطفوی ؛

۷۔مفتاح الوسائل ، سید جواد مصطفوی ؛

۸۔المعجم المفهرس لا لفاظ وسائل الشیعة ؛ سید حسن طبیبی ؛

۹۔المعجم المفهرس لا لفاظ الصحیفة السجادیة ، سید علی اکبر قرشی ؛

۱۰۔المعجم المفهرس لا لفاظ احادیث بحار الانوار ، علی رضا برازش ؛

۱۱۔التطبیق بین السفینة والبحار : سید جواد مصطفوی ؛

۱۱۲۔دلیل الآیات المفسرة و اسماء السور فی احادیث بحار الانوار : دفتر تبلیغات حوزہ علمیۃ قم ؛

۱۳۔فهارس بحار الانوار : مرکز الدراسات والبحوث العلمیة ؛

۱۴۔المعجم المفهرس لا لفاظ عناوین ابواب بحار الانوار : کاظم مراد خانی ؛

۱۵۔مفتاح الابواب لکتب البحار : شیخ جواد اصفہانی ؛

۱۶۔الکاشف عن الفاظ نهج البلاغة : سید جواد مصطفوی ؛

۱۷۔المعجم المفهرس لا لفاظ نهج البلاغة : محمد دشتی ؛

۱۸۔تصنیف نهج البلاغة : لبیب بیضون ا

## فقہ الحدیث اور موضوعی شرح

بعض معاصر محدثین نے متقدم اور متاخر محدثین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے روایات کی شرح اکو اہم جانا ہے اور معاصر میں حدیث شناسی کا اہم ترین حصہ، فہم روایات قرار دیا ہےاور انہوں نے ((غریب الحدیث))، ((علل الحدیث))، ((ناسخ الحدیث)) اور ((موضوعی روایات کی وضاحت)) منجملہ روایات کی ((اربعین لکھنا)) کی پہچان کے سلسلے میں کئی آثار تدوین کیے ہیں جو دسیوں کتابوں پر مشتمل ہیں؛جن میں سے اربعین حضرت امام خمینی؛چہل حدیث، سید هاشم رسولی محلاتی ؛**الحدیث النبوی بین الراویة والدرایة**،آیۃاللہ سبحانی؛اہل بیتؑ درقرآن و حدیث،آیۃاللہ ری شہری وغیرہ ہیں۔
یہ حدیثی مجموعے عظیم محققین سے علامہ امینی،استاد مطہری،آیۃاللہ ری شہری وغیرہ کی کوششوں کا نتیجہ ہیں جو جزئی موضوعات میں بہت سے عقائدی،اخلاقی، معاشرتی اور تربیتی کو شامل ہیں،ان محققین نے اپنے آثار میں روایات کی شرح اور تبیین کی ہے۔
ایک اور گروہ جیسے جناب علی اکبر غفاری بھی فہم حدیث اور اسکی شرح کے لئے کچھ اہم قواعد کے معتقد ہیں اور صحیح سمجھنے کو انہیں میں منحصر کرتے ہیں۔انہوں نے کتاب مقباس الھدایۃ کے خلاصہ میں ایک حصہ بعنوان ((**فقه الحدیث**)) ضمیمہ کیا ہے کہ جو نئی مثالوں کے ساتھ فقہ الحدیثی کے مباحث کو شامل ہے۔ محترمہ نہلہ غروی کا علمی اثر بعنوان ((فقہ الحدیث وروش ہای نقد متن))؛کتاب ((**اصول و قواعد فقه الحدیث**)) اثر استاد محمد حسن ربانی اور کتاب ((روش فہم حدیث)) اور کتاب ((وضع و نقد حدیث)) اثر استاد عبد الہادی مسعودی اور کتاب ((مبانی رفع تعارض اخبار))، اثر استاد سید علی دلبری و کتاب ((مبانی نقد الحدیث)) اثر ڈاکٹر قاسم بیضانی و کتاب ((معیار شناخت احادیث ساختگی))، اثر ڈاکٹر قاسم بستانی،اور دار الحدیث کی طرف سے مجموعہ مقالات انٹر نیشنل کلینی کانفرنس وغیرہ اس میں شامل ہیں۔

---

ا۔روایات کے موضوعی معاجم سے مزید اطلاعات کے لئے المعجم المفہرس لالفاظ احادیث بحار الانوار،ج ا،ص ۱۳۲؛ مجلّہ حوزہ ش ۱۴،ص ۱۸؛المعجم المفہرس لالفاظ احادیث بحار الانوار،ج ا،ص ۲۷،دورس فی متون الحدیث و نہج البلاغہ و۔۔۔

علامہ طباطبائی بھی تفسیر المیزان میں ایک حصہ (( روائی بحث )) سے مخصوص کیا ہے اور ان میں تفسیری روایات کی شرح ، وضاحت اور تحقیق کی ہے کہ یہ تفسیری روایات کی شرح میں جدید تحقیقی اقدام شمار کیا گیا ہے ، اور اس میں حدیث کی شناخت کے معیار منجملہ آیات اور معتبر روایات پر عرضہ کرنا ، کیساتھ روایات کی تحقیق کی گئی ہے۔

## خطی نسخہ جات کا احیاء

حدیثی مطالعات میں معاصرین کی ایک اور کوشش (( روائی خطی نسخہ جات )) کی طرف توجہ ہے کہ جو بڑے کتب خانوں میں جیسے کتب خانہ حضرت آیت اللہ نجفی مرعشی ، کتب خانہ مجلس ، کتب خانہ آستان رضوی وغیرہ میں محفوظ ہیں ، ان نسخوں کا احیاء اور ان کو جدید نکھار دینا ، ایک بڑی خدمت ہے کہ جو بزرگ علماء جیسے حضرت آیت اللہ نجفی مرعشی کی ہمت سے یہ کام شروع ہوا اور اب تک جاری ہے۔ اس کام میں پرانے روائی آثار کی شناسائی کے ضمن میں ، انہیں مقدمہ اور تحقیق اور مصادر کے استخراج کے ساتھ نشر کیا جاتا ہے۔

قم ، مشہد ، نجف ، تہران اور رے جیسے شہروں میں عمومی اور ذاتی کتب خانوں میں محققین کی مدد سے خطی نسخوں کا مطالعہ اور تصحیح کی جاتی ہے ؛ بعض موارد میں ایم اے اور ڈاکٹریٹ کے طلباء کے تھسیز کا موضوع خطی آثار کی تصحیح ہوتا ہے اور بہت سے روائی نسخہ جات کو دوسروں کے استفادہ کے لئے آمادہ کیے جاتے ہیں۔

## جدید رجالی آثار کی تدوین

معاصر محدثین ، حدیث میں عمیق تر تحقیق کرنے کے لئے مجبور ہیں کہ رجال حدیث کی طرف مراجعہ کریں۔ معاصر دور میں بعض رجالی آثار ، راویوں کی شناسائی اور متاخرین کے رجالی آثار کی تکمیل غرض سے تدوین کیے گئے ہیں ، جن میں سے بعض یہ ہیں :

۱۔ بهجة الامال فی شرح زبدة المقال فی علم الرجال ، ملا علی العلیاری التبریزی (م ۱۳۲۷)

۲۔ الرسائل الرجالیه ، ابن المعالی محمد بن محمد ابراهیم الکباسی (م ۱۳۱۵) ؛

۳۔**تنقیح المقال فی معرفة علم الرجال** ، *عبداللہ مامقانی (م ۱۳۵۱)*

۴۔**قاموس الرجال** ، *محمد تقی تستری* ؛

۵۔**معجم رجال الحدیث و تفصیل طبقات الرواة** ، *ابو القاسم خوئی* ؛

۶۔**الموسوعة الرجالیة المیسرة** ، *زیر نظر جعفر سبحانی* ؛

۷۔**کلیات فی علم الرجال** ، *جعفر سبحانی* ؛

۸۔راویان مشترک ، *مرکز مطالعات و تحقیقات اسلامی* ؛

۹۔**اصول علم الرجال بین النظریة والتحقیق** ، *مسلم داوری* ؛

۱۰۔آشنائی با کتب رجالی شیعه ، *محمد کاظم رحمان ستایش*؛

### جدید درایہ کے آثار کی تدوین

حدیث کے بعض محققین نے حدیث کی سند اور متن سے آگاہی اور ان سے زیادہ استفادہ کرنے کے لئے حدیثی اصطلاحات کی تحقیق اور مباحث کو واضح کرنے کے لئے درایۃ الحدیث لکھی ہیں اور دورہ معاصر میں ذیل کے آثار کو بیان کیا جاسکتا ہے :

۱۔**مقباس الهدایة فی علم الدرایة** ، *عبداللہ مامقانی*؛

۲۲۔**نهایة الدرایة** ، *سید حسن صدر* ؛

۳۔**قواعد الحدیث** ، *محی الدین موسوی* ؛

۴۔**درایة الحدیث** ، *شانہ چی* ؛

۵۔**اصول الحدیث واحکامه فی علم الدرایة** ، *جعفر سبحانی* ؛

۶۔**تلخیص مقباس الهدایة** ، *علی اکبر غفاری* ؛

۷۔**علم الحدیث** ، *زین الدین قربانی* ؛

۸۔علم الدراية تطبيقى ، سید رضا مؤدب ؛

۹۔درسنامه دراية الحديث ، سید رضا مؤدب ؛

۱۰۔دانشدراية الحديث ، محمد حسن ربانی ؛

۱۱۔اصول الحديث ، عبد الہادی فضلی ؛

۱۲۔معجم مصطلحات الرجال والدراية ، محمد رضا جدیدی نژاد ؛

## تدریس اور حدیثی تحقیق اور مناظرات کے مراکز کی بنیاد

دورہ معاصر میں حدیث شناسی اور اسکے دیگر شعبوں سے زیادہ آگاہی کیلئے حدیثی تعلیم و تحقیق کے موضوعات پر علمی مراکز بھی بنائے گئے جن کی علم حدیث کی توسیع میں بہت زیادہ علمی خدمات ہیں۔ان تعلیمی مراکز نے حدیثی کورسز کے بہت سے طالب علم، علمی معاشرہ کو پیش کئے ہیں۔ان تحقیقی مراکز نے حدیث کے سلسلے میں بہت سے تحقیقی اثر منتشر کیے ہیں۔ نمونہ کے طور پر درج ذیل مراکز کا نام لیا جاسکتا ہے:

۱۔ دارالحدیث قم: یہ مرکز حدیثی مطالعات کے سب سے اہم مراکز میں سے ایک ہے؛
۲۔ مرکز تخصصی حدیث حوزہ علمیہ قم: اس مرکز میں حوزوی علوم کے تخصصی شعبوں کی تدریس ہوتی ہے۔
۳۔ دانشکدہ علوم حدیث: حضوری اور اوپن حدیثی کورسز کی تعلیم کا مرکز ہے؛
۴۔ گروہ ہای حدیثی دانشگاہ ہای کشور: بعض ان گروہ میں مستقل اور کچھ قرآنی علوم کے شعبوں کے ساتھ مشترکہ صورت میں فعالیت انجام دے رہے ہیں اور حدیث کے شائقین کو بی اے، ایم اے اور ڈاکٹریٹ کی سطح پر تعلیم دے رہے ہیں۔
۵۔ شعبہ حدیث پژوہی، دانشکدہ قرآن و حدیث مدرسہ عالی امام خمینی (رہ) جامعۃ المصطفیٰ (ص) العالمیہ حضوری اور اوپن)۔

۶۔ انجمن ہای علمی حدیث پژوہی

یونیورسٹیوں اور حوزوی مراکز میں حدیث کی تحقیق کے سلسلے میں بہت سے تھیسز مکمل کیے جا چکے ہیں کہ جو سب کے سب حدیث کے باب میں علمی ترقی کو ظاہر کر رہے ہیں۔ حدیثی مراکز میں حدیثی واقعات کی تاریخ شناسی پر مطالعات اور حدیث کے مدارس اور مکاتب کی تحقیق کا کام شروع ہو چکا ہے۔ مستقبل میں حدیث میں مطالعات عمیق تر اور اسناد حدیث کے واقعات کی شناخت کی بناء پر انجام دیئے جائیں گے تا کہ ہر واقعہ کی روایات یا حدیثی مرکز، زیادہ قابل تحقیق اور استفادہ قرار پائے اور اسی طرح مفکرین کے درمیان حدیثی موضوعات پر علمی مناظرات اور نشستیں جاری ہیں۔

## تاریخ حدیث کی کتابوں کی تدوین اور حدیثی مطالعات

دورہ معاصر میں حدیث کی تاریخ اور تدوین حدیث کے سلسلے میں بہت سی کتب تدوین ہوئی ہیں کہ جو شیعہ حدیث کی تدوین کی کیفیت کو بیان کر رہی ہیں۔ان آثار میں مستشرقین یا دوسروں کی طرف سے تاریخ حدیث پر کیے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ قرون اولی سے آج تک تدوین حدیث کی تاریخی تحقیق کے ضمن میں مخالفین کے نظریات پر تنقید اور حدیثی ادوار کی تطبیق اور موازنہ کیا گیا ہے۔ درج ذیل آثار اس میں سے قرار پائیں گے :

۱۔ تدوین السنہ الشریفہ، سید محمد رضا حسینی جلالی؛

۲۔ تاریخ حدیث، شانہ چی؛

۳۔ علم الحدیث، شانہ چی؛

۴۔ منع تدوین الحدیث، اسباب و نتایج، علی شہرستانی؛

۵۔پژوہشی در تاریخ حدیث شیعہ، مجید معارف؛

۶۔ تاریخ عمومی حدیث، مجید معارف؛

۷۔آشنائی باعلوم حدیث، علی نصیری؛

۸۔ حدیث شناسی، علی نصیری؛

۹۔آشنائی با متون حدیث و نہج البلاغہ، مہدی مہریزی؛

۱۰۔ مسند نویسی، سید کاظم طباطبائی؛

۱۱۔ تاریخ حدیث شیعہ تاقرن پنجم، نہلہ غروی؛

۱۲۔ مقدمہ معجم بحار الانوار، مرکز مطالعات و تحقیقات دفتر تبلیغات؛

۱۳۔ درآمدی بر تاریخ تدوین حدیث، بمانعلی دھقان؛

۱۴۔ معرفۃ الحدیث، محمد باقر بہبودی؛

۱۵۔ صحیح الکافی، محمد باقر بہبودی؛

۱۶۔ معالم المدرستین، مرتضی عسکری؛

۱۷۔ دراسات فی الحدیث والمحدثین، ہاشم معروف حسینی؛

۱۸۔ الکلینی وکتابہ الکافی، عبد الرسول الغفار؛

۱۹۔ دراسۃ حول الاصول الاربعماۃ، سید محمد حسین حسینی جلالی؛

## حدیثی تحقیق کے مجلات

معاصر دور میں حدیثی تحقیق کے سلسلے میں مستقل اور غیر مستقل صورت میں علمی مجلات بھی منتشر ہورہے ہیں کہ ان کی علمی خدمت بھی گرانقدر ہے؛ جیسے علوم حدیث، مقالات و بررسی ھا، مطالعات اسلامی، حوزہ، نقد و نظر، پژوہش نامہ قرآن و حدیث، سفینہ، شیعہ شناسی، حدیث پژوہی، تحقیقات علوم قرآن و حدیث، پژوہش دینی، علوم الحدیث، مطالعات اسلامی وغیرہ۔

## حدیثی تحقیق میں کمپیوٹر کی خدمات

حدیث کی قیمتی وراثت صدور سے لیکر آج تک متن کی تحقیق، درایہ، رجال، تاریخ حدیث، جدید مجموعوں کی تدوین، تصحیح، مسند نویسی، مستدرک نویسی، خطی نسخوں کا احیاء وغیرہ مختلف شعبوں میں محققینِ حدیث کے تدبر اور تحقیق کے دائرے میں تھی؛ لیکن عصر حاضر میں تحقیق، مطالعہ کے مختلف طریقوں کے حوالے سے جدید وسائل کی فراہمی اور سافٹ ویئر کی سہولیات کی وجہ سے حدیث شناسی کا مطالعہ وسیع تر ہوگیا ہے۔

کمپیوٹر کی سہولیات اور خدمات علوم اسلامی کی معاون ہونے اور انسانی علم الاطلاعات سے استفادہ کرنے کی وجہ سے علوم اسلامی میں ترقی ہوئی ہے جن میں سے ایک حدیث بھی ہے۔ کمپیوٹر اور سافٹ وئیر کی مدد سے حدیث کے رجال اور ان کی شناخت میں جلدی اور زیادہ توجہ کی جاتی ہے اور حدیث کے متون تک آسان اور جلد رسائی، حدیث کے منابع میں مختلف قسم کی موضوعی اور ترتیبی جستجو و تلاش کا سبب بنا ہے۔

تقریبا بیس سال پہلے سے آج تک مؤسسات اور تحقیقاتی مراکز نے مختلف قابلیتوں کے حامل حدیثی سافٹ وئیر بنانے میں بہت زیادہ کامیاب رہے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ حدیث کے سلسلے میں اطلاعات کے حصول کے اہم سسٹم بنائیں تاکہ علوم حدیث کے محققین تعلیم و تحقیق میں کیف و کم کے لحاظ سے زیادہ ترقی کر سکیں۔

دنیا کے تمام حدیثی کتب خانوں تک آسان اور سادہ دسترسی اور انتہائی کم وقت میں ہزاروں حدیثی مصادر اور کتابوں کی دقیق معلومات کے حصول اور فریقین کے حدیثی سافٹ وئیر میں کم مدت میں روایات کا ایک دوسرے سے موازنہ اور تحلیل کی وجہ سے علم حدیث کے مختلف شعبہ جات میں چندبرابر تیزی آئی ہے۔ یہ سبب بنا ہے کہ حدیثی مبانی میں نظریہ پیش کرنا دقیق تر اور کامل تر ہو جائے۔ حدیثی سافٹ وئیر طبقہ بندی، فہرست سازی، مختلف فنون جستجو، نتائج وغیرہ کی قابلیت رکھتے ہیں۔ روز بروز اضافہ ہوتا جارہاہے۔ ذیل میں بعض بیان کیے جارہے ہیں :

۱۔ نور (۲) جامع احادیث الشیعہ، مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی؛

۲۔ الآیات الواردۃ فی الاحادیث الشریفہ، واحد تحقیقات بنیاد بعثت، ان تمام روایات تک رسائی جن میں زیر نظر آیت آئی ہے۔

۳۔ معجم فقہی حضرت آیت اللہ گلپایگانی، فقہی، روائی تفسیری۔۔۔ متون کو شامل اور مطالعہ اور اسکے مختلف روائی متون میں جستجو کی قابلیت کے ساتھ؛

۴۔ نور سافٹ وئیر، مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی، کہ جو فہرست الفبائی کے ساتھ بحار، وسائل، کافی، استبصار، تھذیب، من لایحضرہ الفقیہ، مستدرک الوسائل کی معجم الفاظ پر مشتمل ہے اور مختلف حوالے سے جستجو، انتخاب اور ان کی گزارش؛

۵۔امام مہدی (عج) معجم فقہی آقای گلپایگانی، امام مہدی (عج) کے سلسلے میں روائی منابع سے وسیع اطلاعات پر مشتمل ہے۔

۶۔اہل بیت (ع)، دفتر تبلیغات اسلامی کہ جو ولایت، امامت اور ہر اہل بیت (ع) کی سیرت پر مشتمل ہے؛

۷۔بشری، نہج البلاغہ کے الفاظ اور مفاہیم کی ڈکشنری ہے جس میں خطبوں، خطوط، کلمات قصار اور ان کے متعلق مختلف تحقیق کی قابلیت رکھتی ہے، دفتر تحقیقات یاسین؛

۸۔ حکمت، مؤسسہ تحقیقاتی امام رضا (ع)۔ نہج البلاغہ کے موضوعی اور لفظی ڈکشنری ہے،جو موضوعی فہرست اور لفظی اور موضوعی جستجو کی سہولت کے ساتھ ہے؛

۹۔ معجم علوم اسلامی، دفتر مطالعات و تحقیقات علوم اسلامی۔اس سافٹ ویئر کے پروگراموں میں سے فریقین کی حدیث ہے جو موضوع کے انتخاب، کتب کی فہرست،الفاظ،اطلاعات تک رسائی پ مشتمل ہے۔

۱۰۔ معاجم، مؤسسہ نشر حدیث اہل بیت (ع) کہ جو معجم الفاظ احادیث بحار الانوار، وسائل الشیعہ، مستدرک الوسائل، ((کتب اربعہ)) مداخل احادیث شیعہ و۔۔۔پر مشتمل ہے؛

۱۱۔ میزان الحکمہ، مرکز تحقیقات دار الحدیث؛

۱۲۔ معجم الفاظ احادیث کتاب توحید شیخ صدوق؛

۱۳۔ معجم لالفاظ احادیث کتاب الوافی؛

۱۴۔ موسوعۃ الامام علی (ع) فی الکتاب والسنہ والتاریخ، مرکز تحقیقات دار الحدیث؛

۱۵۔ الشاملہ، کہ اس کا کچھ حصہ شیعہ روائی کے مصادر ہیں۔

۱۶۔ ثقۃ الاسلام کلینی، دار الحدیث؛

۱۷۔ درایۃ النور، مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی؛

۱۸۔ جامع فقہ اہل بیت، مرکز تحقیقات کامپیوتری علوم اسلامی؛

۱۹۔ مکتبہ اہل بیت، مرکز معجم فقہی؛

۲۰۔ وغیرہ وغیرہ

## خلاصہ

بعض محدثین نے حدیثی مصادر سے زیادہ اور آسان استفادہ کے لئے معجم اور راہنما لکھے، اس کی علت یہ ہے کہ منابع بہت زیادہ وسیع تھے اور انکی فہرست اور موضوعی رہنمانہ ہونے سے حدیثی مصادر کے موضوعی معجم اور راہنما کے لکھنے کیلئے اقدام کیا جن میں سے بعض میں روایات کی شرح اور تصحیح بھی کی گئی ہے۔

### فقہ الحدیث اور موضوعی شرح

بعض معاصر محدثین نے متقدم اور متاخر محدثین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے روایات کی شرح اکو اہم جانا ہے اور معاصر میں حدیث شناسی کا اہم ترین حصہ، فہم روایات قرار دیا ہے۔

### خطی نسخہ جات کا احیاء

حدیثی مطالعات میں معاصرین کی ایک اور کوشش (( روائی خطی نسخہ جات )) کی طرف توجہ ہے کہ جو بڑے کتب خانوں میں جیسے کتب خانہ حضرت آیت اللہ نجفی مرعشی، کتب خانہ مجلس، کتب خانہ آستان رضوی و۔۔۔ میں محفوظ ہیں۔

### جدید رجالی آثار کی تدوین

معاصر کے محدثین حدیث میں عمیق تر تحقیق کرنے کے لئے مجبور ہیں کہ رجال حدیث کی طرف مراجعہ کریں معاصر دور میں بعض رجالی آثار راویوں کی شناسائی اور متاخرین کے رجالی آثار کی تکمیل کو انجام دیا ہے۔

### جدید درایۃ کے آثار کی تدوین

کچھ حدیث کے محققین، حدیث کی سند اور متن سے آگاہی اور ان سے زیادہ استفادہ کرنے کے لئے حدیثی اصطلاحات کی تحقیق اور مباحث کو واضح کرنے کے لئے درایۃ الحدیث تحریر کیں ہیں۔

### تدریس اور حدیثی تحقیق اور مناظرات کے مراکز کی بنیاد

دورہ معاصر میں حدیث شناسی اور اسکے دیگر شعبوں سے زیادہ آگاہی کیلئے حدیثی تعلیم و تحقیق کے موضوعات پر علمی مراکز بھی بنائے گئے جن کی علم حدیث کی توسیع میں بہت زیادہ علمی خدمات ہیں۔ان تعلیمی مراکزنے حدیثی کورسز کے بہت سے طالب علم، علمی معاشرہ کو پیش کئے ہیں۔

### تاریخ حدیث کی کتابوں کی تدوین اور حدیثی مطالعات

دورہ معاصر میں حدیث کی تاریخ اور تدوین حدیث کے سلسلے میں بہت سی کتب تدوین ہوئی ہیں کہ جو شیعہ حدیث کی تدوین کی کیفیت کو بیان کررہی ہیں۔ان آثار میں مستشرقین یا دوسروں کی طرف سے تاریخ حدیث پرکیے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔قرون اولی سے آج تک تدوین حدیث کی تاریخی تحقیق کے ضمن میں مخالفین کے نظریات پر تنقید اور حدیثی ادوار کی تطبیق اور موازنہ کیا گیا ہے۔

### حدیثی تحقیق کے مجلات

معاصر دور میں حدیثی تحقیق پر مستقل اور غیر مستقل صورت میں علمی مجلات بھی منتشر ہو رہے ہیں۔

## حدیثی تحقیق میں کمپیوٹر کی خدمات

حدیث کی قیمتی وراثت صدور سے لیکر آج تک متن کی تحقیق ، درایہ ، رجال ،تاریخ حدیث، جدید مجموعوں کی تدوین ، تصحیح ، مسند نویسی،مستدرک نویسی ،خطی نسخوں کا احیاء وغیرہ مختلف شعبوں میں محققینِ حدیث کے تدبر اور تحقیق کے دائرے میں تھی ؛لیکن عصر حاضر میں تحقیق ، مطالعہ کے مختلف طریقوں کے حوالےسے جدید وسائل کی فراہمی اور سافٹ وئیر کی سہولیات کی وجہ سے حدیث شناسی کا مطالعہ وسیع تر ہوگیا ہے۔

«پندرہواں سبق»

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

# تدوین اور نقل حدیث سے ممنوعیت کا زمانہ

## تمہید

اس سبق میں پیغمبر (ص) کے زمانے میں حدیث کی کتابت اور اس کے بعد خلفاء کے زمانے میں تدوین اور نقل حدیث کے حالات بیان کیے جائیں گے اور اس ضمن میں کچھ تاریخی حوالے پیش کیے جائیں گے۔

## تفصیل

ان اسباق میں ہم اہلسنت کی تاریخ حدیث کی تحقیق کریں گے،اہلسنت کی نظر میں تاریخ حدیث کے مطالعہ سے اسے چار مراحل "ممانعت کا دورہ، متقدمین کا دور، متاخرین کا دور اور معاصرین کے دور" میں تحقیق کی جاسکتی ہے۔
ممانعت کے دور میں نقل حدیث سے ممانعت کی علل اور ان کے نتائج کا تجزیہ کیا جائے گا کہ یہ واقعہ پہلی صدی میں وقوع پذیر ہوا ہے۔
دوسری صدی میں اہلسنت کے متقدمین ( جیسے مالک و احمد بن حنبل و۔۔۔) نے ثبت اور نشر حدیث کیلئے کوشش کی اور اہلسنت کی تیسری صدی میں صحاح ستہ یا جوامع حدیثی اہلسنت کی تدوین ہوئی۔
متاخرین نے سب سے پہلے مرحلہ میں چوتھی سے چھٹی صدی تک علوم حدیث کو منتشر کرنے کے لئے کوشش کی کہ ان میں سے ابن حبان ، طبرانی و۔۔۔ کا نام ذکر کیا جاسکتا ہے اس سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے متاخرین کی سرگرمیاں ساتویں سے تیرہویں صدی تک سیوطی ، متقی ہندی و۔۔۔ کی بھی کوششیں قابل ذکر ہیں۔
دورہ معاصر میں (۱۴۔۱۵ویں صدی) صبحی صالحہ ، ابوریہ۔۔۔ جیسے علماء نے اس سلسلے میں کوشش کی ہے۔ ہر دور کو تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

## تدوین حدیث سے خلفاء کی ممانعت اور اس کے علل کی تحقیق

پہلی صدی میں تاریخ حدیث اہلسنت کے حوالے سے سب سے پہلے خلفاء کے دور اور روایت کی کیفیت ، انکے زمانے میں حدیث کی تدوین اور سماع کی تحقیق کریں گے ؛لیکن جیسا کہ کتاب کی ابتدا میں بیان کیا جاچکا ہے ا مناسب ہے کہ پیغمبر (ص) کے دور رسالت کی طرف اشارہ کیاجائے اور بیان کیا جائے کہ رسالت کے زمانے میں ،حدیث کی تدوین ایک مباح امر اور پیغمبر (ص) کی اس پر تاکید تھی ؛اس وجہ سے مسلمانوں کی سیرت اس کی تدوین پر تھی اور بعض بزرگوار صحابہ نے بہت سی احادیث کو اس دور میں لکھا ہے ؛اگر چہ اہل سنت کے بعض علماء کی نظر میں پیغمبر (ص) کے دور میں بھی حدیث کی تدوین نہیں ہوئی اور حدیث کی تدوین کے متعلق بہت زیادہ سختی تھی ۲، لیکن اس طرح کا حکم صحیح نہیں ہو سکتا اور تاریخی حقیقت سے سازگار نہیں ہے۔

خلفاء کے زمانے اور پیغمبر گرامی اسلام (ص) کی رحلت کے بعد بعض علتیں تھی جن کی طرف اشارہ کیا جائے گا، جن کی بنا پر قانونی طور پر حدیث کی کامل تدوین نہ ہو پائی اور حدیث جو اسقدر اہمیت رکھتی تھی، تدوین اور ثبت کے حوالے سے خلفاء کا تعاون حاصل نہ کر سکی۔تاریخی حوالے سے نا صرف بہت سی احادیث ضبط ہی نہیں ہو سکیں بلکہ خلفائے ثلاثہ نے اس کی تدوین کی مخالفت پر اتر آئے ؛اس وجہ سے اہل سنت کے مؤرخین کی نظر میں پہلی صدی کے زمانے کو تدوین کی ممانعت اور سختی کا نام دیا گیا ہے ۳اور معتقد ہیں کہ حدیث کی تدوین دوسری صدی میں انجام پائی اور اس کا آغاز دوسری صدی کے اوائل سے قرار دیا ہے۔

ہم آئندہ مراحل میں تحقیق کریں گے کہ اہلسنت کے متقدمین نے کس طرح حدیثی مجموعوں کو لکھا ؛اب پہلی صدی میں زمانہ خلفاء کی مختصر طور پر تحقیق کریں گے اور حدیث کی تدوین کی ممانعت کس طرح ہوئی اور اس کے علل کی تحقیق کریں گے۔

### ابو بکر کے زمانے میں حدیث کی تدوین سے ممانعت

بعض تاریخی ثبوتوں کی بنیاد پر خلیفہ اول تدوین حدیث کے سب سے پہلے مخالفت کرنے والوں میں سے ہیں انہوں نے خلافت کے آغاز میں اور وفات پیغمبر (ص) کے بعد مسلمانوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے اعلان کیا کہ کوئی پیغمبر (ص) سے حدیث بیان نہ کرے اور اس کے ساتھ احادیث لکھنے اور حفظ کرنے سے بھی پرہیز کیا جائے۔اس نے لوگوں سے چاہا کہ صرف خدا کی کتاب پر اعتماد کریں ؛اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانیں۔اہلسنت کا معروف مؤرخ ذہبی اس طرح کہتا ہے :

---

۱۔پہلا حصہ، کلیات ؛جوامع حدیثی اہل سنت، ص۸

۲ ۔علوم الحدیث و مصطلحہ ، ص۳۰؛اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص۴۶

۳۔ایضا

**من مراسیل ابن ملکیة ان الصدیق جمع الناس بعد وفاة نبیهم فقال :انکم تحدثون عن رسول الله (ص) احادیث تختلفون فیها والناس بعد کم اشد اختلافا فلا تحدثوا عن رسول الله فمن سالکم فقولوا بیننا و بینکم کتاب الله فاستحلوا حلاله و حرموا حرامه:۱**

اور بعض موارد میں اس طرح نقل کرتا ہے کہ حکم دیا کہ پہلے سے لکھی ہوئیں تمام احادیث کو جلا دیا جائے ؛ کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ روایات ایسے افراد کے ہاتھ میں آ جائیں اور وہ لوگ ان احادیث کو نقل کریں لیکن وہ روایات پیغمبر (ص) سے صادر نہ ہوئی ہوں۔ ذھبی اس سلسلے میں کہتا ہے :

**ورد عن عائشة انها قالت: جمع ابی الحدیث عن رسول الله(ص) وکانت خمسائة حدیث فبات لیلة یتقلب کثیرا قالت فغمنی فقلت : اتتقلب لشکوی او لشی بلغک ؟ فلما اصبح قال : ای بنیة هلمی الحادیث التی عندک فجئته بها فدعا بنار فحرقها فقلت : لم احرقتها ؟ قال : فخشیت ان اموت وهی عندی فیکون فیها احادیث عن رجل قد ائمنته ووثقت به ولم یکن کما حدثنی فاکون نقلت ذلک ؛۲**

مذکورہ تاریخی ثبوتوں کی بنیاد پر ،ابو بکر نے اپنی خلافت کے زمانے میں ، صحابہ کو روایت اور حدیث کی تدوین سے منع کیا تھا ؛۳ کیونکہ اس کی نظر میں ، روایت کا نشر اور نقل کرنا امت اسلامی کے درمیان اختلاف اور گمراہی کا سبب ہوتا۔ابو بکر لوگوں سے کہتا تھا کہ خدا کی کتاب کی طرف مراجعہ کریں۔ ظاہرا خلیفہ اول خیر خواہی کا قصد رکھتے تھے اور دوسرے صحابہ کے ساتھ روایت کو نقل اور کتابت کرنا بھی پسند نہیں کرتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ لوگ قرآن سے دور ہو جائیں ؛جیسا کہ اسماعیل بن ابراہیم بصری (م۲۰۰) کہتا ہے :

**ان الصحابة انما کرهوا الکتابة لان من کان قبلکم اتخذواالکتب فاعجبوا بها فکانوایکرهون ان یشتغلوا بها عن القرآن ۔ ۴**

---

۱۔ تذکرۃ الحفاظ ،ج۱، ص ۳؛ اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص۴۶

۲۔ تذکرۃ الحفاظ ،ج۱، ص۵ ؛الاعتصام بحبل اللہ المتین ،ج۱، ۳۰ ؛تدوین السنۃ الشریفہ ، ص۲۴۶

۳۔ تدوین السنۃ الشریفہ ، ص۲۴۶

۴۔ تقیید العلم ، ص۵۷ ؛علوم الحدیث و مصطلحہ ، ص۳۲

بعض دوسرے ثبوت بھی گواہ ہیں کہ ابو بکر حدیث کے نقل اور کتابت سے روکتے تھے، جن میں سے ایک ذھبی نقل کرتا ہے کہ بہت سے صحابہ جن میں ابوبکر بھی ہے جو بہت کم پیغمبر (ص) سے حدیث نقل کرتے تھے۔ ۱

ابوریہ بھی بیان کرتا ہے کہ خلیفہ اول ہر کسی سے ہر حدیث کو قبول نہیں کرتا تھا ۲ ذھبی بھی کہتا ہے کہ

(( انه اول من احتاط من قبول الاخبار )) ۔ ۳

ابو بکر کے سلسلے میں جو قرائن ذکر ہوئے ہیں وہ شاہد ہیں کہ وہ اپنے دور خلافت کے زیادہ عرصہ تک کو نقل اور کتابت حدیث میں سختی کرتے تھے اور حدیث کے کاتبین کا ساتھ نہیں دیتے تھے؛ لیکن مذکورہ قرائن اس کے دور میں کسی بھی حدیث کے نہ لکھنے پر دلیل نہیں بن سکتے؛ کیونکہ وہ حدیث کے نقل اور تدوین نہ کرنے پر پیغمبر (ص) کی سنت سے دلیل پیش نہیں کرتے تھے، اس بنا پر ان کی پیروی تمام لوگوں پر ضروری نہیں تھی اور احادیث کی جمع آوری اور پھر احادیث کو جلانے کے متعلق ان کا عمل، اس کے تمام دور حکومت میں حدیث کی عمومی ممنوعیت کی دلیل نہیں ہے؛ کیونکہ اگر رسالت کے زمانے میں کوئی ممنوعیت ہوتی اور اس کے تمام دور حکومت میں حدیث کی تدوین سے ممنوعیت رائج ہوتی تو جمع شدہ احادیث کو جلانے کے متعلق اسکے عمل کی کس طرح توجیہ کی جائے گی؟

## عمر کے زمانے میں حدیث کی تدوین سے ممانعت

خلیفہ دوم کی خلافت شروع ہوتے ہی حدیث کی کتابت اور تدوین کے سلسلے میں کوئی جدید واقعہ پیش نہیں آیا اور حدیث کی کتابت اور تدوین کی ممانعت میں وہی خلیفہ اول کی روش مزید شدت کے ساتھ جاری رہی، بعض تاریخی قرائن کی بنیاد پر عمر، نے آغاز ہی سے ارادہ کرلیا تھا کہ حدیث کی تدوین کرے گا؛ لیکن اس طرح کا ارادہ بہت چھوٹا تھا اور وہ اس طرح کے اقدام سے منصرف ہوگیا۔ وہ دس سال کے اپنے دورِ خلافت میں، وہی ابوبکر کی سیاست جس کا بانی وہ خود تھا، پر انتہائی شدت سے عمل پیرا رہا۔

ابن سعد کا اس سلسلے میں نظریہ ہے کہ عمر چاہتا تھا کہ پیغمبر (ص) کی سنت کو لکھے اور تقریباً ایک مہینہ مشورہ اور طلب خیر کا کام انجام دیتا رہا، لیکن آخر میں اس کو مناسب عمل نہ پایا:

---

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص ۴۲

۲۔ اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص ۵۷

۳۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص ۳

**اخبرنا قبیصة بن عقبة قال : حدثنا سفیان بن معمر عن الزهری قال: اراد عمر بن الخطاب ان یکتب السنن فاستخار الله شهرا ثم اصبح وقد عزم له فقال : ذکرت قوما کتبوا کتابا فاقبلوا علیه و ترکو ا کتاب الله وانی والله لا البس کتاب الله بشیء ابدا فترک کتابالسنن ؛ا**

عمر، نہ صرف حدیث کے لکھنے سے منصرف ہوا بلکہ منع اور تدوین و نگارش سے روکا اور حتی کہ حدیث کے نقل سے ممانعت کے سلسلے میں بھی مصصم ہوگئے۔ ۲درج ذیل موارد اس پر گواہ ہیں :

ا۔ بعض راویوں کو روکنا اور ان کو زندان میں ڈال دینا۔ ذھبی کہتا ہے : (( **ان عمر حبس ثلاثة : ابن مسعود ، ابالدرداء وابا مسعود فقال: قد اکثر تم الحدیث عن رسول الله(ص)** ))۔ ۳

محمود ابوریہ بھی کہتا ہے : (( **ان عمر حبس ثلاثة وکان قد حبسهم فی المدینة ثم اطلقهم عثمان** )) ۴

۲۔ بعض محدثین کو شہر سے جلاوطن کر دینا یا حدیث کے بعض راویوں کو دھمکی دینا اور ان کو اپنے پاس رکھنا تاکہ یہ حضرات حدیث کے نقل کرنے سے پرہیز کریں۔ متقی ہندی صاحب کنزالعمال بیان کرتا ہے کہ :

**قال عبد الرحمان بن عوف : مامات عمر بن خطاب حتی بعث الی اصحاب رسول الله (ص) فجمعهم من الافاق عبدالله و حذیفة و ابا الدرداء وابا ذرو عقبة بن عامر فقال: ماهذا الاحادیث التی افشیتم عن رسول الله(ص) فی الافاق قالوا : تنهانا ؟ قال: لا ، اقیموا عندی لا والله لا تفارقونی ما عشت ، فنحن اعلم ناخذ عنکم و نرد علیکم ،فما فارقوه حتی مات ؛۵**

۳۔ احادیث کو محو کرنے کے سلسلے میں اسلامی شہروں کو پیغام بھیجنا : ابن سعد اس سلسلے میں کہتا ہے :

---

ا۔ الطبقات الکبری، ج ۳، ص ۲۰۶، تقیید العلم، ص ۵۰؛ جامع بیان العلم، ج ا ص ۶۴؛ علوم الحدیث و مصطلحہ، ص ۳۱

۲ ۔ تدوین السنة الشریفہ، ص ۲۶۷؛ علوم الحدیث و مصطلحہ، ص ۳۱

۳ ۔ تذکرة الحفاظ، ج ا، ص ۷؛ السنة قبل التدوین، ص ۴۷

۴۔ اضواء علی السنة المحمدیة، ص ۵۴

۵۔ کنزل العمال فی الاقوال والفعال، ج ا، ص ۲۳۹؛ المستدرک علی الصحیحین، ا، ۱۱۰

((کتب عمر بن خطاب الی الامصار : من کان عندہ شیء منها فلیمحه))[1]؛

۴۔اسلامی مبلغین کو انتباہ کرنا کہ حدیث نقل کرنے سے مسلمانوں کو قرآن سے نہ ہٹا دے اور ان پر واجب ہے کہ حدیث کو بہت کم نقل کریں؛ بعض اسلامی مؤرخین نے اس طرح بیان کیا ہے :

قال قرضة بن کعب : بعثنا عمر بن الخطاب الی الکوفة و شیعنا الی موضع قرب المدینة یقال له صرار وقال اتدرون لم شیعتکم او مشیت معکم قال قلنا : نعم ، لحق صحبة رسول الله(ص) او نحن اصحاب رسول الله (ص) ولحق الانصار ،قال عمر : لکنی مشیت معکم ، لحدیث اردت ان احدثکم به فاردت ان تحفظوہ لممشای معکم ، انکم تقدمون علی قوم او تأتون قوما تهتز السنتهم بالقرآن اهتزاز النخل او للقرآن فی صدورهم هزیر کهزیز المرجل اولهم دوی بالقرآن کدوی النحل ، فاذا راوکم مدوا الیکم اعناقکم ـــ فاقلوا الراوة عن رسول الله وانا شریککم ؛[2]

۵۔روایات کو جلانے اور اس کو نابود کرنے کا حکم : عبد اللہ بن العلاء کہتا ہے، قاسم بن محمد سے حدیث لکھنے کی درخواست کی؛اس نے جواب میں کہا کہ :

ان الاحادیث کثرت علی عهد عمر بن خطاب فانشد الناس یاتوہ بها فلما اتوہ بها امر بتحریقها ، ثم قال : مثناة کمثناة اهل الکتاب ؛[3]

مذکورہ مطالب اور دوسری تاریخی دلیلوں[4] سے نتیجہ لیا جا سکتا ہے کہ عمر کی خلافت کے زمانے میں روایت اور حدیث سے ممنوعیت انتہائی شدید تھی اور وہ تدوین حدیث کی مخالفت میں بہت زیادہ مؤثر تھا۔

---

۱۔الطبقات ،ج ۳، ص ۲۰۶

۲۔تذکرۃ الحفاظ ،ج ۱، ص ۷ ؛ الطبقات ، ج ۳، ص ۷ ؛ جامع بیان العلم ،ج ۱ ص ۱۲۰؛ تدوین السنة الشریفه ، ص ۴۳۱ ؛ السنة قبل التدوین، ص ۶۶

۳الطبقات ، ج ۵، ص ۱۴۰؛ تقیید العلم، ص ۵۲؛ اضواء علی السنة المحمدیة، ص ۴۷

۴۔علوم الحدیث و مصطلحه ص ۳۰۔۳۲؛ اضواء علی السنة المحمدیة س ۴۶۔۵۳؛ تدوین السنة الشریفه ، ص ۴۳۰۔

عمر کی طرف سے دائرہ محدود ہونے کی وجہ سے بعض صحابہ اپنے ہاتھ حدیث کے نشر اور کتابت میں بندھے ہوئے دیکھتے تھے۔ خلیفہ دوم کے جو بھی اہداف تھے، حدیثی مباحث کو پھیلانے اور نقل کرنے کے اسباب کو نابود کر چکا تھا۔ (( **حسبنا کتاب الله** )) کے نعرے سے بہت سے صحابہ اور ان کے بعد آنے والی نسلوں کو احادیث کے نقل کرنے کی برکات سے دور کر دیا اور اس نے صرف فقہی احادیث کو نشر کرنے کی اجازت دی تھی؛[1] ابن کثیر اس سلسلے میں کہتا ہے: (( **كان عمر يقول : اقلوا الراوية عن رسول الله(ص) الا فيمايعمل به** ))؛[2]

## عثمان کے زمانے میں حدیث کی تدوین سے ممانعت

عثمان کا بارہ سالہ دور خلافت میں نشر سے روکا گیا حتی احادیث کے نقل کرنے سے ممنوعیت کا سلسلہ جاری رہا اور وہ بھی مسلمانوں کی حدیث کی طرف توجہ سے نہی اور قرآن کی جانب شوق دلانے کی سیاست کا پابند تھا۔ وہ بھی منبر پر جاتا ہے اور محدود موارد کے علاوہ روایات کو ناجائز اعلان کرتا ہے۔ ابن سعد کہتا ہے:

**سمعت عثمان بن عفان على المنبر يقول : لا يحل لاحد يروى حديثا لم يسمع به فى عهد ابوبكر ولاعمر فانه لم يمنعنى ان احدث عن رسول الله ان لااكون من اوعى اصحابه الا انى سمعته يقول : من قال على ما لم اقل فقد تبوا مقعده من النار**۔[3]

عثمان سے منقول عبارت ایک طرف یہ بیان کر رہی ہے کہ اس کے دور میں ممانعت کی شدت کم تھی اور یہ نکتہ عبارت ((لايحل يروى۔۔۔)) سے آشکار ہوتا ہے۔ اور ایک طرف بتا رہی ہے کہ بعض موارد میں نقل حدیث جائز تھی اور کامل محدودیت نہیں تھی؛ اور اسی طرح اس نکتے پر شاہد ہے کہ خلفاء کے زمانے میں بعض احادیث نقل ہوئی تھیں۔ عثمان کے زمانے میں دوسرے قرائن بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ مکہ میں اپنے کارندوں کے ذریعہ بعض صحابہ جن میں ابوذر بھی ہیں، کو نقل روایت کرنے اور احادیث لکھنے سے روکتا تھا۔ دارمی اپنی سنن میں کہتا ہے:

---

۱۔ جوامع حدیثی اہلسنت، ص ۱۲

۲۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۸، ص ۱۰۷

۳۔ الطبقات، ج ۲، ص ۳۳۶؛ اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص ۵۴؛ السنۃ قبل التدوین، ص ۶۶

اخبرنا عبدالوهاب ۔۔۔ قال: اتيت اباذر وهو جالس عند الجمرة الوسطى وقد اجتمع الناس عليه يستفتونه فأتاه رجل فوقف عليه ثم قال : الم تنه عن الفتيا فرفع راسه اليه فقال: ارقيب انت علیّ ،لو وضعتم الصمصامة على هذا ۔ واشاره الى قفاه ۔ ثم ظننت انى انفذ كلمة سمعتها من رسول الله قبل ان تجيزوا على ، لانفذتها۔[1]

عثمان کی کوشش تھی کہ اپنے گذشتہ خلفاء کی روش کو اپنی حکومت کے بالخصوص ابتدائی سالوں میں جاری رکھے۔[2]اور بزرگ صحابہ جیسے عمار یاسر ،ابوذر و۔۔۔ کو حدیث کے نقل کرنے سے روکے۔ وہ دربدری اور دھمکیوں سے محدثین کو لوگوں سے دور رکھے ؛[3] لیکن وہ اس کام میں کامیاب نہ ہوسکا اور راوی حضرات عمر کے زمانے کے بعد بالخصوص عثمان کی حکومت کے آخری سالوں میں حدیث کو نشر اور لکھنے میں زیادہ آزاد تھے۔

## خلاصہ

ان اسباق میں ہم اہلسنت کی تاریخ حدیث کی تحقیق کریں گے،اہلسنت کی نظر میں تاریخ حدیث کے مطالعہ سے اسے چار مراحل "ممانعت کا دورہ، متقدمین کا دور، متاخرین کا دور اور معاصرین کے دور" میں تحقیق کی جاسکتی ہے۔

ممانعت کے دور میں نقل حدیث سے ممانعت کی علل اور ان کے نتائج کا تجزیہ کیا جائے گا کہ یہ واقعہ پہلی صدی میں وقوع پذیر ہوا ہے۔

### ابوبکر کے زمانے میں حدیث کی تدوین سے ممانعت

بعض تاریخی ثبوتوں کی بنیاد پر خلیفہ اول تدوین حدیث کے سب سے پہلے مخالفت کرنے والوں میں سے ہیں انہوں نے خلافت کے

---

۱۔ سنن دارمی، ج۱، ص۲۶

۲۔السنۃ قبل التدوین، ص ۶۶

۳ ۔ تاریخ عمومی حدیث، ص۴۷

آغاز میں اور وفات پیغمبر (ص) کے بعد مسلمانوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے اعلان کیا کہ کوئی پیغمبر (ص) سے حدیث بیان نہ کرے اور اس کے ساتھ احادیث لکھنے اور حفظ کرنے سے بھی پرہیز کیا جائے۔ اس نے لوگوں سے چاہا کہ صرف خدا کی کتاب پر اعتماد کریں؛اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانیں۔

## عمر کے زمانے میں حدیث کی تدوین سے ممانعت

خلیفہء دوم کے زمانے میں بھی حدیث کی کتابت اور تدوین کی ممانعت میں خلیفہ اول کی روش شدت کے ساتھ جاری رہی۔ درج ذیل موارد ان پر گواہ ہیں:

۱۔ بعض راویوں کو روکنا اور ان کو زندان میں ڈال دینا۔

۲۔ بعض محدثین کا جلاوطن ہونا یا بعض حدیث کے راویوں کو دھمکی دینا اور ان کو اپنے پاس رکھنا تاکہ یہ حضرات حدیث کے نقل کرنے سے پرہیز کریں۔

۳۔ احادیث کو محو کرنے کے سلسلے میں اسلامی شہروں میں پیغام بھیجنا۔

۴۔ اسلامی مبلغین کو انتباہ کرنا کہ حدیث نقل کرنے سے مسلمانوں کی توجہ قرآن کی طرف سے نہ ہٹ جائے اور ان پر واجب ہے کہ حدیث کو بہت کم نقل کریں۔

۵۔ روایات کو جلانے اور اس کو نابود کرنے کا حکم۔

مذکورہ مطالب اور دوسری تاریخی دلیلوں سے نتیجہ لیا جا سکتا ہے کہ عمر کی خلافت کے زمانے میں روایت اور حدیث سے ممنوعیت شدید تھی۔

خلیفہء دوم نے ((حسبنا کتاب الله)) کے شعار سے اور بہت سے صحابہ اور ان کے بعد آنے والی نسلوں کو احادیث کے نقل کرنے کی برکات سے دور کر دیا اور صرف فقہی احادیث کو نشر کرنے کی اجازت دی تھی۔

**عثمان کے زمانے میں حدیث کی تدوین سے ممانعت**

عثمان کی کوشش تھی کہ اپنے گذشتہ خلفاء کی روش کو اپنی حکومت کے بالخصوص ابتدائی سالوں میں جاری رکھے۔[1] اور بزرگ صحابہ جیسے عمار یاسر ،ابوذر و۔۔۔ کو حدیث کے نقل کرنے سے روکے۔ وہ دربدری اور دھمکیوں سے محدثین کو لوگوں سے دور رکھے ؛[2] لیکن وہ اس کام میں کامیاب نہ ہو سکا اور راوی حضرات عمر کے زمانے کے بعد بالخصوص عثمان کی حکومت کے آخری سالوں میں حدیث کو نشر اور لکھنے میں زیادہ آزاد تھے۔

---

۱۔السنۃ قبل التدوین، ص ٦٦

۲۔تاریخ عمومی حدیث، ص ۷۲

## «سولھواں سبق»

# ممانعت کی سیاست کے مقابلے میں صحابہ کا ردعمل

M.O.U
www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں کتابت حدیث کی ممانعت کے مقابلے میں صحابہ کا رد عمل بیان کیا جائے گا نیز کتابت حدیث سے ممانعت کی دلیل اور اس پر ہونے والے اشکالات کا جائزہ لیا جائے گا۔

## تفصیل

ابوبکر، عمر اور عثمان کے زمانوں کے تاریخی جائزے کی بناپر کہا جاسکتا ہے کہ انکی کوشش ہوتی تھی کہ تدوین حدیث اور حتی کہ بعض مقامات پر نقل روایت سے روکیں۔ لیکن یہ عمومی ممانعت ہر جگہ اور سب لوگوں کے لیے نہیں تھی اور بعض اصحاب، خلفاء کے فرامین کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور اس سلسلے میں صحابہ کا رد عمل مختلف تھا؛ کیونکہ ایک طرف خود ابوبکر بعض مقامات پر حدیث کو جمع کرتا تھا؛ عمر نے بھی ایک زمانے میں ارادہ کیا کہ حدیث لکھے اور عثمان نے بھی ایسی روایات کو منع کیا ہوا تھا جنہیں گزشتہ دو خلیفوں کے دور میں نہ سنا گیا ہو۔ دوسری جانب بعض اصحاب خواہ خفیہ یا ظاہری طور پر روایت کے نشر اور نقل پر خصوصی توجہ کرتے تھے جو ان جیل جانے یا دربدری اور دھمکی کا سبب بنتا تھا۔

تاریخی دلائل کی بنا پر جو بعض اصحاب حدیثی کتاب کے مالک تھے یا حدیث کے راوی تھے، مندرجہ ذیل ہیں: [۲] علی بن ابی طالب (ع)، حسن بن علی (ع)، انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، معاذ بن جبل، حنظلۃ بن ربیع الکاتب، ابوذر غفاری، رافع بن خدیج انصاری، ابورافع مدنی، سعد بن عبادہ خزرجی، سلمان فارسی، براء بن عازب، عائشہ، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبید اللہ بن ابی رافع، علی بن ابی رافع، کعب بن عمرو، ابو موسی اشعری، ابوہریرہ دوسی، ابو سلام، واثلۃ بن الاسقع و بلال الحبشی وغیرہ۔

### پہلی صدی کے دیگر خلفاء کی نقل حدیث سے ممانعت

عثمان کے بعد جس زمانے میں حکومت حضرت علی علیہ السلام کے پاس تھی، آپ نے حدیث کو نشر اور تدوین کرنے پر خصوصی توجہ کی؛ لیکن معاویہ جو حضرت علیؑ کے زمانے میں ہی شام پر حکومت کرتا تھا اور حضرتؑ کے بعد نیز اکثر اسلامی ممالک پر تسلط قائم کر لیا تھا، وہ پہلی صدی کے دیگر خلفاء کی طرح روایت اور نشر حدیث کی ممنوعیت کا پابند تھا۔ شیخ محمد ابوزھو کہتے ہیں:

---

۱۔ تاریخ عمومی حدیث، ص۸۱

۲۔ تدوین السنۃ الشریفہ، ص۲۰۹۔۲۳۶؛ الحدیث والمحدثون، ص۱۲۳۔۱۴۷

**وقد تتابع الخلفاء على سنة عمر ،(رض) ، فلم يشاء احدهم ان يدون السنن ولاان يأمر الناس بذلک حتی جاء عمر بن عبدالعزیز فامر یجمع الحدیث ؛١**

عظیم محقق جناب حسینی جلالی کا بھی نظریہ ہے کہ پہلی صدی میں بنوامیہ کے حکمرانوں نے تدوین حدیث سے ممانعت کے متعلق عمر کی روش کو جاری رکھااور سنت عمر کااحترام باقی رکھا،آپ کہتے ہیں :

**لقد اصبح منع الحدیث سنة اتبعها الحکام من بعد ۔۔۔ فکانوا یعلنون ان منهجهم فی ذلک منهج عمر وقاموا بما قام به عمر من تهدید الصحابة ومنعهم من الروایة؛٢**

اسی وجہ سے خلفائے ثلاثہ اور انکے بعد آنے والے دیگر حکمرانوں نے پہلی صدی کے اواخر تک کوشش کی کہ اپنی ممانعت کی سیاست کے ذریعے حدیث کو نشر، روایت اور کتابت کرنے سے باز رکھیں۔اس حوالے سے انہوں نے ہر قسم کااقدام کیا اگرچہ ممانعت کی سیاست پوری پہلی صدی میں یکساں طور پر نافذ نہ ہوسکی اور کسی ایک روش پر مشتمل نہیں تھی اور خلفاء میں سے ہر ایک نے اپنی قدرت اور ممانعت کی سیاست پر توجہ کے حوالے سے ایک خاص دائرہ کار میں اس سیاست پر عمل کیا ، بالخصوص معاویہ کا بعض احادیث کی تدوین ، نشر اور ضبط میں فعال کردار تھا۔٣

### منع تدوین حدیث کے اسباب کا تاریخی جائزہ

پہلی صدی میں منع تدوین حدیث کی علت کی تحقیق کے حوالے سے خلفاء اور دوسرے حکام کی زبان سے ایک معین علت بیان نہیں کی جاسکتی ؛لیکن اہلسنت کے مؤرخین نے اسباب ذکرکیے ہیں جن میں سے اہم ترین سبب ((کتابت حدیث سے مانع روایت)) ہوسکتا ہے، جسکی تحقیق کریں گے۔دوسرے اسباب بھی ہیں جنہیں آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

### کتابت حدیث سے مانع روایت اور اسکا جائزہ

کہا گیا ہے کہ منع تدوین حدیث کی اہم ترین ٤ علت وہ روایت ہے جو کتابت حدیث سے منع کرتی ہے۔یہ روایت اہلسنت کے روائی

---

١۔الحدیث والمحدثون ،ص١٢٦

٢۔تدوین السنة الشریفة، ص٢٧٤

٣۔اضواء علی السنة المحمدیة، ص١٧٩

٤ ۔ایضاص ٤٨؛تدوین السنة الشریفة ص ٢٨٨؛جوامع حدیثی اہلسنت ، ص٩۔

مصادر میں موجود ہے اور اس کا مشہور ترین طریق یہ ہے:

**حدثنا هداب بن خالد الازدی حدثنا همام عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری ان رسول الله(ص) قال: لا تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحه و حدثوا عنی ولا حرج ومن کذب علیّ۔ قال همام احسبه قال۔ متعمدا فلتبوء مقعده من النار**؛[1]

معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر (ص) نے اس روایت میں مسلمانوں کو حدیث لکھنے سے منع کیا ہے حتی کہ جو روایات ثبت ہو چکی ہیں انہیں محو اور مٹا دینے کا حکم دیا ہے۔مذکورہ روایت ابی سعید خدری، ابوہریرہ اور زید بن ثابت سے مختلف طریق سے اور مختلف الفاظ سے نقل ہوئی ہے۔[2] یہ حدیث صحیح مسلم، مسند احمد، سنن نسائی، سنن ترمذی، سنن دارمی وغیرہ جیسے اہلسنت کے روائی مصادر میں بھی روایت کی گئی ہے۔ لیکن بخاری نے اپنی صحیح میں اسے ذکر نہیں کیا ہے۔

مذکورہ روایت پہلی صدی میں منع تدوین حدیث کی اہم ترین علت شمار کی گئی ہے، اس میں متعدد جہات سے ابہامات پائے جاتے ہیں جو منع تدوین پر اسکی دلالت اور پیغمبر (ص) سے اسکے صدور پر تردید کا سبب ہیں۔ یہ ابہامات درج ذیل ہیں:

**الف) غرابت**

مذکورہ حدیث کو صرف ہمام بن یحییٰ نے پیغمبر (ص) سے مرفوع طور سے نقل کیا ہے جو اسکی غرابت کی دلیل ہے۔خطیب بغدادی کہتے ہیں: (( **تفرد همام بروایة هذا الحدیث ، عن زید بن اسلم** ))[3] شاید اسی وجہ سے بخاری نے بھی نقل نہیں کیا۔اسی طرح بخاری سے منقول ہے کہ انکا کہنا ہے: (( **ان حدیث ابی سعید موقوف علیه فلا یصح الاحتجاج به** ))[4]۔

**ب) ضعف سندی**

اس حدیث کے سلسلہ سند میں زید بن اسلم کا ذکر آیا ہے کہ جس کو ابن عدی نے ضعیف جانا ہے اور اس کے متعلق کہتے ہیں

---

۱۔ صحیح مسلم، ج۱۸، ص۱۲۹؛ مسند احمد، ج۳، ص۲۱

۲۔تدوین السنة الشریفة، ص۲۸۷۔ ۳۰۲؛ اضواء علی السنة المحمدیة، ص۴۶۔ ۵۳؛علوم الحدیث و مصطلحہ، ص۸؛ الحدیث والمحدثون، ص ۱۲۲

۳۔تقیید العلم، ص۳۱

۴۔تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۲، ص۶۷؛ الحدیث والمحدثون، ص۱۲۴؛ السنة قبل التدوین، ص۲۰۱؛ تدوین السنة الشریفة، ص۲۹۰

:قال : حماد بن زيد : قدمت المدينة يتكلمون فی زيد بن اسلم فقلت لعبد الله ،ما تقول فی مولاكم هذا ؟ قال :ما نعلم به بأسا الّا انّه يفسّر القرآن برايه ؛۱

### ج) کتابت حدیث سے نہی عام پر صراحت اور ظہور نہ ہونا

مذکورہ روایت ، غرابت اور ضعف سندی کے علاوہ کتابت حدیث سے نہی پر دلالت عام نہیں رکھتی کیونکہ تاریخی قرائن اسکے برخلاف ہیں جیسے بعض صحابہ منجملہ بعض خلفاء بھی حدیث کو لکھتے تھے جوکہ محدود موارد میں کتابت حدیث کی دلیل ہے۔اسے طرح بعض اصحاب قرآن و حدیث کو یکجا صورت میں لکھتے تھے۔اس بنا پر ابن الدبیع کہتے ہیں: (( انما نهی ان یکتب الحدیث مع القرآن فی صفحة واحدة )) ۲احمد شاکر بھی ابن کثیر کی کتاب "الباعث الحثیث" میں کہتے ہیں : ((اجاب العلماء بان المنع انما هو عن کتابة الحدیث مع القرآن فی صفحة واحدة ))۳اور چونکہ نہی عام نہیں تھی اسی لیے صحیح مسلم بھی اسے (( التثبت فی الحدیث ))کے باب میں ذکر کیا ہے۔اور ایک جدا عنوان ((المنع عن کتابة الحدیث ))کے تحت بیان نہیں کیا۔۴

### د) مذکورہ روایت کی سیرۂ صحابہ سے مخالفت

مذکورہ روایت بہت سے صحابہ اور اسی طرح نشر وایات اور کتابت حدیث انجام دینے والے بعض تابعین کی سیرت کے مخالف ہے۔ کیونکہ اگر کوئی ممانعت ہوتی تو پہلی اور دیگر صدیوں میں اتنی زیادہ روایات تدوین نہ ہوتیں۔

### ھ) ممانعت والی روایت کا دوسری روایات سے تعارض

روایت ((لا تکتبوا))کتابت حدیث پر دلالت کرنے والی پیغمبر (ص) سے صادر ہونے والی روایات (جیسے ابی شاۃ کی روایت ) کے مخالف ہے اور ان کے ساتھ تعارض رکھتی ہے۔ بعض روایات میں پیغمبر (ص) نے ابی شاۃ کو حدیث لکھنے کا حکم دیا تھا۔ ۵

---

۱۔الکامل فی ضعفاء الرجال ،ج ۳، ص۲۰۸

۲۔تیسیر الوصول الی جامع الاصول ،ج ۳، ص۱۷۷

۳۔الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث ، ص۱۲۷

۴۔تدوین السنة الشریفه، ص ۲۹۳

۵۔ صحیح بخاری ،ج ۱، ص۳۹؛اس کتاب کے کلیات کے حصے سے

### و) خلفاء کا منع تدوین کیلئے مذکورہ روایت سے عدم استناد

زمانۂ خلفاء اور تدوین حدیث سے انکی ممانعت کا جائزہ لیتے ہوئے جیساکہ پہلے گزر چکا ہے،ان میں سے کسی ایک خلیفہ نے بھی کتابت حدیث سے منع کرنے کیلئے ان روایات نبوی کو دلیل نہیں بنایا[1] اور ہر ایک نے اپنے تاریخی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے دوسری علتوں کو ذکر کیا ہے۔حالانکہ اگر پیغمبر (ص) سے ایسی کوئی روایت ہوتی اور کتابت حدیث سے عام نہی کرتی تو ضروری تھا کہ خلفاء اسے دلیل بناتے۔لہٰذا خلفاء کا اس روایت کو دلیل نہ بنانا گویا کہ منع تدوین حدیث پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں تھی۔[2]

عمر بن خطاب جو کہ منع تدوین حدیث کے بانیوں اور اس حوالے سے سنجیدہ خلفاء میں سے ہیں،انہوں نے بھی تدوین حدیث سے صحابہ اور لوگوں کو دور رکھنے کیلئے اس روایت سے استناد نہیں کیا بلکہ ایک زمانے میں تدوین حدیث پر مصمم ہو جاتے ہیں پھر پشیمان ہو جاتے ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں: عمر ابن خطاب نے ارادہ کیا کہ سنن کو لکھے اور تقریباً ایک مہینہ مشورہ کیا لیکن اپنے ارادے سے ہٹ گئے اور کتابت چھوڑ دی۔[3]

اگر زمان پیغمبر (ص) میں مذکورہ روایت کو دلیل بناتے ہوئے کوئی شرعی ممانعت ہوتی اور عام ہوتی تو انکا لکھنے کا ارادہ کرنا اور اسکے متعلق مشورہ کرنا کیسے قابل توجیہ ہے؟اور کیوں عمر،اس روایت کو دلیل بنانے کے بجائے دوسری علتوں کو پیش کرتے ہیں جیساکہ وہ کہتے ہیں:

انی ذکرت قوما کانوا قبلکم کتبوا کتابا فاکبوا علیہ فترکوا کتاب اللہ وانی لا البس کتاب اللہ بشیء ابدا؛[4]

لہٰذا نہی والی روایت پیغمبر (ص) سے عام مفاد کے طور پر صادر نہیں ہو سکتی۔اسی طرح اس کے مشابہ دوسری روایات مثلاً ابوہریرہ اور زید بن ثابت[5] کی روایات میں بھی ابہام پایا جاتا ہے۔اسی طرح ابی سعید خدری کی روایت نے ان روایات کی دلالت اور حجت کو قابل خدشہ بنا دیا ہے اور بتا رہی ہے کہ کوئی ممانعت نہیں پائی جاتی اور اگر کوئی ممانعت بھی تھی تو وہ محدود اور مقید تھی۔

---

۱۔الانوار الکاشفۃ لما فی الاضواء من المجازفہ،ص ۴۳

۲۔تدوین السنۃ الشریفۃ،ص ۲۶۸؛ مسند احمد بن حنبل،ج ۳،ص ۲۵

۳۔الطبقات الکبیر،ج ۳،ص ۹۴ تقیید العلم،ص ۵۰؛تدوین السنۃ الشریفۃ،ص ۴۷۴۔۲۷۲

۴۔تقیید العلم،ص ۴۹؛تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی،ج ۲،ص ۶۷؛الحدیث والمحدثون،ص ۱۲۶

۵۔تقیید العلم،ص ۳۵،۳۳؛تدوین السنۃ الشریفۃ،ص ۳۰۲۔۲۹۷

محققین جن میں سے فریقین اور بالخصوص اہلسنت کے محققین نے بھی منع کی روایت کے سلسلے میں مطالعات انجام دیئے ہیں اور صدور کے تاریخی اسباب اور اسکا مخالف روایات سے موازنہ کرتے ہوئے مختلف آراء پیش کی ہیں؛ جیسے ((نہی عام اور اذن عام)) یا ((نہی عام اور اذن خاص)) یا ((نہی خاص اور اذن عام)) یا ((نہی خاص اور اذن خاص)) ہے۔[1]

ان مذکورہ آراء میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ ان میں سے کسی ایک کو بھی قبول کرنا منع والی روایت کے قبول کرنے پر موقوف ہے، حالانکہ منع والی روایات صحیح نہیں ہیں اور تدوین حدیث کبھی بھی ممنوع نہیں تھی۔ ہر ایک کے نظریات پر مفصل تنقید کے لئے کتاب ((تدوین السنۃ الشریفۃ)) دوسرا حصہّ، فصل اول، "جمع بین احادیث اباحہ و منع" کی بحث طرف مراجعہ کیا جائے۔[2]

### خلاصہ

### ممانعت کی سیاست کے مقابلے میں صحابہ کا ردّ عمل

ابوبکر، عمر اور عثمان کے زمانوں کے تاریخی جائزے کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ انکی کوشش ہوتی تھی کہ تدوین حدیث اور حتی کہ بعض مقامات پر نقل روایت سے روکیں۔ لیکن یہ عمومی ممانعت ہر جگہ اور سب لوگوں کے لیے نہیں تھی اور بعض اصحاب، خلفاء کے فرامین کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور اس سلسلے میں صحابہ کا رد عمل مختلف تھا۔

### پہلی صدی کے دیگر خلفاء کی نقل حدیث سے ممانعت

حضرت علی (ع) نے حدیث کے نشر اور تدوین پر پورا زور دیا؛ لیکن معاویہ حضرت علی (ع) کے ہی زمانے میں شام میں حکومت کررہا تھا اور اس کی طرف سے حدیث کے نشر اور روایت کرنے پر پابندی تھی۔

پہلی صدی میں، بنی امیہ کے دوسرے حکام نے بھی حدیث کی ممانعت کے سلسلے میں عمر کی روش کو جاری رکھا اور عمر کی سنت کا احترام کرتے تھے۔

### منع تدوین حدیث کے اسباب کا تاریخی جائزہ

---

۱۔ مقباس الھدایۃ فی علم الدرایۃ، ج ۳، ص ۱۹۶؛ علوم الحدیث و مصطلحہ، ص ۲۰؛ تدوین السنۃ الشریفۃ، ص ۲۰۱؛ منہج النقد فی علوم الحدیث، ص ۴۲؛ اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص ۴۸؛ السنۃ قبل التدوین، ص ۲۰۱؛ آشنائی باعلوم حدیث، ص ۱۱۷؛ مباحث فی تدوین السنۃ المطھرہ، ص ۱۳۷

۲۔ تدوین السنۃ الشریفۃ، ص ۳۰۵ تا ۳۱۵

پہلی صدی میں منع تدوین حدیث کی علت کی تحقیق کے حوالے سے خلفاء اور دوسرے حکام کی زبان سے ایک معین علت بیان نہیں کی جاسکتی؛ لیکن اہلسنت کے مؤرخین نے اسباب ذکر کیے ہیں جن میں سے اہم ترین سبب ((کتابت حدیث سے منع کرنے والی روایت)) ہوسکتا ہے۔

**کتابت حدیث سے مانع روایت اور اسکا جائزہ**

کہا گیا ہے کہ منع تدوین حدیث کی اہم ترین علت وہ روایت ہے جو کتابت حدیث سے منع کرتی ہے۔ یہ روایت اہلسنت کے روائی مصادر میں موجود ہے۔

کتابت حدیث سے مانع روایت پر مندرجہ ذیل اعتراضات ہیں:

الف۔ غرابت ب۔ ضعف سندی وغیرہ

## «سترہواں سبق»

# منع تدوین و نقل حدیث کے دیگر تاریخی اسباب اور اس کے نتائج کا جائزہ (۱)

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

# (پہلی صدی)

## تمہید

اس سبق میں تدوین حدیث کی ممانعت کے دیگر تاریخی اسباب کو بیان اور ان کا تجزیہ کیا جائے گا۔ پھر ان کا تنقیدی جائزہ لیا جائے گا۔

## تفصیل

### منع تدوین حدیث کے دیگر تاریخی اسباب کا جائزہ

گزشتہ درس میں زمانۂ خلفاء میں منع تدوین احادیث کے اسباب کے بارے میں بیان کیا جا چکا ہے۔ان اسباب میں دوسری علتوں کو بھی شمار کیا جاسکتا ہے : جیسے؛ مسلمانوں کے درمیان اختلاف بڑھنے کا خدشہ، نامعتبر احادیث پھیلنے کا خوف، قرآن و حدیث کے مخلوط ہو جانے کا ڈر، قرآن کے علاوہ کسی دوسری چیز میں مشغول ہو جانے کا ڈر، روایات میں کمی یا اضافے کا ڈر، حفظ روایات پر توجہ، صحابہ اور تابعین کی تحریر سے عدم واقفیت، وسائل کتابت کی کمی اور احادیث کی فراوانی، احکام کا وسیع نہ ہونا اور امور مسلمین کی سہولت کا خیال، فضائل اہلبیت عصمتؑ کا عدم پھیلاؤ، ان میں سے ہر ایک کا جائزہ لیا جائے گا۔

### الف) مسلمانوں کے درمیان اختلاف بڑھنے کا خدشہ

تدوین حدیث کی مخالفت کی سب سے بڑی دلیل مسلمانوں کے درمیان اختلاف پھیلنے کا خدشہ پیش کی گئی۔ جسے پہلے خلیفہ نے اپنی حکومت کے آغاز پر پیش کیا۔اس نے لوگوں کو اپنے پاس اکٹھا کیا اور ان سے کہا کہ حدیث کو بیان اور منتشر نہ کریں تاکہ کہیں اختلاف زیادہ نہ ہو جائے اور کافی ہے کہ صرف قرآن کی جانب رجوع کریں۔ ذہبی خلیفہ اول سے نقل کرتا ہے:

انکم تحدثون عن رسول الله احادیث تختلفون فیھا والناس بعد کم اشد اختلافا فلا تحدثوا عن رسول الله فمن سالکم فقولوا بیننا و بینکم کتاب الله [۱]

خلیفہ اول کو مسلمانوں کے درمیان اختلافات بڑھ جانے کا خوف ہے اور حاکم ہونے کے حوالے سے اسکا فریضہ ہے کہ اختلاف کی وجوہات کا خاتمہ کرے۔اسی لیے اپنی عمومی تقریر میں لوگوں کو نقل روایت سے دوری اور آمرانہ عبارت ((لا تحدثوا)) کے ذریعے نہی کرتے ہیں۔ یہ سوال سب لوگوں کے ذہن میں ہے کہ کیوں مسلمان اختلاف کا شکار ہوگئے اور اختلاف کی وجوہات کن موضوعات میں اور کس قدر تھیں؟ابوبکر نے اختلاف کے حل کیلئے سنت پیغمبر (ص) سے تمسک کیوں نہیں کیا جبکہ یہ آیات کے بعد امور مسلمین کیلئے رہنما کی حیثیت رکھتی ہے؟ روایات میں کونسے مطالب تھے کہ اس کی نظر میں جنہیں نشر کرنا ، سننا اور انکی تدوین،اختلاف بڑھنے کا موجب بنتی؟

کیا مسلمانوں کے درمیان اختلاف دور کرنے کا راہ حل یہ تھا کہ ہر موضوع پر نقل اور تدوین روایت سے منع کردیا جائے؟یا مناسب یہ تھا کہ جیسا کہ پیغمبر (ص) خود اپنی حیات میں مسلمانوں کے اتحاد کا سبب تھے، معتبر اصحاب،اختلاف رفع کرنے کیلئے قول و فعل اور تقریر پر مشتمل انکی سنت کو پھیلاتے تا کہ قرآن کے مطالب کو بیان کرنے والی ہو۔

### ب) نا معتبر احادیث پھیلنے کا خوف

تدوین حدیث کی مخالفت کے دیگر اسباب میں سے ایک نا معتبر احادیث پھیلنے کا خوف ہے، جسے خلیفہٴ اول نے دلیل بنایا ہے۔ انہوں نے ظاہرا رسالت پیغمبر (ص) کے زمانے میں یا ان کے تھوڑا عرصہ بعد چند احادیث جمع کیں اور اپنی خلافت کے دوران ان سب کو نابود کردیتے ہیں تا کہ نااہل مسلمانوں کے ہاتھوں میں نہ جانے پائیں،درحالانکہ وہ پیغمبر (ص) سے صادر نہ ہوئی ہوں۔ عائشہ کہتی ہیں : میرے والد نے کہا : میری بیٹی ، جلدی کر اور تمہارے پاس جو سب احادیث ہیں میرے پاس لاؤ! جب میں انہیں اپنے والد کے پاس لائی تو انہوں نے آگ طلب کی اور ان کو جلادیا۔میں نے انہیں حیرت زدہ ہو کر کہا:آپ انہیں کیوں جلا رہے ہیں؟ کہا:

---

۱۔تذکرۃ الحفاظ،ج۱،ص ۳

فخشیت ان اموت وھی عندی فیکون فیھا احادیث عن رجل قد ائتمنتہ ووثقت بہ ولم یکن کما حدثنی فاکون نقلت ذلک ؛[1]

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر کا اہم ترین خوف نامعتبر احادیث کا منتشر ہونا تھا؛ حالانکہ ایسے خوف کے خاتمے کا راہ حل احادیث کو جلانا اور منع کتابت و نشر نہیں تھا[2] بلکہ وہ ماہر حدیث شناس بالخصوص حضرت علیؑ کی مدد سے نامعتبر احادیث کی کتابت اور نشر پر قابو پا سکتا تھا۔ اگر طے ہو کہ ہر زمانے کے محدثین جعلی روایات کی وجہ سے سب روایات کو جلا دیں اور روایات کے نشر و تدوین سے منع کریں تو اب ہمارے پاس کوئی روایت نہ ہوتی۔

دوسری جانب خلیفہ اول نے منع تدوین حدیث کیلئے ایسے خوف کے بجائے "نہی کرنے والی روایت" کو دلیل کیوں نہیں بنایا؟ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس روایت سے بے خبر تھے یا اگر باخبر تھے تو کیوں بعض احادیث لکھیں [3] یا یہ کہ اصلا ایسی کوئی روایت موجود ہی نہیں ہے؟

### ج) قرآن و حدیث کے مخلوط ہو جانے کا ڈر

ممانعت کی دوسری علتوں میں سے ایک حدیث کا قرآن سے مخلوط ہو جانا تھا۔ اکثر محدثین نے منع کرنے والوں بالخصوص خلیفہ دوم سے نقل کے طور پر اسے دلیل بنایا ہے۔[4] قرآن و حدیث کے مخلوط ہو جانے کے خوف کو منع تدوین حدیث کے مشہور ترین دلائل میں سے شمار کیا گیا ہے کیونکہ بعض افراد کی نظر میں حدیث کا قرآن کے جز کے طور پر شمار کیا جانا، ممکن تھا اور اسی وجہ سے ضروری ہے کہ قرآن کو تحریف سے دور اور محفوظ رکھنے کیلئے ہر طرح کی نشر و کتابت ممنوع قرار دی جائے۔

---

۱۔ ایضا ج ۱، ص ۵

۲۔ تدوین السنۃ الشریفہ، ص ۲۶۴

۳۔ الانوار الکاشفہ لما فی الاضواء من المجازفہ، ص ۳۸

۴۔ اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص ۵۰؛ مباحث فی تدوین السنۃ المطہرہ، ص ۱۴۱

اس خوف کی نسبت زمانۂ رسالت سے بھی دی گئی ہے اور اس دور سے لیکر ایک سو سال (ایک صدی) تک جاری رہی۔ابوہریرہ پیغمبر (ص) سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت (ص) نے فرمایا: ((اکتبوا کتاب اللہ ، امحضوا کتاب اللہ،کتاب غیر کتاب اللہ ؟ امحضو کتاب اللہ او خلصوہ )) ۱

حضرت عمر نیز جب حکومت پر فائز ہوئے توانھوں نے بھی اپنی اہم ترین ادلہ میں سے ایک حدیث اور قرآن کے مخلوط ہو جانا قرار دیااور کہا: ((وانّی واللہ لا البس کتاب اللہ بشیء ابدا)) ۲

بعض اہلسنت علماء نے بھی کتابت اور نقل روایت کے ممنوع ہونے کی اہم ترین دلیل حدیث کاقرآن کیساتھ مخلوط ہو جانا، بیان کیا ہےاور کہا ہے:

۱۔ابن صلاح : نهی عن کتابة ذلک حین خاف علیهم اختلاط ذلک بصحف القرآن الکریم واذن فی کتابته حین امن من ذلک ۔۳

۲۔خطیب بغدادی :فقد ثبت ان کراهة من کره الکتاب من الصدر الاول انما هی لئلا یضاهی بکتاب اللہ تعالی غیره ۔۴

۳۔صبحی صالحی : نهی الرسول عن کتابة الاحادیث اول نزول الوحی مخافة التباس اقواله و شروحه و سیرته بالقرآن ولا سیما اذا کتب هذا کله فی صحیفة واحدة مع القرآن ۔۵

---

۱۔ مسند احمد بن حنبل، ج ۴، ص ۲۷؛ (مسند ابی سعید خدری، ش ۱۱۰۹۲)
۲۔تقیید العلم، ص۴۹
۳۔ مقدمہ ابن صلاح فی علوم الحدیث، ص۸۸
۴۔تقیید العلم، ص۵۷
۵۔علوم الحدیث و مصطلحہ، ص۲۰

۴۔سمعانی : و حاصله ان کراهیة کتابة الاحادیث انما کانت فی الابتدای لا تختلط بکتاب الله فلما وقع الا من عن الاختلاط جاز کتابته وکانوا یکرهون الکتابة لکی لا یعتمد العالم علی الکتاب بل یحفظه۔[1]

گزشتہ مطالب سے سمجھا جاسکتا ہے کہ بعض کی نظر میں ایک محدود زمانے میں تدوین کی ممنوعیت کی وجہ قرآن کو حدیث سے مخلوط ہو جانے سے محفوظ رکھنا تھا۔ جس پر دوسرے خلیفہ سنجیدگی سے عمل پیرا ہوئے۔ کیا قرآن کا حدیث سے مخلوط ہو جانے کا خوف "اعجاز قرآن" سے انکار اور آیات قرآنی کی روایات سے تشخیص بالخصوص جید صحابہ کیلئے ناممکن ہونے کے مترادف نہیں ہے؟ جبکہ قرآن کا اعجاز لفظی قرآن کریم کی مسلمہ ترین وجوہ میں سے ایک ہے[2] اور مخلوط ہو جانے اور انکا ایک دوسرے سے معین نہ ہونے کے خوف کی صورت میں کیا نہی نبوی (اگر موجود ہو) ان دونوں کی یکجا کتابت سے تعلق نہیں رکھتی؟[3] اگر مخلوط ہو جانے کا ایسا کوئی خوف تھا تو کیا خلیفہ دوم اور دوسرے مانعین کے پاس تدوین حدیث کی عمومی ممنوعیت کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا؟ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ خلفا دستور دیں کہ کاتبان حدیث، کاتبان قرآن سے الگ ہو جائیں اور کتابت حدیث ممنوع نہ ہو؟

بنابریں اصحاب اور دوسرے مسلمانوں کی صلاحیتوں کے پیش نظر اور سینکڑوں حافظان قرآن کے ہوتے ہوئے یہ دعوی قابل قبول نہیں کہ کتابت حدیث سے نہی، عام ہو۔[4] اگر نہی مخلوط ہو جانے کے خوف کی بنیاد پر ہو تو ایسے لوگ جنہیں یہ خوف نہیں تھا اور اسی طرح ایسے دور میں یا مقام پر کہ جہاں یہ ڈر موجود نہ ہو وہاں یہ نہی نہیں ہونی چاہیئے تھی۔[5] چند اہلسنت محققین، قرآن و حدیث کے مخلوط ہو جانے کے نظریے کو نہیں مانتے اور اسے غلط قرار دیتے ہیں۔[6]

### د) غیر قرآن میں مشغول ہو جانے کا ڈر

ممانعت کے زمانے کی مذکور شدہ دوسری علتوں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ قرآن سے جدا نہ ہو جائیں اور اور قرآن کے علاوہ کسی دوسری چیز میں مشغول نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ہر مطلب منجملہ احادیث کی تدوین، قرانی آیات کی طرف مسلمانوں کی توجہ میں

---

۱۔ادب الاملاء والاستملاء، ص۱۴۶
۲۔مجمع البیان، ج۱، ص ۲۴؛ التمہید فی علوم القرآن، ج۵، ص۹
۳۔السنۃ قبل التدوین، ص۲۰۱۔۲۰۲
۴۔تدوین السنۃ الشریفہ، ص۳۲۰
۵۔تقیید العلم، ص۵۷
۶اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص ۵۳؛ دراسات فی الحدیث والمحدثون، ص ۲۳

مانع بنتی اور آخر کار قرآن ایک طرف کر دیا جاتا۔ خلیفہ دوم اس حوالے سے کہتے ہیں :

**انی کنت اردت ان اکتب السنن وانی ذکرت قوماکانواقبلکم کتبوا کتبافاکبّوا علیھا و ترکوا کتاب اللہ ا**

ذہبی نیز نقل کرتا ہے کہ قرآن کیجانب مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ توجہ دلانے کیلئے اور اس وجہ سے کہ کہیں لوگ قرآن سے روگردانی نہ کرلیں، حضرت عمر عراق جانے والے مبلغین کو الوداع کرتے ہوئے یاددہانی کرائی کہ کہیں نقل حدیث مسلمانوں کو قرآن سے دور نہ کردے، اور دھمکی آمیز جملات میں کہا کہ :

**انکم تأتون اھل قریة لھم دوی بالقرآن کدوی النحل فلا تصدوھم بالاحادیث فتشغلوھم ، جردوا القرآن و اقلوا الراویة عن رسول اللہ وانا شریککم ۔ ٢**

ظاہراً پہلے اور دوسرے خلیفہ کی اس نکتے پر تاکید تھی ٣ کہ مسلمان صرف قرآن کی طرف متوجہ رہیں؛ کیونکہ صرف کتاب خدا ہی نجات بخش راستہ ہے۔ اس حوالے سے ابوبکر کہتا ہے : ((**بیننا و بینکم کتاب اللہ فا ستحلو ا حلالہ و حرموا حرامہ**)) ؛٤ عمر نے اظہار کیا تھا کہ ((**ان النبی (ص) غلبہ الوجع و عندنا کتاب اللہ حسبنا**))٥

بعض صحابہ اور تابعین جیسے ابن مسعود، مرہ، اسود اور علقمہ سے نقل ہوا ہے کہ وہ حضرات بھی تاکید کرتے تھے کہ مسلمان صرف قرآن کی طرف اپنی توجہ رکھیں اور دوسرے امور میں مشغول نہ ہوں، مثال کے طور پر دارمی، ابن مسعود کے بارے میں نقل کرتا ہے :

---

١۔ جامع بیان العلم و فضلہ، ص٢٠٦؛ اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص٤٧

٢۔ تذکرۃ الحفاظ، ج١، ص٧؛ اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص٥٥

٣۔ مباحث فی تدوین السنۃ المطھرہ، ص١٣٩

٤۔ تذکرۃ الحفاظ، ج١، ص٢

٥۔ صحیح بخاری، ج١، ص٣٩؛ المغازی، ج٦، ص١١

بلغ ابن مسعود ان عند الناس کتابا یعجبون به ،فلم یزل بهم حتی اتوه به فمحاه ثم قال : انما هلک اهل الکتاب قبلکم انهم اقبلوا علی کتب علمائهم و ترکوا کتاب ربهم ۔۱

غزالی بھی پہلی صدی میں حدیث نہ لکھنے کی علت مسلمانوں کا غیر قرآن میں مشغول ہو جانے کا خوف بیان کی ہے اور کہتا ہے :

بل کان الاولون یکرهون کتب الاحادیث و تضعیف الکتب لئلا یشتغل الناس بها عن الحفظ وعن القرآن ۔۔۔و لذالک کره ابو بکر و جماعة من الصحابة ۔۔۔ حتی اشار عمر ۔رضی ۔۔و بقیة الصحابة بکتب القرآن خوفا من تخاذل الناس ۔۲

لیکن کیا کتابت حدیث، غیر قرآن میں مشغول ہو جانے کا باعث اور ایک حرام امر تھا؟۳ کیا سنت و حدیث جو کہ فہم اور تفسیر قرآن کیلئے بیان تھی، کی طرف توجہ ایک ناپسندیدہ اور بے قیمت کام تھا؟ کیا بعض اصحاب جنہوں نے حدیث لکھی اور اسے نشر کیا، کیا انہوں نے حرام کام کیا؟ حدیث جو کہ خود ثقلین میں سے ہے کیوں تدوین اور منتشر نہ ہو؟ اگر اس طرح کا نشر کرنا اور کتابت حرام اور ناپسندیدہ کام تھا تو کیوں ایک صدی بعد جائز قرار دے دیا گیا اور سینکڑوں محدث بنے؟ کیا حدیث اریکہ (تخت پوش) میں اس طرح کی شرائط کے متعلق بیان نہیں ہوا؟۴

### ھ) روایات میں کمی یا اضافے کا ڈر

بعض سنی علماء کے نزدیک منع تدوین کے دیگر دلائل میں سے روایات کے محتوا اور مضمون میں کمی یا اضافے کا خوف ہے کہ جسے (( **خوف المزید والنقصان** ))۵ کی عبارت سے ذکر کیا گیا ہے۔ابن قیم ممانعت کی علل واسباب کو بیان کرتے ہوئے اس

---

۱۔ سنن الدارمی، ج۱، ص ۱۳۳

۲۔احیاء علوم الدین، ج۱، ص۷۹

۳۔تدوین السنۃ الشریفہ، ص ۳۴۷

۴۔ مسند احمد، ج۴، ص۱۳۱

۵۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج۶، ص۲۷

علت کو بیان کرتے ہیں:

**ان الصحابة کان یهابون الروایة عن رسول الله(ص) و یعظمونها و یقللونها ، خوف الزیادة والنقص ویحدثون بالشیء الذی سمعوه من النبی(ص) مرارا ولا یصرحون بالسماع ولا یقولون : قال رسول الله (ص) ۔۱**

اس بیان کے مطابق اصحاب نقل روایات کے معاملے میں انتہائی سخت گیر تھے اور تدوین حدیث میں اس سختی میں مزید شدت آجاتی اور روایت میں کمی یا زیادتی سے بہت زیادہ ڈرتے تھے۔ محمود ابن ریہ نے بیان کیا ہے کہ اصحاب نقل روایت سے پرہیز کرتے تھے اور اس سے دوری اختیار کرتے تھے تاکہ مبادا اسے نقل کرتے ہوئے اسکے مضمون سے دور ہو جائیں اور ناپسند معنی کو نقل کر بیٹھیں، کیونکہ کلام پیغمبر (ص) دوسرے نقل اقوال سے فرق رکھتا ہے:

**کان الخلفاء الراشدون و کبار الصحابة و اهل الفتیا منهم کما علمت یتقون الروایة عن النبی و یهابونها بل کانوا یرغبون عنها اذ کانوا یعلمون انهم لا یستطیعون ان یودوا کل ما سمعوه عن النبی (ص) علی وجهه الصحیح ۔۔۔ و کلام الرسول لیس کغیره من الکلام اذ کل لفظة من کلامه (ص)یکمن وراءها معنی خاص یقصده هو (ص) ۔۲**

روایات میں کمی یا اضافے کے خوف کے حوالے سے بعض سنی محدثین نے اس طرح تسلیم کیا ہے کہ درج ذیل سوالات قابل تحقیق ہیں:

۱۔ ایسے صحابہ کے ہوتے ہوئے جو کلام پیغمبر (ص) کی اہمیت کی بنا پر اسے حفظ کرتے تھے، اس طرح کا خوف کیا معنی رکھتا ہے؟

---

۱۔اعلام الموقعین عن رب العالمین، ج ۴، ص ۱۸۴
۲۔اضواء علی السنة المحمدیة، ص ۵۷

۲۔ کلام پیغمبر (ص) کے سینکڑوں حفاظ اور فرامین پیغمبر (ص) کے حفظ کے باوجود کیا ایسے خوف کو رفع کرنے کا راہ حل یہ تھا کہ نقل اور تدوین سے منع کر دیا جائے ؟

۳۔ کیا روایات کی کتابت اور تدوین کا حکم ایسے خوف کے خاتمے کا سبب نہیں تھا؟

۴۔ کیا مجالس اور محافل میں قانونی طریقے سے نقل روایات کرنے سے روایات کے متن کو محفوظ نہیں بنا سکتا تھا؟

۵۔ کیا ایسا خوف صرف پہلی صدی میں ہی تھا اور بعد والی صدیوں سے آج تک ایسا کوئی خوف نہیں پایا جاتا؟

**و) حفظ روایات کی طرف توجہ**

بعض سنی علماء کی نظر میں پہلی صدی میں تدوین حدیث کی ممانعت کی سب سے اہم علت یہ تھی کہ نبوی (ص) روایات کے حفظ کے سلسلے میں پیغمبر (ص) اور اصحابؓ کی خصوصی توجہ تھی تاکہ صحابہ روایات لکھنے کے بجائے انہیں اپنے ذہنوں میں محفوظ کرلیں۔اس بنا پر تدوین حدیث ایک گروہ یا سب کیلئے ممنوع کر دی گئی۔اتاریخ صحابہ بھی اس بات کی شاہد ہے کہ ابی سعید خدری جیسے اصحاب اسی نکتے پر تاکید کرتے تھے اور روایات کو یاد کرنا پیغمبر (ص) کی سفارش کے مطابق قرار دیتے تھے۔ابی نضرہ، ابی سعید کے متعلق کہتے ہیں:

**قلنا لابی سعید : لو کتبتم لنا ، فانا لا نحفظ ، قال : لا نکتبکم ولا نجعلها مصاحف ؛ کان رسول اللہ (ص) یحدثنا فنحفظ ، فاحفظوا عنا کما کنا نحفظ عن نبیکم ۔۲**

دوسرے مقام پر خطیب بغدادی ابوالفتح ہلال بن محمد سے ابی نضرہ کی نقل کے مطابق نقل کرتے ہیں کہ ان سے خواہش کی کہ ہمارے لیے روایات لکھیں لیکن انہوں نے مخالفت کی اور کہا:

---

۱۔ السنۃ قبل التدوین، ص ۲۰۲

۲۔ تقیید العلم، ص ۳۶

((لن اکتبکم و لکن خذوا عنا کما کنا ناخذ عن رسول اللہ (ص)))[1]

محمد بن منصور تمیمی سمعانی بھی اسے ذکر کرتا ہے اور قائل ہیں کہ کتاب خدا کا حدیث سے مخلوط ہو جانے کے خوف کے بعد روایات کو یاد اور حفظ کرنا اہمیت اختیار کر گیا اور کتابت روایات کی ممنوعیت کا باعث بنا۔

و حاصله ان کراهیة کتابة الاحادیث انما کانت فی الابتداء کی لا یختلط بکتاب الله فلما وقع الا من عن الاختلاط جاز کتابتهو کانوا یکرهون الکتابة لکی لا یعتمد العالم علی الکتاب بل یحفظه ۔[2]

سنی متقدم محققین میں سے ابن حجر عسقلانی بھی پہلی صدی میں اہمیت اور حفظ احادیث کو منع تدوین حدیث کی دوسری علت قرار دیتے ہیں۔[3] دوسرے سنی محققین جیسے سیوطی نے کتاب تدریب[4] میں اور ابوزہو کتاب الحدث والمحدثون میں اس نکتے پر تاکید کرتے ہیں۔ابوزہو اس نکتے کو انتہائی اہم شمار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

قد کان الصحابة کما تقدم نک علی جانب عظیم فی الحفظ فلم یکن هناک خوف علی السنن من الضیاع و شیء آخر جعل النبی(ص) ینهاهم عن کتابة الحدیث هی المحافظة علی تلک الملکة التی امتازوا بها فی الحفظ فلوانهم کتبوا لا تکلوا علی المکتوب و اهملوا الحفظ ۔[5]

استاد حسینی بھی ممنوعیت کے اسباب کو اہلسنت سے نقل کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

ومما ذکر مبررا للمنع هو ان المسلمین فی الصدر الاول لم یکونوا بحاجة الی تدوین الحدیث فی الکتاب

---

۱۔ایضا،ص ۳۷

۲۔ادب الاملاء والاستملاء ،ص۱۴۶

۳۔هدی الساری مقدمہ فتح الباری،ص ۴

۴۔تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی،ج۱،ص۸۸

۵۔الحدیث والمحدثون،ص ۱۲۳

لاعتمادهم على الذاكرة و تمتعهم بقوة الحفظ فلقد بلغوا القمة فى هذاالقابلية بما هو خارق للعادة۔۱

بے شک حدیث حفظ کرنا اہمیت کا حامل تھا اور بالخصوص اربعین حدیث کو حفظ کرنا جو کہ حفظ روایات کے متعلق پیغمبر (ص) کی خصوصی توجہ کی علامت ہے۔ لیکن درج ذیل سوالات قابل تجزیہ و تحلیل ہیں:

۱۔ کیا حفظ حدیث اسکی کتابت سے نہی یا صحابہ کی ناپسندیدگی کی دلیل بن سکتی ہے؟

۲۔ کیا حفظ حدیث ہر دور میں سب مسلمانوں کو حدیث سے بے نیاز کردیتی؟

۳۔ کیا حافظے پر اعتماد اور عدم تدوین حدیث، روایات میں بہت زیادہ نقل بہ معنی کا سبب نہیں ہے؟

۴۔ کیا لکھے بغیر روایات کا حفظ کرنا، روایات کے تحریف یا تضییع کا باعث نہیں ہے؟

۵۔ اگر حدیث حفظ کرنا ہمیشہ اہمیت کا حامل تھا پھر دوسری صدی میں تو کیوں جائز ہوگیا؟

۶۔ اگر حفظ کا مقصد، روایات کا حمل اور نقل کرنا تھا، تو کیا یہ ہدف انہی ابتدائی ایام میں تدوین اور کتابت کے ساتھ بہتر انداز میں حاصل نہیں ہوتا؟

بنابریں۔ جیساکہ استاد حسینی جلالی نے بیان کیا۔ حفظ حدیث اہم ہے لیکننا صرف اسکے وجوب پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اسکے ساتھ کتابت حدیث بھی منافات نہیں رکھتی۔ بلاتردید اس کی تدوین کا حکم دیا گیا ہے اور حفظ حدیث کی تقویت کا سبب بھی ہے۔۲

---

۱۔ تدوین السنۃ الشریفہ، ص ۳۶۵

۲۔ ایضا، ص ۳۷۵، ۳۷۰

## خلاصہ

منع تدوین حدیث کے دیگر تاریخی اسباب کا جائزہ

گزشتہ درس میں زمانہ ٔ خلفاء میں منع تدوین احادیث کے اسباب کے بارے میں بیان کیا جا چکا ہے۔ان اسباب میں دوسری علتوں کو بھی شمار کیا جاسکتا ہے : جیسے؛ مسلمانوں کے درمیا ن اختلاف بڑھنے کا خدشہ،نامعتبر احادیث پھیلنے کا خوف،قرآن و حدیث کے مخلوط ہوجانے کا ڈر، قرآن کے علاوہ کسی دوسری چیز میں مشغول ہوجانے کا ڈر، روایات میں کمی یا اضافے کاڈر،حفظ روایات پر توجہ،صحابہ اور تابعین کی تحریر سے عدم واقفیت،وسائل کتابت کی کمی اور احادیث کی فراوانی،احکام کا وسیع نہ ہونا اور امور مسلمین کی سہولت کا خیال، فضائل اہلبیت عصمتؑ کا عدم پھیلاؤ،اس درس میں بعض کا جائزہ لیا گیا ہے۔

«اٹھارہواں سبق»

# منع تدوین و نقل حدیث کے دیگر تاریخی اسباب اور اس کے نتائج کا جائزہ (2)

M.O.U
www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## (پہلی صدی)

### تمہید

اس سبق میں منع نقل وتدوین حدیث کے بقیہ دلائل بیان ہونگے اور ان اسباب کی وجہ سے ظاہر ہونے والے تاریخی اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔

### تفصیل

**ز) صحابہ اور تابعین کی فن تحریر سے عدم واقفیت**

بعض اہلسنت محدثین نے دلیل کے طور پر عدم تدوین حدیث کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے کہ اکثر اصحاب اور تابعین فن تحریر سے واقف نہیں تھے، ابن حجر عسقلانی اس حوالے سے کہتے ہیں:

اعلم ان آثار النبی لم تکن فی عصر الصحابة و کبار تابعیهم مدونة ۔۔۔ لان اکثر هم کانوا لایعرفون الکتابة۔[۱]

اس طرح کی توجیہ صحیح ہونے کی صورت میں بھی منع تدوین حدیث کی دلیل نہیں بن سکتی۔اس کے علاوہ ایسے بہت زیادہ قرائن موجود ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب نے بالخصوص ہجرت مدینہ کے بعد تحریر سیکھنے کی جانب اپنی توجہ مبذول کی اور اکثر صحابہ اسے سیکھ بھی چکے تھے۔ پھر پیغمبر (ص) کا ابوشاۃ کو حدیث لکھنے کا فرمان [۲] بھی انکی کتابت سے آشنائی کی دلیل ہے۔اسی لیے سیوطی نے بھی اسی نکتے پر توجہ کرتے ہوئے کہا ہے:

(( لان اکثر هم کان لا یحسن الکتابة ))۔[۳]

**ح) وسائل کتابت کی کمی اور احادیث کی فراوانی**

چند سنی محدثین نے ایک دوسری دلیل بھی پیش کی ہے انکا کہنا ہے کہ حدیث نہ لکھنے کی وجہ ایک طرف کاغذ، قلم اور دوات کی کمی

---

۱۔ھدی الساری مقدمہ فتح الباری، ص ۴

۲۔ فتح الباری، ج۱، ص ۱۸۴؛تقیید العلم، ص ۸۴

۳۔تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص۸۸

تھی اور دوسری جانب روایات نبوی (ص) محدود نہیں تھیں اور وہ سب روایات کو نہیں لکھ سکتے تھے۔ڈاکٹر صبحی صالحہ اسی سبب کو بیان کرتے ہیں مگر اسے صحیح نہیں مانتے:

**فما نسطیع ان نتابعھم فیما یزعمو نه من ان قلة التدوین علی عھد رسول الله تعود بالدرجة الاولی الی ندرة وسائل الکتابة لانھالم تک قلیلة الی ھذا الحد الذی یبالغ فیه ا**

ظاہر ہے کہ زمانۂ رسالت (ص) میں وسائل کی کمی کو ثابت کرنا ممکن نہیں اور اس دعوے کی سچائی کی صورت میں یہ پہلی صدی میں منع تدوین حدیث کی دلیل بھی نہیں بن سکتا۔کتابت حدیث کی اتنی زیادہ اہمیت تھی کہ ضروری تھا کہ وسائل کتابت کی کمی کی صورت میں لازمی وسائل مہیا کیے جاتے اور ایک صدی تک اسکی تدوین کا انتظار کیے بغیر پہلی ممکنہ فرصت میں احادیث لکھی جاتیں۔

### ط) احکام کی کمی اور امور مسلمین کی سہولت کا خیال

بعض کے نزدیک عدم تدوین حدیث کی دلیل مسلمانوں کے امور میں سہولت کرنا ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ روایات نبوی (ص) لکھنے کی وجہ سے عبادی، سیاسی، سماجی اور دیگر احکام میں وسعت آجائے اور مسلمان مشقت میں پڑ جائیں۔پیغمبر (ص) بھی احکام کے متعلق زیادہ سوالات ناپسند فرماتے تھے اور ان سوالات زیادہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے فرائض میں اضافہ یا ((اکل لحم جزور)) ۲ جیسی خاص روایات کی عمومیت نہیں چاہتے تھے۔محمود ابوریہ اس امر کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

**وقد یکون قریبا من الصواب فی حکمة نھی النبی عن کتابة حدیثه ھو لکی لاتکثر اوامر التشریع ولا تتسع ادلة الاحکام وھو ما کان یتحاشاہ(ص) حتی کان یکرہ کثرۃ السوال او یکون من احادیث فی امور خاصة بوقتھا بحیث لا یصح الاستمرار فی العمل بھا۔ ۳**

اس طرح کی وجہ بھی عدم تدوین حدیث کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ نبی (ص) جو کچھ بھی فرماتے تھے وحی سے مأخوذ تھا اور اس کی حفاظت اور تدوین ضروری تھی۔اگر تدوین حدیث نہ ہوتی تو مسلمان اس زمانے اور آئندہ زمانوں میں مسائل اور احکام کی

---

۱۔علوم حدیث و مصطلحہ، ص۱۸
۲۔اضواء علی السنة المحمدیة، ص۵۱
۳۔ایضا۔

کثرت کی صورت میں مشکل میں پڑ جاتے۔ تمام زمانوں میں ہر جگہ تمام سوالات کیلئے کتابت حدیث بہت زیادہ معاون ثابت ہو سکتی تھی جیسا کہ بہت زیادہ احادیث لکھنے کی وجہ سے یہ خدمت انجام دی گئی ہے۔ اس علت کو تسلیم کرنے کی صورت میں کتابت حدیث کی طرح اسے یاد اور حفظ کرنا بھی ممنوع اور محدود کر دیا جاتا کیونکہ احکام میں وسعت کے حوالے سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

**ی) فضائل اہل بیت (ع) کا منتشر نہ ہونا**

بعض محققین کہتے ہیں کہ پہلی صدی مخصوصا دوران خلفاء کے تاریخی واقعات کے مطالعے سے منع تدوین حدیث کی ایک علت یہ بیان کی جا سکتی ہے کہ فضائل اہلبیتؑ کو پھیلنے سے روکا جائے تا کہ دوسروں کیلئے اجتہاد اور رائے کا بہانہ فراہم ہو سکے۔[1] ایسے لگتا ہے کہ سب سے پہلا حربہ رحلت پیغمبر (ص) کے موقعہ پر تھا جب آنحضرت (ص) نے قلم دوات مانگا تا کہ اپنی آخری وصیت لکھ جائیں ، آپ کے حکم سے رو گردانی کی گئی۔[2]

یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ہادیان نور یعنی اہلبیتؑ کا مقام روایات نبوی (ص) کے نشر اور تدوین کے ذریعے سب کیلئے میسر ہوتا لیکن مخالفین کی ہمیشہ کوشش رہی کہ اہلبیتؑ بالخصوص حضرت علیؑ کے فضائل ظاہر نہ ہونے پائیں جن کے متعلق خداوند متعال نے بھی آیت تبلیغ میں اشارہ فرمایا ہے۔[3] مذکورہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فضائل اہلبیتؑ کو بیان کرنا خطرات کو مول لینے کے برابر تھا اور خداوند متعال نے پیغمبر (ص) کو اس طرح کے نقصانات سے محفوظ رکھے گا۔[4]

اہلبیتؑ کے مخالفین نے انکے فضائل کو کتمان اور پیغمبر (ص) کی جانب سے مخالفین کیلئے بیان ہونے والی مذمتوں کو خفیہ رکھنے کی خاطر اپنی رائے کو مسلط کرنے کے اسباب فراہم کرنے میں لگ گئے، تا کہ اپنے افکار کو مسلط کر سکیں۔ محقق شہرستانی اس حوالے سے کہتے ہیں:

**نخرج من کل ما مر بأن السبب الحقیقی الکامن وراء منع التدوین ،لم یکن لطمس فضائل اهل البیت حسب ، بل هو خلق جو فقهی جدید یستطیع الخلیفة من خلاله ان یتکیف لسد العجز الفقهی الذی**

---

۱۔ منع تدوین الحدیث، ص ۳۵۷؛ آشنائی با علوم حدیث، ص ۱۲۵؛ مقالہ ((تدوین حدیث)) ؛ فصلنامہ علوم حدیث، ش ۶، ص ۸

۲۔ صحیح بخاری، ج۱، ص ۵۴؛ کتاب العلم، باب ۳۹؛ مسند احمد، ج۱، ص ۲۲۲ نامہ ای کہ نانوشتہ، ص۱۶؛ المراجعات، ص ۳۵۶

۳۔ ( یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لایہدی القوم الکافرین ) ( مائدہ، ۶۷ )

۴۔ المیزان، ج۶؛ تفسیر نمونہ، ج۵، ص ۳

يجده و يتضح هذا الاستنتاج عبر ملاحظة المقدمات الاتية ١١۔عرفنا سابقا ان اول بادرة لمنع التدوين ظهرت على لسان عمر بن الخطاب قبيل وفات النبی(ص) وذلک لما طلب ان الشيخين لم يدعيا انهما قد عرفا جميع المسائل الصادرة عن رسول الله ، بل انهما کان يفتيان طبق الرای ۔١

استاد عبد الہادی فضلی جیسے دیگر محققین بھی یہی رائے رکھتے ہیں تدوین حدیث کے مخالفین کے اہم ترین اہداف میں ایک یہ تھا کہ فضائل اہلبیتؑ کو نشر ہونے سے روکا جائے اور نصوص نبوی (ص) کے مقابلے میں اجتہاد کا راستہ ہموار کیا جائے۔٢ یہ اہداف حاصل نہ ہوسکے اور بہت سارے کاتبین اور حافظین نے زبان نبوی (ص) سے فضائل اہلبیتؑ اور مخالفین کی مذمت کو پھیلایا لیکن ایک صدی بلکہ زیادہ عرصے تک اہلبیتؑ کے فضائل اور معنوی حقوق سب تک نہ پہنچ سکے اور نص کے مقابلے میں اجتہاد کی فکر، طویل مدت تک حکومت پر حاوی رہی۔

تاریخی دلائل کی بناء پر عبداللہ ابن مسعود جیسے مشہور بعض اصحاب ان موجودہ حالات کے پیش نظر حکومت کا ساتھ دیتے رہے اور فضائل اہلبیتؑ کو نشر کرنے سے دستبردار ہوگئے۔خطیب بغدادی انکے متعلق کہتا ہے:

جاء علقمة بكتاب من مكة او اليمن ، صحيفة فيها احاديث فی اهل البيت۔۔۔ فاستاذنا على عبدالله ؛ فدخلنا عليه قال: فدفعنا اليه الصحيفة قال: فدعا الجارية ثم دعا بطست فيها ماء فقلنا له : يا ابا عبد الرحمن ، انظر فيها فان فيها احاديث حسانا فجعل يميثها فيها ويقول : نحن نقص عليک احسن القصص بما اوحينا اليک هذا القرآن ،القلوب اوعية فاشغلوها بالقرآن ولا تشغلوها ما سواه۔٣

اس بناء پر منع تدوین حدیث سب روایات منجملہ فقہی روایات کو شامل نہیں ہوسکتی کیونکہ حضرت عمر خود کہتے ہیں: ((اقلوا الرواية عن رسول الله الا فيما يعمل فيه)) ؛٤ بلکہ اہلبیتؑ بالخصوص حضرت علیؑ کے فضائل اور پیغمبر (ص) کے بعد انکی خلافت بلافصل کی روایات خفیہ رکھی گئیں۔استاد حسینی جلالی اس بارے کہتے ہیں:

---

١۔ منع تدوین الحدیث، ص٣٥٨۔٨

٢۔ دورس فی الفقہ الامامیہ، ج١، ص١١١؛ فجر الاسلام، ص٢٣٦؛ آشنائی باعلوم حدیث، ص١٣١

٣۔ تقیید العلم، ص٥٤

٤۔ البدایۃ والنھایۃ، ج٨، ص١٠٧

لا شک فی ان کثیر ا من احادیث النبی کانت تشید بعلی(ع) ۔۔۔ و تنص علیه بالولایة والامامة و کانت النصوص غضة نضرة مشاهدها بالحیاة و یرن صداها فی الاسماع فلوکان مسموحا للامة ان یتداولوها و یحدثوا بها و یکتبوها و یضبطوها لکانت ترسیم فی الاذهان و تعلق بالافکار ۔۔۔ فا لمصلحة المنشودة من هذا التدبیر ، هی : اخفاء احادیث النبویة التی تدل علی خلافة علی(ع) وامامة اهل البیت (ع) بعد النبی(ص) ۱

**دورۂ ممانعت کے تاریخی اثرات**

زمانۂ ممانعت کا تاریخی جائزہ لیتے ہوئے منع تدوین حدیث کے اثرات کو بیان کرنا مناسب ہوگا۔ وہ نتائج جو پہلی صدی میں سامنے آئے لیکن انکا دامن معاصر دور تک پھیلا ہوا ہے اور شجر حدیث کو کئی مقامات پر نقصان پہنچایا ہے۔ بہت سارے اصحاب اور تابعین نے احادیث نقل کیں اور لکھی ہیں لیکن منع تدوین (جیسا کہ زمانہ ممانعت میں بحث ہو چکی ہے) انتہائی نقصان دہ اثرات کا باعث بنا ہے۔ یہ نتائج فریقین کے محققین کی نظر میں مختلف اور متعدد ہو سکتے ہیں۔ بعض جیسے استاد شہرستانی کتاب منع تدوین حدیث میں ان اسباب اور نتائج کی تعداد ۲۰ سے زائد بیان کی ہے۔ ۲ استاد حسینی جلالی نے کتاب تدوین السنة الشریفة میں تفصیلی طور پر انکے بارے میں بحث کی ہے، ۳ جن میں سے بعض اہم ترین کو مختصرا بیان کرتے ہیں:

**الف) مسلمانوں کی اہل بیت (ع) سے محرومیت اور پہلی صدی میں اموی حکّام کے ذریعے مکتب رائے و قیاس کا ظہور**

معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی میں اموی حکمرانوں کے ذریعہ نقل و تدوین حدیث کی ممانعت کا اہم ترین نقصان یہ ہوا کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ولایت اہلبیتؑ اور انکے علم و دانش سے محروم رہ گئی۔ منع تدوین حدیث باعث بنی کہ ایک طرف اہلبیت عصمتؑ کو سیاسی میدان اور حکومت سے دور رکھا جائے اور دوسری جانب مسلم امہ ان سے فیضیاب نہ ہوسکے۔ استاد حسینی جلالی کہتے ہیں:

---

۱۔ تدوین السنة الشریفة، ص۴۱۵

۲۔ منع تدوین الحدیث، اسباب و نتائج، ص۴۹۹۔۵۰۵

۳۔ تدوین السنة الشریفة، ص۴۸۱۔۵۴۹

ومن اهم تلک الاثار التی ترتبت علی منع تدوین الحدیث ، بل اسوئها هوان المانعین تمکنوا من اقصاء اهل البیت(ع) من الساحة السیاسة و ابعاد هم عن حقهم فی الخلافة والامامة و۔۔۔ ثم ابعاد الامة الاسلامیة عن هولاء ۱

جب اہلبیتؑ کی منزلت کے متعلق روایات نبوی (ص) کے نقل اور بیان کرنے سے روکا گیا انہیں حکومت سے دور کردیا گیا اور انکے اور مسلم امہ کے حقوق پامال کر دیئے گئے۔اس دور سے لیکر آج تک عوام میں سے بعض افراد کی مقام اہلبیتؑ سے ناواقفیت کے باعث انکی شخصیت اور ولایت پوشیدہ رہ گئی۔اس طرح لوگوں نے دین شناسی کیلیئے ان علماء کی جانب ہاتھ بڑھایا جو اپنی رائے کے مطابق اور قیاس کی بنیاد پر فتوی دیتے تھے۔

سنت نبوی (ص) کے مقابلے میں مکتب رائے واجتہاد کا قیام عمل میں آیا اور حکومت مسلمین میں جدید اور بدعت آمیز افکار ظاہر ہوئیں جنہوں نے لوگوں کو حقیقی دین سے دور کر دیا۔شہرستانی اسکے نتائج کے بارے میں کہتے ہیں:

۱۔تطبیق الخلیفة الاول لفکرة الاجتهاد عملیا فی حیاته ؛ فتح الخلیفة الثانی اوسع الابواب لتطبیق اجتهاداته و آرائه کما هو الملحوظ فی المؤلفة قلوبهم والطلاق ثلاثا والمتعة ؛۲۔تاثیر منع التدوین و فتح الاجتهاد بشکل جدی حدوث التضاربات والاختلافات فی فتاوی وآراء الصحابة بل فی فتاوی و آراء الصحابی الواحد؛۳۔ظهور افکار جدیدة فی حیاة المسلمین منها لزوم اتباع الحاکم ۔۔۔ و عدم اشتراط العدالة فی کثیر من القضایا ؛۴۔اتخاذ اجتهاد الصحابی او سیرة الشیخین کاصل ثالث فی التشریع و عدة قسیما نکتاب الله و سنة نبیه (ص) ۲

### ب) مسلمانوں کے درمیان تفرقہ

ممانعت کے دور کے اہم ترین اثرات میں سے ایک مسلمانوں کے مابین اختلاف ڈالنا اور انہیں سنی اور شیعہ دو گروہوں میں تقسیم کرنا ہے۔کیونکہ پیغمبر (ص) کے بعد لوگ خلافت وامامت کے حوالے سے دو فکری فرقوں میں بٹ گئے۔یہ اختلاف پھیلتا گیا اور

---

۱۔ایضا، ص ۵۳۳

۲۔ منع تدوین الحدیث، ص ۳۔۵۰۱

آج تک جاری ہے۔ مسلمانوں کی خلافت وامامت کے متعلق روایات نبوی (ص) کو انکے بعد نشر نہ کرنا اس اختلاف کی بنیادی علت قرار دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اگر ولایت علیؑ اور انکے بعد آئمہؑ کی کیفیت ولایت سے مربوط روایات بیان کردی جاتیں اور اچھے طریقے سے پھیلائی جاتیں اور پھر ان پر عمل ہوتا تو بلاتردید یہ اختلافات جلد ہی ختم ہوجاتے ، مگر نشر وتدوین حدیث سے منع کرنیوالوں نے بہت زیادہ کوشش کی تاکہ حقائق چھپے رہیں اور ایسی روایات جو حضرت رسول اکرم (ص) کے بعد مسئلہ جانشینی اور امامت کو بیان کرتی تھیں جیسے رویات غدیر، منزلت وغیرہ بھلادی گئیں۔۱

ایسی کوشش ثمرآور ثابت ہوئی لیکن حقائق ہرگز چھپائے نہیں جاسکتے اور آشکار ہوجاتے ہیں۔ جیساکہ پہلے ہی روز سے اکثر مسلمانوں کیلئے روشن تھا اور آئندہ بھی ہوگا۔

شہرستانی منع تدوین حدیث کا اہم ترین ثمرہ، مسلمانوں کا اختلاف سمجھتے ہیں اور اس حوالے سے عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسلمان دو مستقل فکری مکتبوں میں تقسیم ہوگئے اور ہر ایک کیلئے خاص اصول بنائے گئے۔ ۲استاد حسینی جلالی کہتے ہیں کہ اگر حدیث غدیر وغیرہ مسلمانوں کے درمیان منتشر کی جاتی تو بلاتردید سب حضرت علیؑ کی امامت کے قائل ہوجاتے۔ ۳

**ج) روایات کے ایک حصے کی نابودی**

حدیث کو نقل ، نشر اور تدوین سے ممانعت کے بہانے بعض روایات بالخصوص اصحاب کے حافظے میں محفوظ یا انکے ہاتھ کی لکھی ہوئی بعض روایات نبوی (ص) مخفی رہ گئیں اور آئندہ نسلوں تک نہ پہنچ پائیں یا ان میں سے بعض ناقص شکل میں اور بہت زیادہ معانی والی نقل کیساتھ بیان ہوئیں، یا بعض مقامات پر نذرآتش ہوگئیں۔ جیساکہ خلیفہ اول کی طرف ۔۔۔ نسبت دی جاتی ہے کہ حکم دیاکہ بعض روایات کو نذرآتش کردیا جائے ۴۔استاد حسینی جلالی کہتے ہیں :

**لا شک ان المنع من تدوین الحدیث کالمنع من روایته بل والاقدام علی ابادته بالاحراق والامائة فی الماء والدفن ، ادی الی انعدام کثیر من الحدیث الشریف و فقدانه و عدم نشره و تداوله ۵**

---

۱۔الغدیر فی الکتاب والسنۃ والحدیث ، ج۱، ص۱۴، ۴۲۳، ۳۱۳

۲۔ منع تدوین الحدیث، ص۵۰۱

۳۔تدوین السنۃ الشریفۃ، ص۵۳۷

۴۔تذکرۃالحفاظ ، ج۱، ص۵

۵۔تدوین السنۃ الشریفۃ، ص ۴۸۴

اگر خلفاء کے زمانے میں تدوین حدیث کی ممانعت سرکاری نہ ہوتی، ناپدید ہونے والی روایات تدوین و منتشر ہو جاتیں اور مسلم امہ ان سے استفادہ کرتی۔ بہت زیادہ روایات کی نابودی، مسلمانوں کے درمیان جہالت پھیل جانے اور بعض کیلئے کئی حقائق کے پوشیدہ رہ جانے کا سبب بنی۔ ان روایات کا علم لوگوں کی ہدایت کے لئے ضروری تھا۔ قابل ذکر ہے کہ ایک صدی کے بعد تدوین کا آغاز ہو گیا لیکن بعض احادیث حافظہ سے محو ہو چکی تھیں اور انکے ہاتھوں سے لکھی ہوئی احادیث بہت کم مقدار میں موجود تھیں۔ روایات کی نابودی کا سرچشمہ بھی ((حسبنا کتاب الله))ا کا نظریہ ہے کہ جو ثقلین کے انکار پر منتج ہوا۔

### د) روایات جعل کرنا

منع تدوین حدیث کا انتہائی ناگوار زمانہ سودجو افراد کیلئے روایات جعل کرنے کا سبب بنا۔ اکثر محققین اسی نکتے پر تاکید کرتے ہیں۔۲ باقاعدگی سے روایات نہ لکھنے کی وجہ سے بعض اسلام دشمنوں نے سازش کی کہ روایات جعل کی جائیں۔ انہوں نے پہلی اور دوسری صدی۔۔۔ میں اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا اور روایات کی سند اور متن تخلیق کیا۔ یہ کام بعض حقائق کے برعکس سامنے آنے کا باعث بنا اور مسلمانوں کے فکری اصول تردید کا شکار ہو گئے۔ جعل حدیث مختلف محرکات کی وجہ سے کی گئی۔ محمود ابوریہ کہتے ہیں:

**كان من آثار تاخير تدوين الحديث وربط الفاظه بالكتابة ۔۔۔ ان اتسعت ابواب الرواية وفاضت انهار الوضع بغير ما ضابط ولاقيد ۔۳**

استاد حسینی جلالی وضع حدیث کے باب میں بعض محققین کے اقوال نقل کرنے کے بعد منع تدوین حدیث کا دوسرا اثر وضع حدیث قرار دیتے ہیں اور غلط احادیث کی انواع کے ضمن میں حدیث کے بعض متہمین کی خصوصیات اس طرح بیان کی ہیں:

**فالمتهم بالوضع انما هم انصار الدولة و رجالها ورواتها لاالشيعة المضطهدون ۔۴**

---

۱۔ سنن ابن ماجہ، ج۱، ص۶ (بیننا و بینکم کتاب اللہ)

۲۔ علوم الحدیث و مصطلحہ، ص۲۸۶؛ تدوین السنۃ الشریفۃ، ص ۴۹۴؛ آشنائی باعلوم حدیث، ص ۱۳۴؛ تاریخ عمومی حدیث، ص۹۸؛ اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص ۱۱۸؛ دراسات فی الحدیث والمحدثون، ص۹

۳۔ اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص ۱۱۸

۴۔ تدوین السنۃ الشریفۃ، ص ۵۰۰

جعل روایات انہیں نہ لکھنے کا نتیجہ تھا، خود یہ اسلامی معاشرے کیلئے بہت زیادہ مشکلات اور خطرات کا پیش خیمہ بنا اور سبب بنا کہ ایک گروہ جعل کرنے والوں اور جعلی روایات کی شناسائی کے ساتھ ساتھ صحیح روایات کو بھی جدا کریں۔ فریقین کے مابین بہت زیادہ تحقیقات انجام دی جاچکی ہیں۔[۱] اگرچہ اہلبیت عصمتؑ کا تین صدیوں تک حضور اور ابتداء سے لیکر آج تک حدیث کی باقاعدہ تدوین کی وجہ سے شیعہ روایات بہت کم جعل کی گئیں۔ اسرائیلیات بھی وضع حدیث کا ایک حصہ ہے جو روایات خاص کر روائی تفاسیر میں شامل ہو گئیں۔[۲]

**ھ) موجودہ روایات کے اعتبار میں شک وتردید کا آنا**

دورہ منع کے دیگر مضر اثرات میں سے ایک یہ ہے کہ موجودہ روایات کے پیغمبر (ص) سے اتصال میں شک وتردید آجانا ہے۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر روایات ایک صدی یا کمتر نقل اور تدوین نہیں ہوئیں تو موجودہ روایات کو کیسے متصل اور مسند شمار کیا جاسکتا ہے؟ کیا اصحاب جو کہ پیغمبر (ص) اور تابعین کے درمیان سلسلۂ اتصال تھے، انہوں نے کتنی روایات نقل کیں؟ استاد حسینی جلالی نے اسی نکتے کی جانب اشارہ کیا ہے اور کہا ہے:

لقد فتح منع تدوين الحديث السنة اعداء الاسلام لاتهام لاسلام والمسلمين بمنع هذاالعمل الحضاري المهم والتشكيك في السنة الشريفة ثاني اعظم مصدر للتشريع بأنها منفصلة عن معينها [۳]

دورۂ منع عام نہیں تھا مگر اس کی وجہ سے اسلام کے مخالفین کے سامنے اتصال روایات کی کیفیت کے حوالے سے تاریخ تدوین حدیث کا چہرہ تاریک کر دیا ہے[۴] اور یہ باعث بنا کہ ہر ایک مسلمان دانشمند احادیث کے اعتبار کا دفاع کرے۔ اگرچہ علمائے شیعہ امامیہ پہلے روز سے عصمت اہلبیتؑ اور تدوین حدیث کے معتقد ہیں، کسی قسم کی تردید سے دچار نہیں ہوئے اور تمام ادوار میں سند کی صحت اور اتصال روایات کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

---

۱۔ مزید اطلاعات کے لئے ر۔ک ابن جوزی، الموضوعات؛ الموضوعات الاثار والاخبار؛ علم الحدیث؛ اصول الحدیث واحکامہ؛ الغدیر؛ الحدیث والمحدثون۔
۲۔ پژوهشی در باب اسرائیلیات در تفاسیر قرآن، ص۱۹۵؛ تاریخ عمومی حدیث
۳۔ تدوین السنۃ الشریفۃ، ص۵۲۸
۴۔ منہج النقد فی علوم الحدیث، ص۴۹؛ السنۃ قبل التدوین، ص۳۵۷

**خلاصہ**

ز) صحابہ اور تابعین کی فن تحریر سے عدم واقفیت

ح) وسائل کتابت کی کمی اور احادیث کی فراوانی

ط) احکام کی کمی اور امور مسلمین کی سہولت کا خیال

ی) فضائل اہل بیت (ع) کا منتشر نہ ہونا

**دورۂ ممانعت کے تاریخی اثرات**

زمانۂ ممانعت کا تاریخی جائزہ لیتے ہوئے منع تدوین حدیث کے اثرات کو بیان کرنا مناسب ہوگا۔ وہ نتائج جو پہلی صدی میں سامنے آئے لیکن انکا دامن معاصر دور تک پھیلا ہوا ہے اور شجر حدیث کو کئی مقامات پر نقصان پہنچایا ہے۔ مندرجہ ذیل ہیں:

الف) مسلمانوں کی اہل بیت (ع) سے محرومیت اور پہلی صدی میں اموی حکّام کے ذریعے مکتب رائے و قیاس کا ظہور

ب) مسلمانوں کے درمیان تفرقہ

ج) روایات کے ایک حصے کی نابودی

د) روایات جعل کرنا

ھ) موجودہ روایات کے اعتبار میں شک و تردید کا آنا

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## (دوسری صدی)

### تمہید

اس سبق میں تدوین حدیث کے جواز کی تاریخ اور کیفیت بیان کی جائے گی نیز تدوین حدیث کے مختلف مراحل بیان ہونگے۔

### تفصیل

پہلی صدی میں تاریخ حدیث اہلسنت کا جائزہ لینے کے بعد متقدمین کے دور میں اسکے بارے میں بیان کریں۔دوسری اور تیسری صدی میں علمائے حدیث کاتدوین حدیث میں پہل کرنے اور حدیث پر انکی خصوصی توجہ کے متعلق اس مرحلے میں بحث کریں گے۔

### تدوین حدیث کا جواز

منع تدوین حدیث کازمانہ خلفاء کے دور سے شروع ہوتا ہے اور سب سے پہلے منع کرنے والے بھی وہی تھے۔انکی حکومت کے خاتمے کے بعد کوئی اہم مدافع باقی نہیں بچا تھا لیکن منع تدوین پہلی صدی کے آخر تک جاری رہی لیکن اس ممنوعیت کے حوالے سے شدت زمانۂ خلفاء میں ہی پائی جاتی تھی۔پہلی صدی کے اختتام اور اسکے حکمرانوں کی خاموشی (موت) کے ساتھ ہی منع تدوین کے خاتمے کے اسباب بھی فراہم ہونے لگے۔عمر بن عبدالعزیز نے ۹۹ھ میں خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور اسکی حکومت کازمانہ انتہائی کم تھا؛اس نے زمانۂ ممنوعیت کے خاتمے کا اعلان کیا،اس نے سب سے پہلے خیر خواہانہ نیت سے تدوین حدیث کے جواز کا فرمان جاری کیا۔اس نے اہل مدینہ یا ابوبکر محمد بن عمرو بن حزم (والی مدینہ) کو ایک خط لکھا، جو سنن دارمی میں دو طرح سے بیان ہوا ہے:

۱۔حدثنا يحيى بن حسان ، حدثنا عبد العزيز بن مسلم عن عبد الله بن دينار قال : كتب عمر بن عبدالعزيز الى اہل المدينه : انظرو حديث رسول الله فاكتبوه فانى قد خفت دروس العلم وذہاب اہله ۱

۲۔اخبرنا اسماعيل بن ابراہيم ابو معمر عن ابی ضمرة عن يحيى بن سعيد عن عبد الله بن دينار قال كتب عمر بن عبد العزيز الى ابی بكر بن محمد بن عمرو بن حزم : ان كتب الى بما ثبت عندك من الحديث عن رسول الله وبحديث عمر ,فانى قد خشيت دروس العلم وذہاب ۲

---

۱.سنن دارمی، ج۱، ص ۱۳۷

۲.ایضا

عمر بن عبد العزیز کا اہل مدینہ کو باقعدہ طور پر تدوین حدیث کا فرمان اسکے دیگر کاموں جیسے : حضرت علیؑ پر لعن کرنے پر پابندی، والیوں کی تبدیلی اور اہلبیتؑ کے بعض حقوق کا واپس پلٹانا۱، تاریخ حدیث اہل سنت میں ایک اہم نقطۂ عطف شمار ہوتا ہےاور تاریخی اور روائی کتابوں اور منابع میں اسکے اہم اقدامات میں ذکر کیا جاتا ہے۔۲ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ کتابت حدیث کا تاریخی فرمان کا صادر ہونا،تدوین حدیث کے آغاز کی علامت ہے اور یہ فرمان صرف حاکم مدینہ کیلئے ہی نہیں تھا بلکہ اس کے تمام حاکموں اور والیوں کیلئے تھا۔وہ اس لحاظ سے ابو نعیم سے نقل کرتے ہوئے اس طرح بیان کرتے ہیں: ((کتب

**عمر بن عبد العزیز الی الافاق : انظروا حدیث رسول الله فاجمعوه))۳**

عمر بن عبد العزیز کے اس اقدام کے ساتھ ہی سرکاری پابندی اٹھالی گئی اور محدثین کتابت حدیث کو بہت زیادہ اہمیت دینے لگے لیکن ابن حزم اور دوسرے حکمرانوں نے عمر بن عبدالعزیز کے اس فرمان کو کیسے نافذ کیا اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ سید حسن صدر کا کہنا ہے کہ اس دور کی اسلامی حکومت کے مراکز میں اس فرمان کے نفاذ پر کوئی تاریخی دلیل موجود نہیں ہے۔اگرچہ ابن حجر عسقلانی، سیوطی اور دیگر افراد نے دوسری صدی کے آغاز اور عمر بن عبدالعزیز کے زمانۂ خلافت کو ہی تدوین حدیث کی ابتداء قرار دیا ہے۔۴ سید حسن صدر کہتے ہیں :

**(لم یورخ زمان امره ولا نقل ناقل امتثال امره بتدوین الحدیث فی زمانه والذی ذکره الحافظ بن حجر من باب الحدس والاعتبار لا عن نقل العمل بامره بالعیان)۵**

سیوطی اور دوسروں کی بات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک سب سے پہلا حدیث جمع کرنے والا شخص ، ابن جریج مکہ میں ،ابن اسحاق یا مالک مدینہ میں ، حماد بن سلمہ بصرہ میں ، سفیان ثوری کوفہ میں اور اوزاعی شام میں ہے۔۶ یہ سب تابعین اور ہم عصر ہیں اور یہ معلوم نہیں ہے کہ کیا انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں تدوین حدیث کی ہے یا

---

.امروج الذہب ومعادن الجواہر، ج۳، ص۱۹۳، ((وکان عمر فی نهایة النسک والتواضع فصرف عمال من کان قبله من بنی امیه واستعمل اصلح من قدر علیه فسلک عماله طریقه وترک لعن علی علی النابر))۔

.۲ارشاد الساری فی شرح البخاری، ج۱، ص۶؛ طبقات ابن سعد، ج۲، ص۱۳۴؛ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج۱، ص۲۵۹؛ تاریخ حدیث، ص۲۱؛ تاریخ عمومی حدیث ،ص۱۱۰

۳. فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج۱، ص۲۵۹؛ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص۹۰

.۴ایضا

۵تاسیس الشیعہ، ص۲۷۸

۶تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص۸۹

اس کے چند سال بعد ؟ جیسے ابن جریج (۱۴۴م) ممکن ہے کہ انہوں نے اپنی عمر کے آخری ایام میں جمع حدیث کی طرف متوجہ ہوئے ہوں۔

ابوریہ بھی معتقد ہیں چونکہ عبد العزیز کی حکومت تھوڑی مدت کیلئے تھی اور اس کی وفات کے موقع پر والیِ مدینہ نے نیز اسکے فرمان کو نافذ نہیں کیا۔اس بناپر سب سے پہلا مدون (تدوین کرنے والا)،ابن شہاب زہری ہے جس نے ۱۰۵ہجری میں ہشام بن عبدالملک کی حکومت میں تدوین حدیث کی۔۱ بعض دوسرے محققین بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں اور ابن شہاب زہری کو سب سے پہلا مدون جانتے ہیں۔ ۲

تدوین حدیث عمر بن عبدالعزیز کے زمانے کے بعد سے ممنوع نہیں تھی لیکن شروع میں پراکندہ اور نامنظّم انداز میں منع حدیث پر عمل کیا جاتا تھا، یہاں تک کہ دوسری صدی کی پانچویں دہائی میں عظیم محدثین نے باقاعدہ طور پر مصنفات کی شکل میں حدیث تدوین کی؛ذہبی ۱۴۳ہجری کے واقعات کے سلسلے میں کہتا ہے :

**وفی ہذا العصر شرع علماء الاسلام فی تدوین الحدیث والفقه والتفسیر فصنف ابن جریج التصانیف بمکة ۔۔۔وقبل ہذا العصر کان سائر الائمة یتکلمون عن حفظهم او یروون العلم من صحف صحیحة غیر مترتبة**۳ابوریہ بھی حدیث کی باقاعدہ تدوین کاآغاز بنوامیہ کے آخری زمانے (دوسری صدی کی چوتھی دہائی) سے قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ :

**تبین لک فیما تقدم ان احادیث رسول الله لم تدون فی حیاته ولا فی عصر الصحابه وکبار تابعیهم وان التدوین لم ینشاالا فی القرن الثانی للهجرة فی اواخر عهد بنی امیه** ۴

اہل سنت کے نزدیک تدوین حدیث۔مذکورہ تاریخی دلائل کی بناپر۔دوسری صدی کے اوائل سے ہوئی، بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ حکومت اور بنی عباس کا آغاز اکٹھا ہوا تھا۵ واضح رہے کہ بنوامیہ کے خاتمے اور مسلمانوں کی حدیث کی طرف توجہ دلانے میں آئمہ معصومینؑ جیسے امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام کا کردار ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔

---

۱اضواء علی السنۃ المحمدیہ، ص۲۶۰
۲علوم الحدیث و مصطلحہ، ص۳۸؛السنۃ قبل التدرین، ص۴۹۴
۳تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام ،ج۹، ص۱۳
۴اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص۲۶۷
۵جوامع حدیثی اہل سنت، ص۱۶

## بانیانِ تدوین حدیث

اہل سنت کے نزدیک تدوین حدیث کے بانی وہ علماء تھے جنہوں نے حدیث کے زمانۂ جواز میں دوسروں سے پہل کی اور حدیث کی تدوین کی۔ان میں سے اکثر دوسری صدی میں تھے اور ان کی وفات دوسری صدی کے اواخر میں ہوئی۔ مؤرخین کی نظر میں تاریخ وفات کی بناپر ان میں سے اہم ترین شخصیات اکی بناپر مندرجہ ذیل ہیں :

۱) ابن جریج ، عبد الملک بن عبد العزیز (م۱۵۰) ؛۲۔ابو حنیفہ (م۱۵۰) ؛ ۳۔ محمد بن اسحاق (م۱۵۱) ؛ ۴۔ معمر بن راشد (م۱۵۴) ؛۵۔ سعید بن ابی عروبہ (م۱۵۶) ؛۶۔اوزاعی (م۱۵۶) ؛۷۔ربیع بن صبیح (م۱۶۰) ؛۸۔سفیان ثوری (م۱۶۱) ؛۹۔ حماد بن سلمہ (م۱۶۷)؛۱۰۔ عبد اللہ بن لہیعہ (م۱۷۴) ؛۱۱۔لیث بن سعید (م۱۷۵) ؛۱۲۔ مالک بن انس (م۱۷۹) ؛۱۳۔ابن المبارک (م۱۸۱) ؛۱۴۔ قاضی ابو یوسف یعقوب (م۱۸۲) ؛۱۵۔ ہشیم بن بشیر واسطی سلمی (م۱۸۳)؛۱۶۔زیاد البکائی (م۱۸۳) ؛۱۷۔جریر بن عبدالحمید (م۱۸۸) ؛۱۸۔ابو بکر بن عیاش کوفی (م۱۹۳) ؛۱۹۔ عبداللہ بن وہاب (م۱۹۷) اور ۲۰۔سفیان بن عیینہ (م۱۹۸)۔

### تدوین حدیث کے مراحل

دوسری صدی میں تدوین حدیث کی اجازت کے بعد فقہ ، تفسیر اور حدیث کے میدان میں بہت زیادہ تبدیلیاں واقع ہوئیں اور فقہی۔حدیثی مذاہب وجود میں آئے اور ترقی کی۔اس دور کو (( فقہی مذاہب کے ظہور )) کا نام دیا جاسکتا ہے۔۲تدوین حدیث بھی دوسرے علوم کی طرح ترقی کر رہی تھی اور مختلف مراحل طے کئے، جس کے اکثر نتائج تیسری صدی میں ظاہر ہوئے۔دوسری صدی میں تدوین حدیث کے مراحل اس طرح بیان کیے جاسکتے ہیں :

### الف) ثبت محفوظات اور انکی جمع آوری

دوسری صدی کے محدثین نے سب سے پہلے سعی کی کہ راویوں کے ذہن میں جو بھی حدیث موجود ہے اسے جمع کرلیا جائے،اسی لیے حدیثی نوشتہ جات یکجا اور ابواب بندی اور کسی بھی وضاحت کے بغیر موجود تھے لیکن ان میں راویوں کی تشریح کیساتھ ساتھ فقہ، نحو، تاریخ، لغت، شعر کے متعلق مطالب بھی موجود تھے۔استاد سبحانی کہتے ہیں :

---

۱تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، ج۹، ص۱۳؛ تاریخ الخلفاء، ص۳۰۱؛ تاریخ حدیث، ص۲۲؛اضواء علی السنۃ المحمدیہ، ص۲۶۵؛درآمدی بر تاریخ تدوین حدیث، ص۴۳

۲تاریخ الفقہ الاسلامیۃ وادوارہ، ص۷۵؛تاریخ فقہ وفقہا، ص۴۷

ومرت الکتابة عندہم بمراحل ثلاث : مرحلة الجمع ومرحلة المسانید ومرحلة الصحاح ١

ابوریہ بھی قائل ہیں کہ دوسری صدی میں تدوین حدیث کا آغاز ایک جیسا نہیں تھا اور مختلف مراحل پر مشتمل تھا۔وپ نخستین مرحلے کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

فکان فی اول امرہ جمعا من روایة الروایةمما وعت الذاکرة من احادیث رسول اللہ وکان ذلک فی صحف لا یضمها مصنف جامع مبوب وکا نت ہذہ الصحف تضم مع الحدیث فقها ونحوا ولغة وشعرا وماالی ذلک۔٢

**ب)روایات کو منظم کرنا**

دوسری صدی میں کتابت حدیث کے بعد اکثر محدثین نے روایات کو منظّم اور انہیں شعر،لغت ،ادبیات وغیرہ جیسے دوسرے مطالب سے الگ کرنے کی ذمہ داری سنبھالی اور روایات دوسرے علوم سے جدا کیں لیکن ابھی تک روایا تکے ساتھ اصحاب اور تابعین کا کلام بھی موجود تھا اور اس حوالے سے احادیث کی جوں کی توں تھیں۔کتابت حدیث کی اجازت اور اسے نشر و بیان کرنے کی آزادی کی وجہ سے جھوٹی روایات بھی نقل کی جارہی تھیں جو مختلف مذاہب کی بنیاد بن رہی تھیں۔١٣ابو ریہ اس مرحلے کے بارے میں کہتے ہیں:

ثم اخذ التدوین طورہ الثانی فی عصر العباسین فهذب العلماء بما اقتبسومن مدینه فارس ما فی ہذہ الصحف ورتبوہ بعد ان ضمواالیه ما زادته الروایة ہذا العصر وصنفوا من کل ذلک کتبا کسروہا علی الحدیث وما یتصل به من اقوال الصحابة وفتاوی التابعین ولم یدخلوا فیها ادبا ولا شعرا١٤

**ج) فقہی مصنفات کی تدوین**

دوسری صدی کے محققین بالخصوص حدیث شناس فقہاء نے روایات کی ترتیب بندی کے سلسلے میں کوشش کی کہ روایات کو فقہی موضوعات کی بناء پر جمع کیا جائے،اس وجہ سے فقہی روایات، ابواب کی بنیاد ایک دوسرے الگ ہو جاتیں۔لہٰذا اس دور

---

١١اصول الحدیث واحکامہ، ص ۴۳

١٢اضواء علی السنة المحمدیة، ص ٢٦٧

١٣تاریخ فقہ وفقہاء، ص ۴۷

١۴اضواء علی السنة المحمدیة، ص ٢٦٧

کی مصنفات اور کتابیں فقہی کتب کے مجموعے تھے جو ایک بہترین نظم کی بنیاد پر ترتیب دیئے گئے اور احادیث اور اصحاب کے اقوال پر مشتمل تھے اور موقوف روایات بھی ان میں پائی جاتی تھیں۔ا ابن صلاح کہتے ہیں:

وللعلماء بالحدیث فی تصنیفه طریقتان: احدہما التصنیف علی الابواب وہو تخریجه علی احکام الفقه وغیرہا وتنویعه انواعا ماورد فی کل حکم وکل نوع فی باب فباب ۲

### د) مسانید کی تشکیل

دوسری صدی کے اختتام پر محدثین کو فکر لاحق ہوئی کہ روایات کو اقوال صحابہ سے الگ کر دیا جائے تاکہ انہیں مستقل طور پر ہر صحابی سے مخصوص ایک مسند کی صورت میں تشکیل دیا جائے۔۳ تیسری صدی میں محدثین اسکی تکمیل کے درپے ہوئے اور ہر صحابی کے مسانید میں تمام روایات خواہ وہ صحیح ہوں یا غیر صحیح، تام ہوں یا ناقص، کو جمع کیا گیا۔ حروف ابجد کی بنیاد پر یا انکے معتبر ہونے کے حوالے سے انکی طبقہ بندی کی گئی۔۴ ابن صلاح کہتے ہیں:

والثانیه تصنیفه علی المسانید وجمع حدیث کل صحابی وحده وان اختلفت انواعه ۵

دوسری صدی کے اختتام پر تدوین حدیث مسلسل دوسرے مراحل کے انتظار میں تھی تاکہ اپنے مطلوبہ مقام تک پہنچ سکے اور بہترین طریقے سے منظّم ہو جائے اس لحاظ سے تیسری صدی میں ان روایات کی جعلی روایتوں سے جداسازی اور تنقیح کا عمل شروع ہوا۔

## خلاصہ

### متقدمین کی حدیث پر خصوصی توجہ (دوسری صدی)

پہلی صدی میں تاریخ حدیث اہلسنت کا جائزہ لینے کے بعد متقدمین کے دور میں اسکے بارے میں بیان کیا گیا۔ دوسری اور تیسری صدی میں علمائے حدیث کا تدوین حدیث میں پہل کرنے اور حدیث پر انکی خصوصی توجہ کے متعلق اس مرحلے میں بحث کی گئی۔

---

ا تاریخ حدیث، ص ۳۱

۲ مقدمہ ابن صلاح فی علوم الحدیث، ص ۱۵۴

۳ اصول الحدیث واحکامہ، ص ۴۳

۴ تاریخ حدیث، ص ۳۱

۵ مقدمہ ابن صلاح فی علوم الحدیث، ص ۱۵۴

**تدوین حدیث کاجواز**

پہلی صدی کے اختتام اور اسکے حکمرانوں کی خاموشی (موت) کے ساتھ ہی منع تدوین کے خاتمے کے اسباب بھی فراہم ہونے لگے۔ عمر بن عبدالعزیز نے ۹۹ ھ میں خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور اسکی حکومت کا زمانہ انتہائی کم تھا؛اس نے زمانۂ ممنوعیت کے خاتمے کااعلان کیا،اس نے سب سے پہلے خیر خواہانہ نیت سے تدوین حدیث کے جواز کافرمان جاری کیا۔

**بانیانِ تدوین حدیث**

اہل سنت کے نزدیک مشہور علماء یہ ہیں: ابن جریج، ابو حنیفہ، محمد بن اسحاق، معمر بن راشد، اوزاعی، سفیان ثوری، مالک بن انس، قاضی ابویوسف یعقوب وغیرہ۔۔۔

**تدوین حدیث کے مراحل**

دوسری صدی میں تدوین حدیث کی اجازت کے بعد فقہ، تفسیر اور حدیث کے میدان میں بہت زیادہ تبدیلیاں واقع ہوئیں اور فقہی۔حدیثی مذاہب وجود میں آئے اور ترقی کی۔اس دور کو ((فقہی مذاہب کے ظہور)) کا نام دیا جاسکتا ہے۔

الف۔ ثبت محفوظات اور انکی جمع آوری ب۔روایات کو منظّم کرنا ج۔ فقہی مصنفات کی تدوین د۔ مسانید کی تشکیل

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں اہل سنت کے تدوین حدیث کے اہم مراکز جیسے مکہ، مدینہ، بصرہ و غیرہ کے بارے میں بیان کیا جائے گا نیز دوسری صدی میں تدوین حدیث کی خصوصیات بیان ہونگی اور آخر میں مصنفات اور انکے اسباب کا جائزہ اور اہم مصنفات ذکر ہونگے۔

## تفصیل

دوسری صدی میں تدوین حدیث کا آغاز ہوااور کسی مخصوص شہر تک محدود نہ رہا بلکہ جہاں بھی روای اور حافظ تھے انکی مسلسل جدوجہد سامنے آئی۔ دوسری جانب عمر بن عبدالعزیز کا تدوین حدیث کا فرمان صرف حاکم مدینہ کیلئے نہیں تھا، ابن حجر عسقلانی کی نقل کے مطابق عمر بن عبدالعزیز کا یہ فرمان اسلامی حکومت کے تمام مراکز کیلئے تھا تاکہ وہ روایات کی جمع آوری کیلئے اقدام کریں۔[1] اسی وجہ سے تمام دوسری صدی کے اواخر میں چھوٹے بڑے اسلامی حکومت کے مراکز روایات کی کتابت اور انکی جمع آوری، مصنفات اور مسانید کی تالیف کے درپے ہوئے۔ مکہ، مدینہ، بصرہ، شام، کوفہ، یمن اور مصر کا شمار ان اہم ترین شہروں میں ہوتا ہے جنہوں نے اس امر کیلئے جدوجہد کی۔[2]

اسلامی سرزمینوں میں "مکہ اور مدینہ" دوشہر سب سے زیادہ اہمیت کے حامل تھے کیونکہ ان دوشہروں میں اہل بیتؑ بھی زندگی بسر کرتے تھے، علامہ قاسمی کے مطابق ان دوشہروں میں تدلیس (روایات میں دھوکہ دہی) کم ہوتی تھی۔[3] سیوطی بھی اپنی صحیح ترین حدیثی اسناد میں ان شہروں میں سے بعض کو بیان کرتے ہیں اور خطیب بغدادی سے نقل کرتے ہیں:

**اصح طرق السنن ما یرویہ اہل الحرمین (مکہ ومدینہ) فأن التدلیس عنهم قلیل والکذب ووضع الحدیث عندهم عزیز**[4]

حجاز کے بعد عراق کی سب سے زیادہ اہمیت تھی کیونکہ کوفہ میں حضرت علی علیہ السلام اور انکے اصحاب کی موجودگی کیوجہ سے عراق ایک حدیثی مرکز میں تبدیل ہوچکا تھا۔ البتہ بعض مصادر میں عراق کی نسبت تردید بھی آئی ہے لیکن یہ تردید کلی

---

[1] فتح الباری فی شرح صحیح البخاری، ج۱، ص۲۵۹

[2] تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، ج۹، ص۱۳؛ اخبار مکہ وما جاءفیھا من الآثار، ج۱، ص۵

[3] قواعد الحدیث، ص۸۱

[4] تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص۸۵

طور پر صحیح نہیں ہو سکتی جیسا کہ شافعی سے نقل ہوا ہے: ' ہر وہ حدیث جو عراق سے ملے اور حجاز میں اسکی کوئی اصل نہ ملے تو مت قبول کرنا اگرچہ صحیح ہی کیوں نہ ہو۔ ۱

لیکن اس طرح کی بات صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ شیعہ مخالفین نے فضیلت اہلبیتؑ کے متعلق صادر ہونے والی کوفیوں کی احادیث میں تردید ڈالنے کیلئے اس طرح کی تہمتیں لگائی ہیں۔ ۲

حجاز اور عراق کے بعد اہل سنت کے نزدیک شام کی احادیث معتبر شمار کی جاتی ہیں جیسا کہ سیوطی ابن تیمیہ کی طرف یہ نسبت دیتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

**اتفق اهل العلم بالحدیث علی ان اصح الا حادیث ما رواه اهل المدینه ثم اهل البصرة ثم اهل الشام**

۳

اسلامی ممالک کی روایات میں ایک دوسرے سے دوری کی وجہ سے موضوع اور صحت کے لحاظ سے بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے بعض مسانید میں روایات اسلامی ممالک (جیسے: مسند البصرین یا مسند الشامین) کی بنیاد پر جمع آوری کی گئی ہیں۔ ۴

## دوسری صدی میں تدوین حدیث کی خصوصیات

جیسا کہ اہل سنت کے نزدیک تدوین حدیث کے مراحل میں بیان ہو چکا، دوسری صدی میں تدوین حدیث کی کچھ خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے دوسری صدی بعد والی صدیوں سے امتیاز رکھتی ہے، کیونکہ ایک طرف اہل سنت کی نظر میں تدوین حدیث ابھی اپنے ابتدائی مراحل میں تھی تو دوسری جانب دوسری صدی اجتہاد اور فقہی مذاہب کی بنیاد کا زمانہ ہے۔ فقہ و حدیث آپس میں مخلوط ہو چکے تھے۔ اس کے علاوہ اسلامی خطے میں تیزی سے وسعت آ رہی تھی اور نئے نظریات اور آراء مسلمانوں کی افکار میں رخنہ کر چکی تھی جس سے کتابت حدیث بھی متاثر ہوئی۔

ڈاکٹر عبدالعظیم شرف الدین اسلامی مذاہب کی رشد و ترقی کے تاریخی جائزے میں مالک کی شخصیت کے متعلق کہتے ہیں کہ اس نے جمع احادیث کے ضمن میں آرائے اصحاب اور تابعین اور اپنی رائے کا بھی اضافہ کیا ہے یہاں تک کہ انکی کتاب فقہی اور حدیثی دونوں جہات رکھتی تھی۔ اجتہاد اور فقہی مذاہب کی بنیاد کا زمانہ جس میں مذاہب میں اختلاف بڑھ گیا، فقہ و سنت

---

۱ ایضا

۲ تاریخ حدیث، ص ۲۴

۳ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج ۱، ص ۸۶

۴ قواعد الحدیث، ص ۸۲

میں مالک کی کتاب ا، یکؑ اہم اثر تھا۔ابعض محققین نے دوسری صدی اور بعد والے زمانے کو مندرجہ ذیل خصوصیات کا حامل جانا ہے ۲ کہ جو تشکیل وتدوین حدیث میں مؤثر ہیں:

ا۔بڑے شہروں میں اسلامی تمدن کا پھیلنا جیسے اندلس، افریقہ میں قیروان، مصر میں فسطاط، مرو، نیشابور وغیرہ۔۔۔؛

۲۔ ایران، روم، مصر سے ارتباط کی وجہ سے سائنسی تحریکوں کا آغاز اور سائنسی آثار کا عربی زبان میں ترجمہ؛

۳۔اہل سنت کے علم اصول اور فقہ کے اسباب رشد کا وجود میں آنا

۴۔ عظیم فقہاء کا وجود میں آنا کہ جو معروف مذاہب کے بانی تھے۔

فقہ اہل سنت کے ادوار جو کہ تدوین حدیث کے ادوار سے لاتعلق نہیں ہیں، استاد سبحانی نیز ان کی طبقہ بندی کرتے ہیں۔آپ دوسرے مرحلے کو ا سلامی مذاہب کے ظہور کا زمانہ اور دوسری صدی کو اسکی ابتدا قرار دیتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ اسکی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ علم فقہ دوسرے علوم سے جدا ہو کر الگ مستقل علم بنا اور مذہب رائے عام ہوا۔۳ دوسری صدی جس میں محدثین اور فقہاء کے درمیان اجتہاد اور رائے کا ظہور ہوا اور روایوں اور ناقلین حدیث کی تعداد جتنے فقہی اور حدیثی مکاتب کی بنیاد رکھی گئی اس کے علاوہ تفاسیر روائی کی روایات میں اسرائیلیات کا بھی اضافہ ہوا ۴ جو تدوین حدیث اور اسکے تسلسل پر اثر انداز ہوئیں۔

تدوین حدیث کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس صدی میں تدوین حدیث کی ضرورت موضوعات اور اشخاص کی بنیاد پر تھی، جس کی تحقیق کریں گے۔

## مصنفات اور انکے اسباب کا جائزہ

مصنف سے مراد وہ حدیثی کتاب جو ابواب کی ترتیب اور فقہی کتب کی بنیاد پر تدوین ہوئی ہو اور مرفوع اور موقوف احادیث کو بھی شامل ہو۔ ۵ بعض نے تدوین مسانید کو بھی تصنیف کہا ہے ۶ لیکن مشہور یہ ہے کہ مصنفات ایسی روایات کا مجموعہ جو فقہی ابواب کی بنیاد پر ہوں کہ جس کا آغاز دوسری صدی سے قرار دیا جائے۔

---

ا تاریخ التشریع الاسلامی، ص۱۶۱، ۱۵۹

۲ تاریخ فقہ وفقہاء، ص۸۰

۳ تاریخ الفقہ الاسلامیہ وادوارہ، ص۴۷

۴ روشھای تفسیری قرآن، ص۸۵۔۱۳۷

۵ منہج النقد فی علوم الحدیث، ص۲۰۰؛ تاریخ حدیث، ص۳۱

۶ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۲، ص۱۵۴

ذہبی ۷۴۸ہجری میں تدوین حدیث کی ابتدا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جمع حدیث کرنے والوں کی بہت زیادہ مصنفات کو بیان کیا ہے کہ ان کے مصنف، فقہی، حدیثی اور تفسیری مطالب پر مشتمل ہوتے تھے:

**فصنف ابن جریح التصانیف بمکه وصنّف سعید بن ابی عروبه وحماد بن سلمه و غیرهما بالبصرة وصنف الاوزاعی بالشام و---۱**

تدوین حدیث کے آغاز میں مصنفات کی تکمیل فقہی ابواب میں تدوین حدیث کی ضرورت کی نشاندہی کرتی ہے تاکہ مسلمان روایات کی مدد سے اپنے تکلیفی احکام میں اپنے فریضے پر عمل کرسکیں۔اس دور میں اسلامی شہر جغرافیائی لحاظ سے ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے اس وجہ سے ہر علاقے کی تصنیف دوسرے علاقوں کے مصنفات سے جدا تشکیل ہوئی۔دوسری جانب مصنفات کی تشکیل اس دور کے عظیم فقہاء اور علماء کی خواہشات کے مطابق ہوئی ،تاکہ ذہبی کے بقول علم میں تعامل آسان ہو اور حفظ احادیث اور حافظے سے حدیث کے بیان کرنے کے زمانے کی مشکلات سے چھٹکارا ملے۔۲

مصنفات کی ابتدا دوسری صدی کے اواخر سے ہوئی۳؛لیکن آئندہ صدیوں میں جاری رہی اور دوسری صدی کے بعد والی مصنفات علمی روش کی ترقی کی وجہ سے کامل تر ہوگئیں۔یہ احتمال بھی پایا جاتا ہے کہ بعض مصنفات،اسلوب اور شکل کے لحاظ سے، پہلی صدی میں تدوین ہونے والی شیعہ فقہی حدیثی کتابوں سے لی گئی ہوں اور ان کے نمونے علمائے اہلسنت کے پاس ہوں۔

### دوسری صدی کے اہم حدیثی مصنفات

دوسری صدی کے اواخر میں اہل سنت کے حدیثی مصادر تدوین کا زمانہ ہے اس میں بہت زیادہ حدیثی تصنیفات بھی تشکیل پائیں جنہیں مؤرخین نے ذکر کیا ہے۔مذکورہ تصنیفات کی نہ تو کوئی تاریخی ترتیب ہے اور نہ ہی انکا تقدم و تاخر معلوم ہے اور نہ ہی یہ معین ہے کہ وہ کس زمانے تک کن اشخاص کے پاس تھیں۔ان میں سے چند ایک کا معلوم ہے جیسے موطا مالک،جس کے بارے میں بیان کیا جائے گا۔مؤرخین نے جن مصنفات کو بیان کیا ہے وہ تدوین حدیث کے ساتھ ہی اور دوسری صدی میں بالخصوص دوسری صدی کے اواخر میں تشکیل پائیں۔اور ان میں سے اکثر اپنے مؤلفین کے نام سے موسوم ہیں۴ جیسے:

---

۱تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام،ج۹،ص ۱۳

۲ایضا

۳جوامع احادیث اہل سنت، ص ۲۳

۴ ۔تاریخ الخلفاء،ص۳۰۱،تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام،ج۹،ص ۱۳۔

۱۔ مصنف ابن جریح مکہ (م۱۵۰)؛

۲۔ مصنف مالک مدینہ (موطا) (م۱۷۹)؛

۳۔ مصنف سعید بن ابی عروبہ بصرہ (م۱۵۶)؛

۴۔ مصنف حماد بن سلمہ بصرہ (م۱۶۷)؛

۵۔ مصنف ابو حنیفہ کوفہ (م۱۵۰)

۶۔ مصنف سفیان ثوری کوفہ (م۱۶۱)

۷۔ مصنف اوزاعی شام (م۱۵۶)

۸۔ مصنف ابن اسحاق مدینہ (م۱۵۱)

دوسری صدی میں دیگر مصنفات بھی تشکیل پائیں یا تیسری صدی میں ان کی تدوین جاری رہی، جنہیں تاریخی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔[۱] ان مصنفات میں مشہور ترین، مصنّف عبد الرازاق بن ھمام صنعانی (م۲۱۱) اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ (م۲۳۵) ہیں جن میں سے ہر ایک اہل سنت کے نزدیک معتبر اور ان کے مؤلفین، حدیثی شخصیات اور ان کے مصنف، پرانے حدیثی جوامع میں شمار کئے جاتے ہیں۔ [۲]

مذکورہ مصنفات میں اہم ترین مالک بن انس (م۱۷۹) کا ہے کہ جو (الموطا) کے نام سے معروف ہے۔ یہ مصنف، تدوین کے آغاز سے آج تک اہل سنت کے محدثین کے مورد توجہ ہے اور اس کے مؤلف بلند مرتبہ کے مالک ہیں۔

## خلاصہ

### تدوین حدیث کے مراکز

دوسری صدی میں تدوین حدیث کا آغاز ہوا اور کسی مخصوص شہر تک محدود نہ رہا بلکہ جہاں بھی روای اور حافظ تھے انکی مسلسل جدوجہد سامنے آئی۔ البتہ مشہور مراکز یہ ہیں: مکہ، مدینہ، بصرہ، شام، کوفہ، یمن، اور مصر

### دوسری صدی میں تدوین حدیث کی خصوصیات

بعض محققین نے دوسری صدی اور بعد والے زمانے کو مندرجہ ذیل خصوصیات کا حامل جانا ہے کہ جو تشکیل وتدوین حدیث میں مؤثر ہیں:

---

۱ ایضا؛ تاریخ عمومی حدیث، ص۱۱۹

۲ تاریخ حدیث، ص۳۲؛ جوامع حدیثی اہل سنت، ص۳۹۔۴۲

۱۔بڑے شہروں میں اسلامی تمدن کا پھیلنا جیسے اندلس، افریقہ میں قیروان، مصر میں فسطاط، مرو، نیشابور وغیرہ۔۔۔؛

۲۔ ایران، روم، مصر سے ارتباط کی وجہ سے سائنسی تحریکوں کا آغاز اور سائنسی آثار کا عربی زبان میں ترجمہ؛

**مصنفات اور انکے اسباب کا جائزہ**

مصنف سے مراد وہ حدیثی کتاب جو ابواب کی ترتیب اور فقہی کتب کی بنیاد پر تدوین ہوئی ہو اور مرفوع اور موقوف احادیث کو بھی شامل ہو۔ بعض نے تدوین مسانید کو بھی تصنیف کہا ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ مصنفات، ایسی روایات کا مجموعہ جو فقہی ابواب کی بنیاد پر ہوں کہ جس کا آغاز دوسری صدی سے قرار دیا جائے۔

**دوسری صدی کے اہم حدیثی مصنفات**

مؤرخین نے جن مصنفات کو بیان کیا ہے وہ تدوین حدیث کے ساتھ ہی اور دوسری صدی میں بالخصوص دوسری صدی کے اواخر میں تشکیل پائیں۔اوران میں سے اکثر اپنے مؤلفین کے نام سے موسوم ہیں

۱۔مصنف ابن جریج مکہ میں (م۱۵۰)؛۲۔ مصنف مالک مدینہ میں (موطا) (م ۱۷۹)؛۳۔مصنف سعید بن ابی عروبہ بصرہ میں (م۱۵۶)؛۔۔۔

جو مصنفات بیان کئے گئے ہیں ان میں سب سے اہم مالک بن انس ہیں کہ جو الموطا کے نام سے معروف ہے یہ مصنف تدوین کے آغاز سے ابھی تک اہل سنت کے محدثین کے مورد توجہ ہے اور اس کے مؤلف بلند مرتبہ سے ہمکنار ہیں۔

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں مسانید کے اسباب کا بیان آئے گا اور مشہور مسانید کے علاوہ دو مشہور مسانید یعنی موطا مالک اور مسند احمد بن حنبل اور ان کے مصنفین کے حالات بیان ہونگے۔

## تفصیل

کبھی مسند سے مراد مرسل اور منقطع کے برخلاف ایسی حدیث ہے جس کے تمام راوی سند میں ذکر ہوئے ہیں۔[1] اسی طرح یہ نام ان حدیثی مجموعوں کے لئے ہے کہ جن میں روایات، راوی کے نام سے طبقہ بندی شدہ اور مصنف کے برخلاف ہوں۔[2] دوسرے معنی میں مسانید کی تشکیل دوسری صدی کے خواص میں سے ہے کہ جن کی ابتداء اس صدی کے اواخر میں چند مصنفات کی تشکیل کے بعد ہوئی۔ مسانید میں روایات کی طبقہ بندی صحابہ کے نام پر تھی اور انکے نام سے سند تھی جو سند کے مکمل ہونے کی وجہ سے مسند کہلائی۔

دوسری صدی کے اواخر میں اہلسنت کے نزدیک مسند نویسی تدوین حدیث کا ایک اہم مرحلہ شمار ہوتا ہے جس کی جانب محدثین کی توجہ مبذول ہوئی۔ استاد سبحانی تدوین حدیث کے دوسرے مرحلے کو ((مرحلۃ المسانید)) کا نام دیتے ہیں اور کہتے ہیں:

((وهي التّي فردت فيها احاديث النبي من سواها ))[3]

مسند نویسی کی ضرورت اس وقت پیش آئی جب ایک طرف مصنفات میں ہر صحابی کی روایات کا حصول اتنا آسان نہ تھا اور دوسری جانب روایات کا اعتبار اسکے راویوں اور ناقلین سے تھا اور راویوں میں صحابی جتنے زیادہ ہوتے انکی روایات بھی اتنی ہی زیادہ قابل اعتبار شمار ہوتیں۔

دوسری صدی کے اواخر میں مسند نویسی میں اضافہ ہو رہا تھا اور دسیوں مسند لکھے گئے اور ہر صحابی کی روایات کے حصول کا راستہ اور انکے لیے ایک معیار بھی مقرر کر دیا تھا۔

---

[1] اصول الحدیث واحکامہ۔ ص۷۹؛ درسنامہ درایۃ الحدیث۔ ص۸۶

[2] مسند نویسی در تاریخ حدیث، ۴۲

[3] اصول الحدیث واحکامہ، ص ۴۳

اس اقدام نے حدیث کو فقہ سے جدا کر دیا تھا مصنفات کے بر خلاف[1] اس میں مندرجہ ذیل نقائص بھی پائے جاتے تھے:[2]

۱۔ روایات کا موضوعی نہ ہونا، کیونکہ صحابہ کی مسانید کی بنیاد پر فقہی روایات کا موضوعی صورت میں حصول مقدور نہ تھا؛

۲۔ مسانید کی روایات کا خالص نہ ہونا، اور ان میں معتبر اور غیر معتبر روایات کا پایا جانا

اس وجہ سے مسند نویسی کی مدت زیادہ نہیں تھی، اگرچہ دوسری صدی کا ایک نمایاں کام تھا اور تیسری صدی میں اتنی شدت اور جوش سے جاری نہ رہ سکا۔ تدوین حدیث میں (سنن اور جوامع) جیسے نئے طریقے ایجاد ہو گئے، تاکہ مسانید کے ساتھ ساتھ احادیث پر مکمل اور آسان طریقے سے دسترسی ہو سکے۔ مسانید "جوامع" سے پہلے تدوین ہوئے لیکن آجکل انکا رتبہ جوامع سے کم ہے[3] اور شیعہ کے نزدیک مسانید کے بجائے اسے اصول کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کہ جو مسانید کی طرح "کتب اربعہ" کا ذریعہ بنے۔ اگرچہ اصول کا اعتبار مسانید سے زیادہ تھا۔

### اہم ترین حدیثی مسانید

ایسے مسانید کثرت سے ہیں جن کی تدوین دوسری صدی میں شروع ہوئی اور بعد والی صدیوں میں جاری رہی جن کی تعداد سو (۱۰۰) سے زیادہ بیان کی گئی ہے[4] جن میں سے کچھ یہ ہیں: مسند سلیمان بن جارود طیالسی (م ۲۰۴)، مسند عبید اللہ بن موسی العبسی (م ۲۱۳)، مسند حمیدی (م ۲۲۱۹)، مسند مسرھد (م ۲۲۸)، مسند اسحاق بن راہویہ (م ۲۳۸)، مسند عثمان بن ابی شیبہ (م ۲۳۹)، مسند احمد بن حنبل (م ۲۴۱)[5] وغیرہ

مذکورہ بالا مسند تحریر کرنے والوں کی تاریخ وفات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی وفات تیسری صدی میں ہوئی؛ لیکن مسند نویسی کا عمل دوسری صدی کے اواخر میں شروع ہوا اور اکثر مسند لکھنے والوں نے اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ دوسری صدی میں بسر کیا۔

---

۱ مسند نویسی، ص ۶۱؛ منہج النقد، ص ۲۰۰

۲ الحدیث والمحدثون، ص ۳۶۵؛ تاریخ عمومی حدیث، ص ۱۲۸

۳ اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص ۲۶

۴ مسند نویسی۔ ص ۹۵۔ ۱۷۹

۵ تاریخ حدیث، ص ۳۲؛ تاریخ عمومی حدیث، ص ۱۲۹

اہم ترین مسانید میں سے اور جامع ترین روائی مجموعہ ، مسند احمد بن حنبل اہے، اگرچہ اسے کامل نہیں کہا جاسکتا کیونکہ وہ مسانید جو تصنیف کو بھی شامل تھے انہیں کامل شمار کیا گیا ہے، یعنی روایات کی سب سے پہلے صحابہ کی بنیاد پر طبقہ بندی کی گئی اور پھر ہر ایک صحابی کی روایات کو فقہی ابواب کی بناء پر مرتب کیا گیا، جیسے مسند ابن مخلد (م ۲۷٦) جو اسی طرح تھا۔ ۲

## اہل سنت کی اہم ترین شخصیات اور حدیثی مجموعے

دوسری صدی میں تدوین حدیث کا آغاز ہوااور اسلامی ممالک میں اہل سنت کے کئی بزرگ علماء نے تدوین حدیث شروع کی اور حدیثی مصنفات اور مسانید کی تدوین کی۔ کئی حدیثی مجموعے تشکیل دیئے کہ جو تیسری اور چوتھی صدی کے جوامع میں مؤثر واقع ہوئے۔ انکی اہم ترین شخصیات اور حدیثی مجموعوں میں سے (مالک بن انس) اور انکی مصنف موطاأور انکے بعد (احمد بن حنبل) اور انکی کتاب مسند کو شمار کیا جاسکتا ہے۔ ہم یہاں مؤلف اور اسکی تالیف کا اجمالی تعارف بیان کریں گے۔

### الف) مالک بن انس اور انکی کتاب "موطأ"

شیخ الاسلام ابو عبداللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمر ۹۳ ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے ۱۳ انھوں نے سب سے پہلے قرآن حفظ کیا اور پھر حدیث اور اسے حفظ کرنا شروع کیا۔ ۱۴ انہوں نے مدینہ میں حدیث کے اساتید سے استفادہ کیا اور امام صادق (ع) سے بھی علمی استفادہ کیا اور امام صادق (ع) سے روایت بھی نقل کرتے ہیں ۱۵ اور خود کہتے ہیں:

**لقد كنت آتى جعفر بن محمد وكان كثير المزاح والتبسم ۔۔۔ فما كنت اراه الا على ثلاث خصال: اما مصليا واما صائما واما يقرا القرآن وما رايته قط يحدث عن رسول الله الا على الطهارة ولا يتكلم فيما لا يعنيه ۱٦**

مالک بن انس اہل سنت کے بزرگ فقہاء اور چار آئمہ میں سے شمار ہوتے ہیں اور فقہ مالکی کے بانی ہیں، فقہ کیساتھ ساتھ علم

---

۱ جوامع حدیثی اہل سنت، ص ۴۵

۱۲ الحدیث والمحدثون، ص ۳٦۵

۱۳ تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، ج ۱۳، ص ۳۱۷

۱۴ مالک، حیاتہ وعصرہ آرایہ وفقھہ، ص ۲۴

۱۵ ایضا، ص ۸۵

۱٦ ایضا

حدیث کو بھی بیان کیا اور انہیں عظیم محدثین میں شمار کیا گیا ہے۔ ۱انکے حدیث میں بہت زیادہ شاگرد تھے اور رجالی حضرات نے انکی بہت تعریف کی ہے جیسے ابن حجر عسقلانی بعض رجالی حضرات کی نقل کے مطابق انکی اس طرح تصدیق کرتے ہیں :

**قال ابن حیان فی الثقات کان مالک اول من انتقی الرجال من الفقهاء المدینه واعرض عمن لیس بثقة فی الحدیث ولم یکن یروی الا ما صح ۔۔۔ قال ابو جعفر الطبری انی سمعت ابن المهدی یقول ما رایت رجلا اعقل من مالک ۲**

مالک تدوین اور نقل حدیث میں بہت محنتی اور سخت تھے اور حدیث کی ایک اہم کتاب "الموطأ" کے نام سے جمع کیا اور اس میں کوشش کی کہ صحیح روایات کو فقہی ابواب کی ترتیب کے لحاظ سے اور مصنف کی صورت میں مہیا کیا جائے۔ان کی کتاب میں پیغمبر (ص) کی فقہی روایات، کلام صحابہ اور انکے فتاوی،اور چند موارد میں خود اپنے فتاوی موجود ہیں،وہ مدینہ میں میں رہتے تھے اور انکی کوشش تھی کہ رائے و قیاس کے برخلاف نقل حدیث اور اس سے استناد کرے اور مکتب حدیث عراق کے مقابلے میں حجاز کو تقویت دینے اور عقل کے مقابلے میں نقل کو وسعت دینے کے قائل تھے۔ ۳

ان کی کتاب " موطأ" اس زمانے کے محدثین کے قابل توجہ قرار پائی اور مکہ،مدینہ، عراق، مصر وغیرہ سے بہت سے راویوں نے اس سے روایت کی۔اس وقت سے لیکر آج تک بہت سے نسخہ جات۔اگرچہ کچھ تفاوت کے ساتھ۔بیان ہوئے ہیں۔ ۴ان کی کتاب محدثین کے قابل توجہ ہے اور منصور عباسی کی درخواست کے جواب میں اسے تالیف کیا گیا، جیسا کہ ابوریہ کہتا ہے :

**الّف المؤطا فی اواخر عهد المنصور وکان ذلک فی سنه وکان سبب ذلک کما روی الشافعی ان ابا جعفر المنصور بعث الی مالک لما قدم المدینه وقال له ان الناس قد اختلفوا فی العراق للناس کتابا نجمعهم علیه فوضع المؤطا۵**

---

۱آشنائی باعلوم حدیث، ص۱۳۷؛جوامع حدیثی اہل سنت، ص ۲۴
۲تهذیب التهذیب، ج۱۰، ص۹
۳تاریخ عمومی حدیث، ص ۱۲۲
۴الموطا، مقدمہ، ص و
۵اضواء علی السنت المحمدیہ، ص۲۹۸

مالک موطأ کی تدوین کرتے ہوئے روایات کی ترتیب اور انکے انتخاب اور ان میں بعض کو درج کرنے میں تردید کا شکار ہو جاتے اور انکے نسخوں کو تبدیل کر دیتے یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے روایات کی تعداد پانچ سو تک پہنچا دی۔[1] ان سے نقل کیا گیا ہے کہ میں نے اپنی کتاب مدینہ کے ستر فقہاء کی خدمت میں پیش کی اور سبھی نے اسکی تائید کی،اسی وجہ سے میں نے اسکا نام موطأ( تائید شدہ) رکھا۔[2] اس لیے انکی کتاب کو صحیح یا ایسی تائیدات کی حامل جانتے ہیں جو روایات کی صحیح ہونے کی نشانی ہیں۔اہل سنت کے علماء سے نقل کے مطابق اس کتاب کے مقدمے میں آیا ہے:

**ما من مرسل في المؤطا الا وله عاضدا وعواضد فالصواب ان المؤطا صحيح كله لا يستثني منه شيء** [3]

مالک بن انس جنہوں نے جدید فقہی مذہب کی بنیاد رکھی تھی، حدیث میں بھی خدمات انجام دیں۔انکی وفات ۱۷۹ہجری میں ہوئی۔اس کی کتاب کی خصوصیات ابواب کی نظر سے ،روایات کی تعداد اور اعتبار، شروح، معاصرین اور اس کی حدیثی آثار سے آگاہی کے لئے اہل سنت کے جوامع حدیثی کی طرف مراجعہ ضروری ہے۔ [4]

**ب) احمد بن حنبل اور انکی مسند**

ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی مروزی، ۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔وہ زندگی کے آغاز سے ہی حدیث سے آشنا ہو گئے اور حدیث میں تدریس اور تحقیق کرنے لگے [5] اس نے روایات کو جمع کرنے کے لئے بہت سے سفر کئے اور کوشش کی کہ صحابہ کی روایات کو تا حد امکان جمع کریں،انہوں نے اپنی کتاب مسند کو صحابہ کے نام کی ترتیب کی بنیاد پر مرتب کیا۔احمد بن حنبل اہل سنت کے بزرگ فقہاء اور مذہب فقہی حنبلی کا بانی کہا گیا ہے اور اس کے بعد ایک محنتی محدث شمار کیا گیا ہے یہاں تک کہ ذھبی اس کے متعلق لکھتا ہے:

---

۱ایضا،ص۲۹۶؛الحدیث والمحدثون،ص۲۴۸

۲المؤطا ص د

۳ایضا

۴ر۔ک: مالک وعصرہ؛الحدیث والمحدثون؛جوامع حدیثی اہل سنت؛اضوء علی السنۃ المحمدیہ؛تاریخ الاسلام؛وفیات المشاھیر وغیرہ

۵حیاتہ وعصرہ،آرایہ وفقھہ،ص۱۶

قال عبد الله بن احمد : سمعت ابا زرعة يقول كان ابوک يحفظ الف الف حديث ذاكرته الابواب ۔۔۔وقال ابراهيم الحربي ؛رايت احمد كان الله قد جمع له علم الاولين والآخرين ۱

احمد بن حنبل کے اپنے زمانے میں بخاری جیسے شاگرد تھے کہ جو نشر حدیث میں جدوجہد کرنے والے تھے۔ ۲ معتزلہ اور اہل حدیث کے درمیان فتنہ خلق قرآن کے زمانے میں، وہ بھی اس فتنہ کی آگ سے نہ بچ پائے اور زندان گئے یہاں تک کہ معتصم کے زمانے میں جب دوبارہ ((اہل حدیث))کامکتب مشہور ہوا تو آزاد ہو گئے اور قرآن کے قدیمی ہونے کے اپنے عقیدہ کو منتشر کیا۔ ۳ ابن حنبل، معتزلہ کے زمانے میں زندگی بسر کرتے تھے اور وہ لوگ ((اہل حدیث))کے راستے کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن انہوں نے سنت محوری اور صحابہ کی روایات کو نشر کرنے اور فقہی ابواب کی روایات کی بناء پر مستند سازی کیلئے بہت کوششیں کیں۔ ۴

احمد بن حنبل کا سب سے اہم اثر ان کی مسند ہے کہ دوسرے مسند لکھنے والوں کے آثار میں ایک شائستہ اقدام مانا جاتا ہے۔ انہوں نے صحابہ کی روایات کو جمع کیا اور پھر تکمیل اور انکے فرزند کی تحقیق کے بعد منتشر ہوئی۔ اس میں بیس ہزار سے زیادہ روایات ہیں۔ان کی مسند، سب سے جامع، سب سے پرانی اور اہل سنت کے متقدمین کے دور کے حدیثی مجموعوں میں سے ہے کہ جس کی بہت تعریف کی گئی ہے محمد ابو زھو اس کے متعلق کہتا ہے :

هو كتاب عظيم فى السنة شهد له المحدثون قديما و حديثا بانه اجمع كتب السنة للحديث وادعاها لكل ما يحتاج اليه المسلم فى امر دينه ۵

مسند احمد میں بہت زیادہ روایات ہیں اور اس میں ضعیف روایات بھی پائی جاتی ہیں۔اہل سنت کے ایک گروہ کی نظر میں تمام موارد میں اس سے استناد نہیں کیا جاسکتا اور ابوریہ اس کے متعلق کہتا ہے ((لا يسوغ الحتجاج بما يورد فيها مطلقا)) ۶ سیوطی بھی نواوی سے نقل کرکے اس طرح بیان کرتا ہے :

---

۱ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۴۳۱
۲ الحدیث والمحدثون، ص ۳۵۲
۳ ایضا؛ ابن حنبل ؛حیاتہ وعصرہ، ص ۴۶
۴ ایضا، ص ۱۹۸، ۱۱۰
۵ الحدیث والمحدثون، ص ۳۶۹
۶ اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص ۳۲۴

" مسند احمد بن حنبل اور ابی داود طیالسی اور دوسری مسانید، کتب خمسہ میں یا اس کے مانند دلیل کے طور پر پیش نہیں ہو سکتی "[1] انہوں نے ابھی اپنی روایات کی تکمیل نہیں کی تھی کہ ۲۴۱ ہجری میں وفات پا گئے۔ [2]

## خلاصہ

### مسانید اور انکے اسباب کا جائزہ

مسند نویسی کی ضرورت اس وقت پیش آئی جب ایک طرف مصنفات میں ہر صحابی کی روایات کا حصول اتنا آسان نہ تھا اور دوسری جانب روایات کا اعتبار اسکے راویوں اور ناقلین سے تھا اور راویوں میں صحابی جتنے زیادہ ہوتے انکی روایات بھی اتنی ہی زیادہ قابل اعتبار شمار ہوتیں۔

### اہم ترین حدیثی مسانید

ایسے مسانید کثرت سے ہیں جن کی تدوین دوسری صدی میں شروع ہوئی اور بعد والی صدیوں میں جاری رہی جن کی تعداد سو (۱۰۰) سے زیادہ بیان کی گئی ہے۔ جن میں سے کچھ یہ ہیں: مسند سلیمان بن جارود طیالسی (م ۲۰۴)، مسند عبید اللہ بن موسی العبسی (م ۲۱۳)، مسند حمیدی (م ۲۲۱۹)، مسند مسرھد (م ۲۲۸)، مسند اسحاق بن راھویہ (م ۲۳۸)، مسند عثمان بن ابی شیبہ (م ۲۳۹)، مسند احمد بن حنبل (م ۲۴۱)۔ سب سے جامع روائی مجموعہ، مسند احمد بن حنبل ہے اگرچہ اسے کامل نہیں مانا جاسکتا۔

### اہل سنت کی اہم ترین شخصیات اور حدیثی مجموعے

اہل سنت کی سب سے اہم شخصیات اور حدیثی مجموعے، ((مالک بن انس)) اور اس کی تصنیف موطاء اور پھر ((احمد بن حنبل)) اور اس کی کتاب مسند کو شمار کیا جاسکتا ہے۔

### الف) مالک بن انس اور انکی کتاب " موطأ "

شیخ الاسلام ابو عبد اللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمر ۹۳ ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے سب سے پہلے قرآن حفظ کیا اور پھر حدیث اور اسے حفظ کرنا شروع کیا۔ نہوں نے مدینہ میں حدیث کے اساتید سے استفادہ کیا اور امام صادق

---

[1] تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص۱۷۱

[2] آشنائی با علوم حدیث، ص۱۴۱؛ مزید تفصیلات کے لئے مسند احمد بن حنبل کی کتاب کی خصوصیات اس کی نیت شروح اور دوسروں کی رائ اس کے متعلق، ر۔ک: ابن حنبل؛ حیاتہ و عصرہ؛ آرائہ وفقھہ؛ مسند نویسی دو تاریخ حدیث؛ الحدیث والمحدثون؛ جوامع حدیثی اہل سنت و۔۔۔

(ع) سے بھی علمی استفادہ کیااور امام صادق (ع) سے روایت بھی نقل کرتے ہیں۔ان کی کتاب "موطأ" اس زمانے کے محدثین کے قابل توجہ قرار پائی اور مکہ ،مدینہ، عراق، مصر وغیرہ سے بہت سے راویوں نے اس سے روایت کی۔

**ب) احمد بن حنبل اور انکی مسند**

ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی مروزی، ۱٦۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ وہ زندگی کے آغاز سے ہی حدیث سے آشنا ہوگئے اور حدیث میں تدریس اور تحقیق کرنے لگے اس نے روایات کو جمع کرنے کے لئے بہت سے سفر کئے اور کوشش کی کہ صحابہ کی روایات کو تاحد امکان جمع کرے۔ ان کی مسند، سب سے جامع، سب سے پرانی اوراہل سنت کے متقدمین کے دور کے حدیثی مجموعوں میں سے ہے کہ جس کی بہت تعریف کی گئی ہے۔

# تاریخ حدیث

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## (تیسری صدی)

### تمہید

اس سبق میں تیسری صدی میں متقدمین کی حدیث پر خصوصی توجہ کے بارے میں بیان کیا جائے گا اور پھر ان کو درپیش مسائل اور مشکلات بیان کی جائیں گی۔

### تفصیل

گذشتہ مرحلے میں دوسری صدی میں متقدمین اور اہل سنت علماء کی سعی کا جائزہ لیا جائے گا اور بیان کیا گیا کہ اس صدی میں اہم واقعات رونما ہوئے جن میں مصنفات اور پھر انکے بعد مسانید کی تشکیل ہوئی۔ تیسری صدی میں بھی متقدمین کی حدیثی کاوشیں جاری رہیں، اسی وجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ تدوین حدیث کے سلسلے میں تیسری صدی، تاریخ حدیث اور (چھ جوامع) کی تشکیل میں ایک اہم زمانہ شمار کیا جاسکتا ہے۔

### متقدمین کا حدیث نگاری کا تسلسل

تیسری صدی کے محدثین کی دوسری صدی کے محدثین کی طرح حدیث نگاری پر خصوصی توجہ تھی۔ان سے گزشتہ علماء نے دوسری صدی میں تدوین حدیث اور مسند نویسی کا کام انجام دیا مگر ڈیڑھ صدی بعد سب احادیث ابھی تحریر نہیں ہوئیں تھیں اور ابھی تک حافظوں میں محفوظ تھیں۔انکی کوشش تھی کہ سب روایات کو جمع کریں اور انہیں لکھ لیں۔اسی وجہ سے گزشتہ صدی کے اپنے محدثین کی کوششوں کو جاری رکھتے ہوئے انہی کی طرح مسند نویسی کو جاری رکھا اور بعض مقامات پر کتابت حدیث کے حوالے سے جدید روش اپنائی۔

عباسی حکام نے روایات لکھنے کی مخالفت نہیں کی بلکہ بعض مقامات پر ان سے تعاون بھی کیا۔بخاری جیسے اہلسنت کے عظیم محقق نے بھی کسی کوشش سے دریغ نہیں کیا حتی کہ طولانی سفروں کی مشقت بھی برداشت کی۔ شمس الدین ذہبی بخاری کی جدوجہد کے متعلق لکھا کہ انہوں نے احادیث جمع کرنے کیلئے دو بار شام، مصر وغیرہ اور چند مرتبہ بصرہ سفر کیا۔[۱] ابن عساکر (م ۵۷۱) نیز بخاری اور مسلم کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہوں نے جمع حدیث کیلئے عراق، حجاز اور شام وغیرہ کے سفر کئے۔ [۲]

---

۱سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۴۰۰؛تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۵۵۵

۲تاریخ مدینہ دمشق۔ج ۵۲، ص ۵۴؛ج ۵۸، ص ۸۸

تیسری صدی میں نہ صرف حدیث نگاری کا عمل جاری رہا بلکہ اس میں وسعت آ گئی اور بہت زیادہ محدثین سامنے آئے۔ان علماء کی کوششوں سے بہت زیادہ حدیثی مجموعے بشمول مسانید اور دیگر حدیثی جوامع تشکیل دیئے گئے۔ محدثین کو کتابت حدیث کے مواقع کی فراہمی کیلئے بھرپور وسائل مہیا تھے اور علمی اور سنجیدہ ابحاث روایات درج کرنے کیلئے انجام دی گئیں۔کتابت حدیث عام ہو جانے کے بعد ایک مستقل علم میں بدل گیا اور اکثر علماء کے نزدیک اسکی اہمیت بڑھ گئی اور اسی وجہ سے حدیثی مکاتب میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

**تیسری صدی میں اہلسنت محدثین کی مشکلات**

تیسری صدی میں اہلسنت محدثین نے تدوین حدیث کے موقع پر سیاسی ماحول کو اپنے لیے سازگار دیکھا تو انہوں نے منظّم اور کامل حدیثی مجموعوں کی تشکیل کا مصمم ارادہ کرلیا۔ لیکن انہیں سخت مشکلات پیش آئیں، انہوں نے کوشش کی کہ مناسب راہ حل اختیار کریں تاکہ اپنی مشکلات پر قابو پاسکیں۔ان میں سے کچھ مشکلات سابقہ صدیوں کا تحفہ تھیں اور بعض اسی صدی میں ظاہر ہوئیں۔وہ دشواریاں مندرجہ ذیل ہیں:

**الف) جعلی احادیث میں اضافہ**

حدیث جعل کرنا، تیسرے خلیفہ کے زمانے سے آغاز ہو چکا تھا۔ اپیغبر (ص) نے بھی اس کی خبر دی تھی اور اس کو شدت سے منع کیا تھا: (لا تکذبوا علّی فانه من کذب علّی فلیلج النار)[2]

حدیث جعل کرنا پہلی اور دوسری صدی میں بھی جاری رہا۔ تیسری صدی میں محدثین کو بہت زیادہ جعلی روایات کا سامنا کرنا پڑا کہ ان میں سے ہر ایک ،ایک خاص مقصد کے تحت گھڑی گئی تھی۔[3] جس کی وجہ سے انکا انتخاب مشکل ہو گیا۔احمد بن حنبل کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی احادیث، ساڑھے سات لاکھ روایات سے [4] اور بخاری نے چھ لاکھ احادیث سے [5] اور مسلم

---

[1] اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص۱۱۸
[2] صحیح البخاری، ج۲، ص۱۰۹
[3] اضواء علی السنت المحمدیۃ، ص۱۲۱؛ مقدمہ ابن صلاح، ص۷۹
[4] تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص۱۰۰
[5] الحدیث والمحدثون، ص۷۶

نے تین لاکھ روایات امیں سے انتخاب کیں۔ پہلی صدی میں حدیث کا کامل اور باضابطہ تدوین نہ ہونا، جعلی روایات کے اضافے میں سب سے اہم سبب شمار کیا جاسکتا ہے جس کی وجہ سے تیسری صدی میں محدثین کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

**ب) نقل بالمعنی روایات کا اضافہ**

روایات میں نقل بالمعنی کا اضافہ کمیت اور کیفیت دونوں کے لحاظ سے دوسری اہم مشکل تھی۔ محدثین کو بالخصوص تیسری صدی میں اس مشکل کا سامنا تھا کیونکہ ڈیڑھ صدی تک کتابت حدیث ممنوع تھی اور بوض راویوں کی کوشش تھی کہ روایات اپنے ذہن میں محفوظ رکھیں اور ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچائیں۔اسی لیے تیسری صدی کے علماء کیلئے روایات کے الفاظ یکساں اور ایک جیسے نہ تھے اور اکثر موارد میں اصل روایت کے معنی میں اختلاف ہو جاتا تھا اس طرح کہ بعض موارد میں ان میں اصل روایت کی پہچان مشکل ہو جاتی تھی۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بعض روایات کے اصل متن کی فراموشی باعث بنی کہ آئندہ آنے والے راوی روایات کی تشریح اور انہیں کامل طور پر درج نہ کر سکیں۔ صرف جو انکے حافظے میں محفوظ تھا اسے ہی بیان کرتے تھے محمود ابوریہ کہتے ہیں:

**ان کل راو قد روی مابقیٔ فی ذهنه من هذا المعنی بعد ان عجزت ذاکرته عن ضبط الفاظه**[2]

ابن صلاح معتقد ہیں کہ روایات میں نقل بالمعنی رائج تھا اور کہتے ہیں:

**کثیرا ما کانوا ینقلون معنی واحدا فی امر واحد بالفاظ مختلفه وما ذلک الا لان معولهم کان علی المعنی دون اللفظ**[3]

حدیث میں پہلے دن سے ہی نقل بالمعنی تھا جس سے بچاؤ کا کوئی چارہ نہ تھا۔اس وجہ سے محدثین کو اصل روایت کے انتخاب اور اسے لکھنے میں مشکلات پیش آئیں یہاں تک کہ مجبور ہوئے کہ راویوں کی قوت ضبط کو پرکھیں تاکہ ان میں سے ضابط ترین افراد کی روایات کا انتخاب کریں۔اس لیے (قوت ضبط) صحیح حدیث کی شرائط میں سے شمار ہوتی ہے۔[4] متقدم محدثین نے تیسری صدی میں کوشش کی کہ ایسی روایات کو جمع کریں جو نقل بالمعنی نہ ہوئی ہوں یا ان میں نقل بالمعنی انتہائی کم ہو، مگر اس کام میں

---

[1] تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۵۸۹

[2] اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص ۷۶

[3] مقدمہ ابن صلاح فی علوم الحدیث، ص ۱۳۶

[4] تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی۔ ج ۱، ص ۶۳

کامیاب نہ ہوسکے۔اسی لیے محققین کے ایک گروہ نے صحیحین کی روایات کو "علمی" نہیں سمجھا بلکہ انہیں "ظنیات "میں سے شمار کیا ہے۔[1]

روایات میں نقل بالمعنی اتنا زیادہ تھا کہ یہ انکی کتابوں میں شامل ہوگیا۔لہٰذا عسقلانی کہتا ہے:

((من نوادر ما وقع فی البخاری انه یخرج الحدیث تاما باسناد واحد بلفظین ))[2]

**ج) مصنفات اور مسانید کا ناکافی ہونا**

حدیثی مصنفات اوراس کے بعد مسانید کی تدوین دوسری صدی کے محدثین کی بہت بڑی خدمت تھی ؛لیکن وہ تمام حدیثی ضروریات کا جواب نہیں دے سکتی تھی۔ تیسری صدی کے علماء نے جان لیا کہ مصنفات اور مسانید ہر لحاظ سے کامل نہیں ہیں اور ضروری ہے کہ دوسری مسانید اور حدیثی جوامع تدوین کیے جائیں ؛کیونکہ ان کی نظم وترتیب اور انتخاب تمام لوگوں کے لئے مفید نہیں ہے ،اس کے علاوہ منقطع ،مزید ،مدرج ضعیف ،اور متعارض روایات ان میں پائی جاتی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ جدید تدوین کرتے ہوئے کامل توجہ سے یہ نقائص دور کئے جائیں اور روایات کا ظاہر اور متن اپنے کمال تک پہنچ جائے۔ابن صلاح مسانید کے متعلق کہتے ہیں :

کتب المسانید غیر ملتحقة بالکتب الخمسة الّتی هی الصحیحان ۔۔۔ وما مجراها فی الاحتجاج بها والرکون الی ما یورد فیها مطلقا[3]

**د) محدثین اور متکلمین کے درمیان اختلاف**

وہ مشکلات جو محدثین کیلئے بالخصوص تیسری صدی میں تدوین اور تکمیل احادیث کے سلسلے میں زیادہ سختی کا باعث بنیں ان میں سے ایک محدثین اور متکلمین کے مابین اختلاف تھا۔یہ اختلاف باعث بنا کہ روایات کی تہذیب ، تکمیل اور تدوین کا عمل مطلوبہ نظم و ترتیب اختیار نہ کرسکے۔اشاعرہ اور دوسری صدی میں شہرت پانے والے معتزلہ اور ان میں سب سے آگے

---

[1] الحدیث والمحدثون ،ص ۳۹۷

[2] فتح الباری ،ج۱، ص ۱۸۶

[3] مقدمہ ابن صلاح فی علوم الحدیث ،ص ۳۷

واصلیہ،ھذیلیہ،اشعریہ اوغیرہ کے متکلمین اور اسی طرح جبریہ،سلفیہ،ماتریدیہ،مرجئہ ۲ وغیرہ دوسرے کلامی فرقے بھی جو بھی عقیدہ رکھتے تھے اسے حدیث کی طرف نسبت دیتے تھے اور ایک دوسرے اختلاف کرتے تھے۔ان اختلافات میں سے ایک خلق قرآن کا مسئلہ ہے جو ان کے درمیان رائج اور عام تھا۔ ۳

محمد ابوزھو متکلمین کا محدثین سے رویے کے متعلق کہتا ہے :

۔لم يقف المعتزله عند هذا الحد من اغراء الخلفاء بأهل الحديث بل اطلقوا السنتهم بالسوء واخذوا يقبحون اهل الحديث ويعيبون عليهم طريقتهم ويحطون من قدرهم وير مونهم بالعی۔ ۴

۲- ان المتكلمين والمحدثين كانو ا فی هذا العصر بل وقبل هذا العصر على طرفی نقيض ۔لقد حطّ من شان المحدثين فی نظر المتكلمين وجود ادعياء الراوية وجهلة الشيوخ وكذبة القصاص بينهم فرموهم بالجهل وكل نقيصة۔ ۵

متکلمین اور محدثین کا اختلاف ایک طرف محدثین کی شان میں کمی کا باعث تھا اور دوسری جانب ان دونوں میں ہر ایک کے عقائد کے اثبات کیلئے جعل حدیث کے اسباب فراہم کر رہا تھا اور واقعیات کو آئندہ آنے والے محدثین سے دور کر رہا تھا۔یہاں اگر حکام یا عوام کسی ایک کی طرفداری کیلئے مداخلت کرتے تو محدثین کیلئے تدوین اور کتابت روایات بہت زیادہ سخت اور مشکل ہو جاتی۔

**خلاصہ**

### متقدمین کی حدیث پر خصوصی توجہ ( تیسری صدی)

### متقدمین کا حدیث نگاری کا تسلسل

تیسری صدی کے محدثین کی دوسری صدی کے محدثین کی طرح حدیث نگاری پر خصوصی توجہ تھی۔ان سے گزشتہ علماء نے دوسری صدی میں تدوین حدیث اور مسند نویسی کا کام انجام دیا مگر ڈیڑھ صدی بعد سب احادیث ابھی تحریر نہیں ہوئیں تھیں اور

---

۱الملل والنحل،ج۱،ص ۹۴،۴۹،۴۶

۲اصول الحدیث علومہ ومصطلحہ،ص ۱۲۷

۳الحدیث والمحدثون،ص۳۱۹

۴ایضا،ص ۳۲۲

۵ایضا،ص ۳۲۸

ابھی تک حافظوں میں محفوظ تھیں۔انکی کوشش تھی کہ سب روایات کو جمع کریں اور انہیں لکھ لیں۔اسی وجہ سے گزشتہ صدی کے اپنے محدثین کی کوششوں کو جاری رکھتے ہوئے انہی کی طرح مسند نویسی کو جاری رکھا اور بعض مقامات پر کتابت حدیث کے حوالے سے جدید روش اپنائی۔

**تیسری صدی میں اہلسنت محدثین کی مشکلات**

تیسری صدی میں اہلسنت محدثین نے تدوین حدیث کے موقع پر سیاسی ماحول کو اپنے لیے سازگار دیکھا تو انہوں نے منظّم اور کامل حدیثی مجموعوں کی تشکیل کا مصمم ارادہ کرلیا۔لیکن انہیں سخت مشکلات پیش آئیں،انہوں نے کوشش کی کہ مناسب راہ حل اختیار کریں تاکہ اپنی مشکلات پر قابو پاسکیں۔جو مندرجہ ذیل ہیں:

**الف) جعلی احادیث کا اضافہ**

**ب) نقل بالمعنی روایات کا اضافہ**

**ج) مصنفات اور مسانید کا ناکافی ہونا**

**د) محدثین اور متکلمین کے درمیان اختلاف**

# تاریخ حدیث

# تیسری صدی میں تدوین حدیث کی خصوصیات

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں تیسری صدی میں حدیث اہل سنت کی تدوین کی خصوصیات بیان ہو نگی۔

## تفصیل

تیسری صدی کے اکثر محد ثین نے ان تمام مشکلات کے باوجود دوسری صدی سے جدید اور بہتر اسلوب کے ساتھ تدوین حدیث کا آغاز کیا۔انہوں نے ایک سو سال کے عرصے میں اہل سنت کیلئے بہترین اور اصلی ترین حدیثی کتابیں تحریر کیں۔جس کی وجہ سے تیسری صدی میں تدوین حدیث کا دوسری صدیوں سے الگ مقام بنا۔اس صدی میں تدوین حدیث کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں:

### الف) تنقیح اور جمع روایات

بخاری (م۲۵۱)، مسلم (م۲۶۱)، ابن ماجہ (م۲۷۳)، ابی داؤد (م۲۷۵)، ترمذی (م۲۷۹)، نسائی (م۳۰۳)[1] جیسے تیسری صدی کے محد ثین اور دوسرے وہ محد ثین جو اپنی عمر کا اکثر حصہ تیسری صدی میں گذار چکے تھے، انہوں نے کوشش کی کہ ایسی روایات کو جمع کریں جو معتبر اور ہر طرح کے جعل اور نقل بالمعنی سے پاک ہوں۔ اس کام کی وجہ سے اس دور کو ((تنقیح اور اختیار)) کا نام دیا گیا۔[2]

صحیح بخاری سب سے پہلی کتاب ہے جو صحیح روایات کو جمع کرنے کیلئے تدوین کی گئی۔[3] یہ اسی حقیقت کو ظاہر کر رہی ہے کہ انہوں نے کوشش کی کہ پہلے صحیح روایات کو جدا کریں پھر انہیں لکھیں۔ شمس الدین ذھبی، بخاری کے بارے میں کہتے ہیں کہ ایک دن وہ اپنے استاد اسحاق بن راھویہ کے پاس تھے اور اس حوالے سے گفتگو ہوئی۔ وہ بزبان بخاری نقل کرتا ہے: **كنت عند اسحاق بن راهويه فقال بعض اصحابنا: لو جمعتم كتابا مختصرا لسنن النبی (ص)؟ فوقع ذلک فی قلبی فاخذت فی جمع هذا الكتاب**[4]

---

[1] آشنائی باعلوم حدیث، ص۱۵۶

[2] اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص۲۶۶

[3] حیاۃ البخاری، ص۶۶

[4] سیر اعلام النبلاء، ج۱۲، ص۴۰۰؛ تاریخ بغداد، ج۲، ص۸

اور دوسرے مقام پر ان سے نقل ہوا ہے : (ما ادخلت فی هذا الکتاب الا ما صحّ)[1]

بعض تاریخی کتابوں میں آیا ہے کہ بخاری کے استاد ،اسحاق بن راھویہ نے انہیں کہا کہ صحیح روایات جمع کرو اور اس طرح کہا:( لو جمعتم کتابا مختصرا لصحیح سنه رسول الله )اور بخاری کہتے ہیں : (فوقع ذلک فی قلبی فاخذت فی جمع الجامع الصحیح )۔[2] محمد ابوزھو بھی مذکورہ مطالب کے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں :

(( خرجه من ستمأئه الف حدیث ))[3]

مسلم کے بارے میں بھی کہا گیا ہے کہ وہ بھی صحیح روایات کو جمع کرنے کے درپے تھے ،وہ خود کہتے ہیں :

(( صنّفت هذا الصحیح من ثلاث مأئة الف حدیث مسموعة ))[4]

صحیح مسلم کے مقدمہ میں مؤلف نے اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے مومنین میں سے کسی ایک کی درخواست پر صحیح روایات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔[5] ابوزھو کی رائے یہ ہے کہ صحیح مسلم کی تدوین میں دو باتیں مؤثر تھیں : احکام دین کے متعلق پیغمبر (ص) سے متصل صحیح روایات جمع کرنا اور پھر معتبر روایات کے ذریعے لوگوں کو دین کی طرف جذب کرنا جوان کیلئے باعث اطمئنان ہو۔[6] تیسری صدی کے دوسرے محدثین کے بارے میں بھی اسی طرح کے مطالب نقل کیے گئے ہیں[7] اگرچہ (جرح و تعدیل) کے حوالے سے انکی کوششیں بخاری اور مسلم کے ہم پلہ نہیں ہو سکتیں۔

راویوں کی جرح و تعدیل کے سلسلے میں محدثین کی کوششوں کا مقصد راویوں اور روایات کی تنقیح تھا۔ان محدثین کے پیشوا یحیٰی بن معین (۲۳۳م) تھے ،اسی طرح تیسری صدی کے علمائے رجال نے بھی راویوں کی تحقیق اور انکی جرح و تعدیل کی[8] اور (رجال الحدیث) کی کتابیں تدوین کیں۔استاد شانہ چی کہتے ہیں :

---

[1] ایضا، ص ۴۰۲
[2] تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص ۸۸
[3] الحدیث والمحدثون، ص ۳۷۸
[4] تذکرة الحفاظ، ج ۲، ص ۵۸۹
[5] صحیح مسلم، مقدمہ، ج۱، ص ۳
[6] الحدیث والمحدثون، ص ۳۸۲
[7] ایضا، ص ۳۵۷-۳۶۱؛ جوامع حدیثی اہل سنت، ص ۱۲۵-۱۵۸
[8] تاریخ حدیث، ۵۳

اس کے بعد، علم ((معرفۃ الرجال)) اور علم ((جرح و تعدیل)) ایک دوسرے میں مخلوط ہو گئے اور بخاری جیسے علماء نے اس سلسلے میں اپنی معلومات کتاب تاریخ کبیر، تاریخ وسط اور تاریخ صغیر کے ضمن میں راویانِ حدیث کے حالات اور علماءِ جرح و تعدیل کے اقوال تحریر کیے ہیں۔[1]

بعض رجالی کتابیں جن کا مقصد راویوں کی شناخت تھا، بخاری و مسلم وغیرہ کی حدیثی کتابوں کی تدوین کے بعد لکھی گئیں۔ یہ آثار، رجال کی تحقیق کے سلسلے میں تیسری صدی کے جوامع تدوین کرنے والے اور دیگر محدثین کی بے پناہ کوششوں کی علامت ہیں تا کہ ضعیف روایات کی شناسائی کر سکیں اور بہترین روایات انتخاب کریں۔ رجالی تحقیق کے ساتھ ساتھ متن کی تحقیق اور جعل اور نقل بالمعنی سے پاک صحیح روایات کا حصول تیسری صدی کے محدثین کے اقدامات تھے؛ اس وجہ سے ان کی نظر میں (چھ جوامع) بہترین اور کامل ترین روایات پر مشتمل ہیں؛ بالخصوص صحیح مسلم اور صحیح بخاری جنہیں روایات میں ((اصح الکتاب)) قرار دیا گیا ہے۔[2]

**ب) کامل اور جامع ابواب بندی اور موضوع بندی**

موضوع کے لحاظ سے دوسری صدی کی نسبت بالخصوص دوسری صدی میں تدوین ہونے والے مسانید کی نسبت تیسری صدی کے حدیثی مجموعے کامل ترین ترتیب کے حامل تھے، ان میں روایات کی موضوعی صورت میں طبقہ بندی نہیں کی گئی تھی۔ اس طرح تیسری صدی کے جوامع اعتقادی اور فقہی موضوعات کی بنیاد پر تدوین کیے گئے۔[3]

محمد ابوزھو، مسلم کے محرک کے متعلق کہتے ہیں: گزشتہ مصنفات کے ابواب روان اور آسان نہ تھے اور اس فن میں مہارت نہ رکھنے والوں کیلئے روایات کی تشخیص مشکل تھی۔[4] کیونکہ اکثر گزشتہ مصنفات اور مسانید میں احادیث کی ایک دوسرے سے مناسبت کی رعایت کرنے اور انکی نظم و ترتیب کے بجائے صرف جمع روایات پر زور دیا گیا ہے جبکہ چھ جوامع میں روایات کو

---

[1] ایضا

[2] مقدمہ ابن صلاح فی علوم الحدیث، ص۱۹، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص۸۸

[3] تاریخ عمومی حدیث، ص۱۳۶

[4] الحدیث والمحدثون، ص۳۸۲

حصوں اور متعدد موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر باب میں صاحب کتاب کی مطلوبہ ترتیب پر روایات انتخاب کی گئی ہیں۔ بالخصوص صحیح مسلم و صحیح بخاری میں روایات مخصوص ترتیب کیساتھ لائی گئی ہیں۔[1]

تفسیری، تاریخی، فقہی وغیرہ روایات کی طبقہ بندی اور ان کا ایک دوسرے سے جدا کرنا اس دورہ کے اقدامات میں سے تھا۔ اس اہم کام کو انجام دینے والا سب سے پہلا شخص اسحاق بن راھویہ (م ۲۳۸) تھا جس نے تفسیری روایات کو جدا اور انہیں قرآن کی ترتیب کے اعتبار سے مدوّن کیا۔[2]

### ج) مختصر نویسی اور حذف مکررات

تیسری صدی کے اکثر محدثین کی کوشش تھی کہ جمع روایات میں اختصار بھی کیا جائے اور مصنفات اور مسانید کے برخلاف تکراری روایات کو لانے سے پرہیز کریں؛ اس سلسلے میں سیوطی بخاری کے محرک کے بارے میں لکھتے ہیں: ((**لو جمعتم کتابا مختصرا لصحیح سنه الرسول**))[3] شمس الدین ذھبی بھی ابراھیم بن معقل سے نقل کرتا ہے کہ:

**سمعت البخاری یقول: ما ادخلت فی هذا الکتاب الا ما صح وترکت من الصحاح کی لا یطول الکتاب۔**[4]

صحیح مسلم کے سلسلے میں بھی آیا ہے کہ وہ مکررات کو حذف کرنے کا ارادہ رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ روایات کو مختصر صورت میں ذکر کریں۔ وہ اس سلسلے میں لکھتے ہیں: ((**سألنی ان الخصها لک فی التالیف بلا تکرار یکثر**))[5]

اس وجہ سے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دوسری جوامع کی روایات تقریباً آٹھ ہزار روایات اور کچھ موارد میں چار ہزار روایات سے کم ہیں، حالانکہ مسند احمد بن حنبل گذشتہ حدیثی تالیفات میں سے تقریبا تیس ہزار روایات پر مشتمل ہے۔[6]

### د) حدیثی جوامع کی تدوین

---

[1] تاریخ حدیث، ص ۵۰

[2] ایضا۔

[3] تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج ۱، ص ۸۸

[4] سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۴۰۲

[5] صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳

[6] آشنائی با علوم حدیث، ص ۱۵۶

تیسری صدی میں اہل سنت کے محدثین نے بعض مسانید کی تدوین کے ساتھ چند حدیثی مجموعوں کو بھی مرتب کیا جو بعد میں ((جوامع حدیثی یا چھ جوامع)) کے نام سے مشہور ہوئے۔ حدیثی جوامع، حدیثی مجموعوں کی تدوین اور سنت نبی اکرم (ص) پر مشتمل ہونے کے ارادے سے تدوین کیے گئے اور آئندہ صدیوں میں دوسری حدیثی کتابوں کے ظہور کا باعث بنیں۔

حدیثی جوامع سے مراد وہ کتابیں ہیں جو اقوال صحابہ ذکر کیے بغیر، سند کے ساتھ صحیح روایات پر مشتمل ہیں؛ یہ دوسری صدی میں تدوین ہونے والی مصنفات کے برخلاف تھیں اور جن مصنفات میں صحیح اور ضعیف روایات، صحابہ کے اقوال یا اصطلاح میں جسے ((حدیث موقوف)) کہتے ہیں، بھی پائی جاتی تھیں۔ ڈاکٹر محمد عجاج کہتے ہیں:

**جمع هؤلاء الحديث ودونوه بأسانيده واجتنبوا الاحاويث الموضوعة وذكروا طرقا كثيرة لكل حديث يتمكن بها جهابذة هذا العلم وصيارفته من معرفة الصحيح من الضعيف القوى من المعلول ـــ۔ فراى بعض الائمة ان يصنفوا فى الحديث الصحييح فقط فصنفوا كتبهم على الابواب واقتصروا فيها على الحديث الصحيح وظهرت الكتب الستة فى هذا العصر۔[1]**

حدیثی جوامع کی دو قسمیں تھیں: ((جامع صحیح)) اور ((سنن))۔ جامع صحیح جو صحیح مسلم اور صحیح بخاری کو شامل ہے، اکثر ایسی کتاب پر اطلاق ہوتی ہے جس میں بہترین روایات شامل ہوں اور فقہی اور غیر فقہی تمام اہم موضوعات پر مشتمل ہو اور انکی اصلی ترتیب و تنظیم فقہی روایات کی بنیاد پر نہ ہو۔ اسکے برخلاف سنن (جیسے سنن نسائی، سنن ترمذی، سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ) جو اغلب فقہی ابواب پر ترتیب دی گئی ہو اور سنن پیغمبر (ص) بشمول صحیح اور حسن کو شامل ہو اور اعتبار کے لحاظ سے اسکا رتبہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری کے بعد ہے۔[2]

حدیثی جوامع کی تشکیل جو صحیحین اور چار سنن کو شامل ہیں، تیسری صدی کے محدثین کے اہم ترین اقدامات میں سے ہے جو آج تک اہلسنت کے نزدیک ایک خاص مقام کی حامل ہیں۔ ان چھ جوامع میں سے بالخصوص صحیح مسلم اور صحیح بخاری زیادہ معتبر ہیں۔ دارقطنی اور بیہقی جیسی شخصیات نے بعد والی صدیوں میں سنن لکھیں لیکن ہرگز ان مذکورہ سنن جتنی عام مقبولیت اصل نہ

---

[1] السنۃ قبل التدوین، ص ۲۲۳

[2] علوم الحدیث و مصطلحہ، ص ۲۹۷

کر. پائیں۔۱ جامع کی اصطلاح کبھی سنن کے بارے میں بھی استعمال کی گئی ہے، جیسے جامع ترمذی۲ جو کتاب سنن ترمذی کے مطالب کی وسعت پر دلیل ہے۔

## خلاصہ

### تیسری صدی میں تدوین حدیث کی خصوصیات

تیسری صدی کے اکثر محدثین نے ان تمام مشکلات کے باوجود دوسری صدی سے جدید اور بہتر اسلوب کے ساتھ تدوین حدیث کا آغاز کیا۔انہوں نے ایک سو سال کے عرصے میں اہلسنت کیلئے بہترین اور اصلی ترین حدیثی کتابیں تحریر کیں۔

وہ خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

**الف) تنقیح اور جمع روایات**

انہوں نے کوشش کی کہ ایسی روایات کو جمع کریں جو معتبر اور ہر طرح کے جعل اور نقل بالمعنی سے پاک ہوں۔ اس کام کی وجہ سے اس دور کو ((تنقیح اور اختیار)) کا نام دیا گیا

**ب) کامل اور جامع ابواب بندی اور موضوع بندی**

موضوع کے لحاظ سے دوسری صدی کی نسبت بالخصوص دوسری صدی میں تدوین ہونے والے مسانید کی نسبت تیسری صدی کے حدیثی مجموعے کامل ترین ترتیب کے حامل تھے،ان میں روایات کی موضوعی صورت میں طبقہ بندی نہیں کی گئ تھی۔اس طرح تیسری صدی کے جوامع اعتقادی اور فقہی موضوعات کی بنیاد پر تدوین کیے گئے۔

**ج) مختصر نویسی اور حذف مکررات**

تیسری صدی کے اکثر محدثین کی کوشش تھی کہ جمع روایات میں اختصار بھی کیا جائے اور مصنفات اور مسانید کے بر خلاف تکراری روایات کو لانے سے پرہیز کریں۔

**د) حدیثی جوامع کی تدوین**

---

۱تاریخ عمومی حدیث، ص ۱۴۶

۲تاریخ حدیث، ص ۴۴

تیسری صدی میں اہل سنت کے محدثین نے بعض مسانید کی تدوین کے ساتھ چند حدیثی مجموعوں کو بھی مرتب کیا جو بعد میں ((جوامع حدیثی یا چھ جوامع))کے نام سے مشہور ہوئے۔ حدیثی جوامع ،حدیثی مجموعوں کی تدوین اور سنت نبی اکرم (ص) پر مشتمل ہونے کے ارادے سے تدوین کیے گئےاور آئندہ صدیوں میں دوسری حدیثی کتابوں کے ظہور کا باعث بنیں

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں اہل سنت کے حدیثی مراکز، حدیثی مجموعے اور ان مجموعوں کے مصنفین میں سے اہم کا تذکرہ ہوگا اور آخر میں دو اہم مولف یعنی بخاری اور مسلم اور ان کی کتابوں کے بارے میں بیان کیا جائے گا۔

## تفصیل

تیسری صدی میں حدیثی مراکز میں اضافہ ہو رہا تھا اور اصلی مراکز سے ہٹ کر دوسرے شہروں میں بھی تدوین اور تحقیق حدیثی انجام دی جارہی تھی۔ ان میں مشہور اور غیر مشہور شہروں سمیت درج ذیل کا نام لیا جاسکتا ہے: بصرہ، بغداد، مکہ، مدینہ، کوفہ، شام، عسقلان، حمص، سمرقند، مصر، مرو، دمشق، بلخ، ری، نیشابور، ترمذ وغیرہ۔ شمس الدین ذہبی ان شہروں کا حال بیان کرتے ہیں جن میں تیسری صدی کے عظیم محدث (بخاری) نے علم حدیث سیکھا تھا، کہتے ہیں:

**سمع ببلخ من مکی بن ابراهیم وببغداد من عفان وبمکه من المقری وبالبصرة من ابی عاصم ---۔ وبالکوفه من عبید الدین موسی وبالشام من ابی المغیرة ---۔ وبعسقلان من آدم وبحمص من ابی الیمانی وبدمشق من ---[1]**

اس صدی میں حدیثی مراکز وافر تھے لیکن (صحاح ستہ) کے مؤلفین نے اغلب طور پر اکثر مدینہ، مکہ، عراق، ری، نیشابور اور خراسان میں تربیت حاصل کی اور ان میں سے اکثر وہیں دفن ہوئے؛ جیسے نیشاپور میں مسلم، سمرقند میں بخاری، ترمذ میں ترمذی وغیرہ۔[2] اگرچہ محدثین جغرافیائی لحاظ سے ایک دوسرے سے دور تھے لیکن حدیثی مراکز سے خاص کر اصلی ترین شیوخ حدیث اور بلاواسطہ احادیث دریافت کرنے کی خاطر ان میں باہمی روابط اور انکے مابین سفر کرنا عام تھا۔

### صحاح ستہ کی تدوین کا سنہری دور

اہلسنت کے متقدم بالخصوص تیسری صدی کے محدثین جیسے بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی وغیرہ نے مواقع سے فائدہ اٹھا کر حدیثی مجموعے تدوین کیے۔ جس کی وجہ سے اہل سنت کی تاریخ حدیث میں یہ زمانہ ممتاز اور منفرد مقام رکھتا ہے اور یہ تدوین حدیث

---

[1] تذکرة الحفاظ، ج ۲، ص ۵۵۵؛ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۳۹۴

[2] مقدمہ ابن صلاح، ص ۲۱۸

کا سنہری دور مشہور ہے۔[1] محمد ابو زھو اس دور کو دوسرے ادوار سے نمایاں قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں :

**هذا والقرن الثالث يعتبر اجل عصور الحديث واسعدها بتدوين الحديث وتقريبه على طالبه فقيه ظهر كبار المحدثين وحذاق الناقدين ومهرة المؤ لفين وفيه ظهرت كتب الخمسة** [2]

حدیث کا سنہری زمانہ، چھ کتب ( صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، سنن ابی داؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی ) یا بعض کی نظر میں پانچ کتابیں ( صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، سنن ترمذی، سنن نسائی ) [3] تدوین ہوئیں۔

ان کے علاوہ دوسری حدیثی کتابوں کے مجموعے بھی تدوین کیے گئے جن میں صحاح ستہ یا خمسہ نے زیادہ شہرت پائی جو ترتیب زمانی کے لحاظ سے اس طرح سے ہیں :

۱۔ صحیح بخاری یا الجامع الصحیح، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (م ۲۵۶)

۲۔ صحیح مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشابوری (م ۲۶۱)

۳۔ سنن ابن ماجہ، محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی (م ۲۷۳)

۴۔ سنن ابی داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق سجستانی (م ۲۷۵)

۵۔ سنن یا جامع ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورہ سلمی ترمذی (م ۲۷۹)

۶۔ سنن نسائی، ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی نسائی (م ۳۰۳) [4]

دوسری صدی میں مالک کی موطا کے ساتھ مذکورہ کتابیں، اہل سنت کے پہلے حدیثی جوامع کو تشکیل دیتی ہے، ان میں سے ہر ایک کی خصوصیات اور مقام کی تحقیق اہل سنت کے حدیثی جوامع سے مربوط ہے۔

تیسری صدی میں صحاح ستہ میں سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اہلسنت کے نزدیک بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں یہاں تک کہ سیوطی انہیں قرآن مجید کے بعد (اصح الکتب) شمار کرتے ہیں۔[5] اور نیز صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح دی ہے۔اور کہتے ہیں :

---

۱تاریخ حدیث، ص ۳۴؛ تاریخ عمومی حدیث، ص ۱۵۱

۲الحدیث والمحدثون، ص ۳۶۷

۳اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص ۳۱۹

۴تاریخ حدیث، ص ۳۵

۵تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج ۱، ص ۹۱

((والبخاری اصحها)) [1] اور بعض اہل سنت کے علماء معتقد ہیں کہ صحیح مسلم اتصال اور یقین کے لحاظ سے صحیح تر ہے [2] لیکن محمد ابوزھو دلیل دیتے ہیں کہ صحیح بخاری صحیح تر ہے؛ جیسے اہل فن کی گواہی، سند کا اتصال اور رجال کا یقینی ہونا، شذوذ اور علت سے محفوظ ہونا وغیرہ۔ [3] بہر حال بعد والی صدیاں ان کتابوں پر فخر کرتی ہیں جو تیسری صدی میں لکھی گئیں اور آئندہ کی صدیوں کی حدیثی کتابوں کے لئے محور اور مرجع قرار پائیں۔

اہل سنت اور شیعہ بعض محققین کی نظر میں۔ بالخصوص دور حاضر میں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے اعتبار میں پائی جانے والی تردید کی وجہ سے تیسری صدی کو سنہری دور نہیں کہا جاسکتا کیونکہ ان دو کتابوں میں ضعیف روایات اور بعض جگہوں پر متن کے حوالے سے مشکلات پائی جاتی ہیں اور ان کے بعض راویوں کو بھی ضعیف شمار کیا گیا ہے۔ [4] بعض نے اسکی روایات کے متعلق بحث کی ہے کہ کیا انکی صحت علمی ہے یا ظنی؟ [5] بعض کا کہنا ہے کہ بخاری اور مسلم دونوں نے سند میں اور بعض مقامات پر متن حذف کرنے، نقل بالمعنی اور تقطیع روایات میں بعض جگہوں پر نقص اور کمی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ بالخصوص اپنے دور کے عظیم شخصیات جیسے حضرت امام صادقؑ اور امام کاظمؑ وغیرہ سے کوئی روایت ذکر نہیں کی۔ [6]

### اہم شخصیات اور حدیثی مجموعے

تیسری صدی میں بہت زیادہ حدیثی مجموعے تدوین کیے گئے جن میں سے بعض کو مسانید اور بعض کو حدیثی جوامع کہا جاتا ہے۔ بعض مسانید کی تدوین دوسری صدی سے شروع ہوئی اور تیسری صدی تک جاری رہی۔ ان میں سے درج ذیل بعض مسانید کا نام بیان کیا جاسکتا ہے: مسند عبسی کوفی (م ۲۱۳)، مسند حمیدی (م۲۱۹)، مسند بن مسرھد (م۲۲۸)، مسند اسحاق بن راھویہ (م۲۳۸)، مسند عثمان بن ابی شیبہ (م۲۳۹)، مسند احمد بن حنبل (م۲۴۱)۔

---

۱ ایضا

۲ ایضا، ص ۲۔۹۱

۳ الحدیث والمحدثون، ص ۳۹۱

۴ اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص ۳۰۲۔۳۱۶

۵ الحدیث والمحدثون، ص ۳۹۶

۶ معالم المدرسیتن، ج ۳، ص ۳۹؛ جوامع حدیثی اہل سنت، ص ۱۰۴؛ آشنائی با علوم حدیث، ص ۱۴۵

ان میں سے بعض مسانید اکثر تیسری صدی میں تدوین ہوئے، جیسے مسند حلوانی (م۲۴۲)، مسند ابی عمرو عدنی (م۲۴۳)، مسند عبد بن حمید (م۲۴۹)، مسند دارمی سمر قندی (م۲۵۵)، مسند ابی شیبہ سدوسی (م۲۶۲)، مسند بقی بن مخلد قرطبیّ (م۲۷۶)، مسند سمسار محدث ابو اسحاق (م۲۸۲)، مسند ابن ابی عاصم شیبانی (م۲۸۷)، مسند بزار (م۲۹۲)، مسند کجی بصری (م۲۹۲) وغیرہ۔[1] تیسری صدی کے مسانید میں سے دوسری صدی میں تدوین شدہ مسانید جیسے مسند احمد بن حنبل، مسند ابی شیبہ کے بعد مسند دارمی (م۲۵۵) اور مسند یعقوب بن ابی شیبہ (م۲۶۲)، مسند قرطبیّ (م۲۷۶) سب سے اہم مسانید شمار کیے گئے ہیں۔ جامعیت کے لحاظ سے مسند احمد بن حنبل (م۲۴۱) کے بعد مسند بقی بن مخلد قرطبیّ (م۲۷۶) سب سے کامل مسانید میں شمار کیا گیا ہے۔[2] تیسری صدی میں بہت سے حدیثی مجموعے تدوین کیے گئے جن میں صحیح مسلم اور صحیح بخاری کو بہت زیادہ اہمیت ملی۔ بخاری (م۲۵۶) اور مسلم (م۲۶۱) تیسری صدی کی سب سے اہم شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں؛ اس وجہ سے ان میں سے ہر ایک کا مختصر اجائزہ لیں گے۔

### الف) بخاری اور ان کی صحیح

ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری جعفی ۱۹۴ ہجری میں بخارا میں پیدا ہوئے[3] اور بچپن میں والد کے انتقال کے بعد والدہ کی سرپرستی میں دینی علوم حاصل کیے۔ انہوں نے مدینہ میں کچھ عرصہ رہنے اور بعض اسلامی ممالک کے طولانی سفر کرنے کے بعد حدیث میں مقام استادی پالیا اور معروف محدثین میں شمار ہونے لگے اور سینکڑوں روایات حفظ اور جمع کیں۔[4] انہوں نے ان سفروں میں مکہ، شام، عراق وغیرہ حدیث کے عظیم اساتید کی خدمت میں پہنچے اور ان سے حدیث نقل کیں اور بزرگان کی تعریف کے مستحق قرار پائے۔[5] ابو عبد اللہ کلامی اعتبار سے (خلق قرآن) کے معتقد تھے اور متکلمین اور عوام کے سامنے بہت زیادہ استقامت کی اور ناچار نیشابور چلے گئے۔[6] ان کی متعدد تالیفات ہے جن میں سے کچھ یہ ہیں:

---

۱تاریخ حدیث، ص ۳۳

۲جوامع حدیثی اہل سنت، ص ۴۴

۱۳الاعلام، ج۶، ص ۳۳

۴تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۵۵۵

۱۵الحدیث والمحدثون، ص ۳۵۴

۶جوامع حدیثی اہل سنت، ص ۶۸

التاریخ الکبیر، التاریخ الاوسط، التاریخ الصغیر وغیرہ ۱

انکی سب سے اہم کتاب ( صحیح ) ہے جس میں سنن النبی (ص) کی صحیح روایات شامل ہیں۔ بخاری کی کوشش تھی کہ وہ ایسی صحیح روایات کو جمع کریں جن پر محدثین اور اسکے شیوخ نے مہر تائید ثبت کی ہو۔ پھر انہیں کے تعاون سے احکام تکلیفی اور اخلاقی بیان کیے۔ کتاب صحیح بخاری میں ۷۲۷۵ یا ۷۳۹۷ روایات ہیں جن میں ابن صلاح کے مطابق تکراری احادیث کو حذف کرکے انکی تعداد چار ہزار بنتی ہے۔ ۲ صحیح بخاری میں ۹۷ کتاب اور تین ہزار سے زائد باب ہیں اور اہل سنت کی اہم احادیث کو شامل ہے۔ ۳اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر بعد والی صدیوں میں بہت زیادہ شرحیں، مستدرکات اور تعلیقات تحریر کیے گئے۔ بخاری ۲۵۶ ہجری میں سمرقند کے گاؤں خرتنگ میں انتقال کر گئے۔

## ب) مسلم اور ان کی صحیح

ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشابوری ۲۰۶ ہجری میں نیشابور میں پیدا ہوئے۔ ۴ وہ شروع سے ہی حدیث کی تحصیل میں مصروف ہو گئے وہ اپنے استاد بخاری کی طرح علمی سفر پر گئے ۵ تاکہ اپنے اساتید سے احادیث کو متصل اور انتہائی کم واسطے سے روایت دریافت کرے۔ اس کے اساتذہ میں احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ، بخاری وغیرہ تھے کہ جنھوں نے اسکے علمی ترقی میں کردار ادا کیا؛ اس وجہ سے وہ ایک عظیم اور نامور محدث بن گئے۔

مسلم کی حدیث میں اہم کتاب انکی ( صحیح ) ہے۔ اہل سنت کی نظر میں اس میں مختلف موضوعات پر سینکڑوں احادیث پائی جاتی ہیں۔ خود مسلم کا قول ہے کہ میں نے اپنی کتاب صحیح تین لاکھ احادیث سے جمع کیا جو میں نے سنیں۔ ۶ صحاح ستہ میں صحیح مسلم، صحیح بخاری کے بعد سب سے اعلی رتبہ رکھتی ہے اور علمائے حدیث کے نزدیک انتہائی معتبر کتاب ہے۔ صحیح مسلم میں ۵۴ کتاب اور ۷۲۷۵ روایات ہیں۔ یہ کتاب اسکے اپنے مقدمے سے آغاز ہوتی ہے جس میں انہوں نے اس کتاب کی تالیف کا محرک اور کیفیت بیان کی ہے۔

---

احیاۃ البخاری، ص ٦٦
۲ مقدمہ ابن صلاح فی علوم الحدیث، ص ۲۳
۳ جوامع حدیثی اہل سنت، ص ۷۵
۴ الاعلام، ج ۷، ص ۲۲۱
۵ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۵۸۸
٦ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۱۰۲۔

مسلم نے کوشش کی کہ اپنی صحیح میں بخاری سے بہتر ترتیب پیش کرے؛اس نے کوشش کی کہ حدیث کی تقطیع سے پرہیز کرے اور روایات تکرار کے بغیر ابواب میں درج کرے اور تکراری روایات کو بھی اسی باب میں ذکر کرتا ہے؛اس طریقہ سے روایات کی سند اور طرق کے حصول میں صحیح بخاری سے زیادہ آسان ہے۔[1] صحیح مسلم پر بھی شرحیں، حواشی وغیرہ لکھے گئے ہیں۔ مسلم ۲۶۱ہجری میں نیشابور میں فوت ہوئے اور اسی مقام پر دفن ہوئے۔

## خلاصہ

### اہل سنت کے حدیثی مراکز

تیسری صدی میں حدیثی مراکز میں اضافہ ہو رہا تھا اور اصلی مراکز سے ہٹ کر دوسرے شہروں میں بھی تدوین اور تحقیق حدیثی انجام دی جارہی تھی۔ ان میں مشہور اور غیر مشہور شہروں سمیت درج ذیل کا نام لیا جاسکتا ہے: بصرہ، بغداد، مکہ، مدینہ، کوفہ، شام، عسقلان، حمص، سمرقند، مصر، مرو، دمشق، بلخ، ری، نیشابور، ترمذ وغیرہ۔

### صحاح ستہ کی تدوین کا سنہری دور

اہلسنت کے متقدم بالخصوص تیسری صدی کے محدثین جیسے بخاری، مسلم، نسائی، ترمذی وغیرہ نے مواقع سے فائدہ اٹھا کر حدیثی مجموعے تدوین کیے۔ جس کی وجہ سے اہل سنت کی تاریخ حدیث میں یہ زمانہ ممتاز اور منفرد مقام رکھتا ہے اور یہ تدوین حدیث کا سنہری دور مشہور ہے

حدیث کے سنہری زمانہ میں چھ کتب (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، سنن ابی داود، سنن ترمذی، سنن نسائی) یا بعض کی نظر میں پانچ کتابیں (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، سنن ترمذی، سنن نسائی) تدوین ہوئیں۔

### اہم شخصیات اور حدیثی مجموعے

تیسری صدی میں بہت زیادہ حدیثی مجموعے تدوین کیے گئے جن میں سے بعض کو مسانید اور بعض کو حدیثی جوامع کہا جاتا ہے۔ بعض مسانید کی تدوین دوسری صدی سے شروع ہوئی اور تیسری صدی تک جاری رہی۔ ان میں سے درج ذیل بعض مسانید کا نام بیان کیا جاسکتا ہے: مسند عبسی کوفی (م۲۱۳)، مسند حمیدی (م۲۱۹)، مسند بن مسرھد (م۲۲۸)، مسند اسحاق بن راھویہ (م۲۳۸)، مسند عثمان بن ابی شیبہ (م۲۳۹)، مسند احمد بن حنبل (م۲۴۱)۔

---

[1] جوامع حدیثی اہل سنت، ص۹۱

## الف) بخاری اور ان کی صحیح

ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری جعفی ۱۹۴ ہجری میں بخارا میں پیدا ہوئے[۱۱] اور بچپن میں والد کے انتقال کے بعد والدہ کی سرپرستی میں دینی علوم حاصل کیے۔ انہوں نے مدینہ میں کچھ عرصہ رہنے اور بعض اسلامی ممالک کے طولانی سفر کرنے کے بعد حدیث میں مقام استادی پالیااور معروف محدثین میں شمار ہونے لگے اور سینکڑوں روایات حفظ اور جمع کیں۔

## ب) مسلم اور اس کی صحیح

ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشابوری ۲۰۶ہجری میں نیشابور میں پیدا ہوئے۔وہ شروع سے ہی حدیث کی تحصیل میں مصروف ہو گئے وہ اپنے استاد بخاری کی طرح علمی سفر پر گئے تاکہ اپنے اساتید سے احادیث کو متصل اور انتہائی کم واسطے سے روایت دریافت کرے۔اس کے اساتذہ میں احمد بن حنبل ،اسحاق بن راھویہ ،بخاری وغیرہ تھے کہ جنہوں نے اسکے علمی ترقی میں کردار ادا کیا؛اس وجہ سے وہ ایک عظیم اور نامور محدث بن گئے۔

---

[۱۱] الاعلام ،ج٦،ص ۳۴

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## (چوتھی تا چھٹی صدی)

### تمہید

اس سبق میں متاخرین کی حدیث پر خصوصی توجہ کے متعلق بیان کیا جائے گا کہ گذشتہ جوامع حدیثی کی تکمیل اور تنظیم کے لئے انہوں نے مزید کیا اقدامات انجام دیئے جیسے مستدرک اور مستخرج کا لکھنا اور اسی سے منسلک بعض دیگر اقدامات۔

### تفصیل

گذشتہ مراحل میں دوسری اور تیسری صدی کے متقدمین کے دور اور حدیث سے مربوط تبدیلیوں جن میں ((صحاح ستہ)) کے سنہری زمانے کا جائزہ لیا گیا۔اب چوتھی سے تیرہویں صدی تک متاخرین کے زمانے کی تحقیق کی جائے گی۔چوتھی سے چھٹی صدی میں یعنی متاخرین کے دور کے آغاز میں حدیثی کام اسی طرح جاری تھے؛لیکن تیسری صدی اور متقدمین کے دور کی نسبت ناقابل قیاس ہیں۔ متأخر محدثین،((صحاح ستہ)) کی تدوین سے مطمئن ہو کر تاریخ ساز اقدامات کے بہت کم درپے ہوئے ہیں اور اکثر صحاح ستہ کی تکمیل اور تنظیم کے کام میں مشغول ہیں؛اگرچہ بعض جدید مجموعے بھی تدوین ہوئے۔

ایک طرف چوتھی صدی کے بعد سے اسلامی حکومت کا دور دراز علاقوں جیسے اندلس وغیرہ تک پھیل جانے کی وجہ سے اسلامی حکومت کی مرکزیت ختم ہو جاتی ہے[1] اور حدیثی کام وں میں ہماہنگی بہت کم پائی جاتی ہے۔دوسری جانب اسلامی حکومتوں کے درمیان جنگیں اور اسلامی ممالک پر ملوکیت اور بادشاہت کا غلبہ جیسے فاطمیون، سلجوقیان،آل بویہ،اتابکیہ،ایوبیان[2] وغیرہ کی وجہ سے مسلمان دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی متأخر محدثین چوتھی سے چھٹی صدی تک اپنے اسلاف کے آثار کی تکمیل اور تہذیب اور حدیث میں جوامع سے مسند نویسی کی دوبارہ تکمیل کے متعلق چند جدید تالیفات بھی تدوین کرتے ہیں اور حدیثی علوم کو وسعت دینے کی کوشش کرتے ہیں،ان کی اہم ترین فعالیتیں درج ذیل ہیں:

#### گذشتہ حدیثی جوامع کی تکمیل اور ترتیب

زمانہ متأخر بالخصوص چوتھی تا چھٹی صدی میں محدثین کے اہم اقدامات میں سے ایک ((صحاح ستہ)) کی تکمیل اور ترتیب ہے جس میں بعض اوقات روایات کی تنقیح بھی ہوتی ہے۔متاخر محدثین کے علم میں ہے کہ اگرچہ صحاح ستہ انتہائی گراں بہا سرمایہ

---

[1] الحدیث والمحدثون،ص ۴۲۱

[2] تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر،ج ۲۳۔۳۸،حوادث قرن ۴۔۶

ہے لیکن بعض مقامات پر صحیح اور معتبر روایات جمع نہیں ہو سکیں اور دوسری جانب سب احادیث کامل نہیں ہو سکتیں اور ان میں حذف، اصلاح یا اضافے کی ضرورت ہے۔اس لیے اس دور کو (تکمیل و ترتیب) کا نام دیا جاسکتا ہے اور مستدرک نویسی، مستخرج نویسی، صحاح ستہ کی شروح، صحاح روایات کی جمع آوری، موضوع نویسی، اطراف نویسی وغیرہ کے حوالے سے اسکا جائزہ لیا جائے۔

**الف) مستدرک نویسی**

مستدرک سے مراد، وہ حدیثی مجموعے ہیں جو کسی کتاب کی تکمیل اور اس کی روش پر جمع کیے گئے ہوں اور اس کتاب کا مؤلف اپنی تقسیم بندی کی بنیاد پر ان روایات کو ذکر کرتا ہے۔[1]

محمد ابو زھو مستدرک کی یوں تعریف کرتے ہیں:

**الاستدراک فی اصطلاح اہل الحدیث ھو جمع الا حادیث التی تکون علی شرط احد المصنفین ولم یخرجھا فی کتابہ**[2]

متأخر محدثین نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات کی تکمیل کیلئے ان دونوں پر مستدرکات تحریر کیں کیونکہ وہ قائل تھے کہ بخاری اور مسلم دونوں نے صحیح روایات اپنی کتابوں میں درج نہیں کیں اور دوسری طرف ممکن ہے کہ وہ تمام صحیح روایات کو جمع کرنے کے درپے نہ ہوں۔اس طرح ان دو کتابوں کی تکمیل کی خاطر (مستدرکات) کے عنوان سے حدیثی مجموعے تدوین کیے گئے تاکہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری کو کامل اور تمام کرنے والے ہوں،ان میں سے اہم ترین مستدرکات تاریخ تدوین کی بنیاد پر درج ذیل ہیں:

۱۔ **الالزامات علی الصحیحین** : یہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے استدراک پر لکھی جانے والی سب سے پہلی تحریر ابو الحسن علی بن عمر بن احمد المعروف دارقطنی (م۳۸۵) کی ہے۔اس نے روایات کو ((بخاری)) اور ((مسلم)) کی شرط کے مطابق جمع کیا اور ان روایات کو ذکر کرنا لازم قرار دیا ہے۔اس کی کتاب ((مسانید)) کی روش پر مرتب کی گئی ہے۔[3]

---

۱علم الدرایہ تطبیقی، ص۲۶۸؛جوامع حدیثی اہل سنت، ص۱۱۹
۲الحدیث والمحدثون، ص۴۰۷
۳ایضا، ص۴۰۹؛جوامع حدیثی اہلسنت، ص۱۱۹؛آشنائی باعلوم حدیث، ص۱۵۸

**۲۔ المستدرک علی الصحیحین:** یہ کتاب ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ ،المعروف حاکم نیشابوری (۴۰۵م) اکی ہے۔ سب سے اہم اور مشہور ترین مستدرک کا نام دیا گیا ہے ۲اور ایسی روایات کو شامل ہے جو بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہیں۔ سیوطی اس کے متعلق کہتے ہیں :

**واعتنی الحافظ ابو عبداللہ الحاکم فی المستدرک بضبط الزاید مما ہو علی شرط ہما او شرط احدہما او صحیح وان لم یوجد شرط احدہما ، معبرا عن الاول بقولہ : ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین او علی الشرط البخاری او مسلم وعن الثانی بقولہ: ہذا حدیث صحیح الاسناد۔ ۳**

حاکم نیشابوری نےاہم روایات کو مذکورہ شرائط کو مد نظر رکھتے ہوئے جمع کیا لیکن پھر بھی اس کی جانب شیعہ ہونے کی نسبت دی گئی ہے۔ ۴اس کی کتاب آٹھ ہزار سے زیادہ روایات پر مشتمل ہے۔ ذہبی نے اس کا خلاصہ کیا ہےاور اس کی غلط روایات کو بھی معین کیا ہے۔ ۵

**۳۔ المستدرک علی الصحیحین:** صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تکمیل پر تیسری کتاب ( المستدرک ) مؤلف حافظ ابو ذر عبد بن احمد بن محمد بن عبداللہ انصاری (م ۴۳۴ ) کی لکھی ہوئی ہے۔ ابو زھوانہیں ان دو کتابوں پر مستدرک لکھنے والوں میں سے شمار کرتا ہےاور کہتا ہے :

**(( المستدرک علی الصحیحین للحافظ ابی ذر ۔۔۔ وھو کالمستخرج علی کتاب الدار قطنی ))٦**

**ب) مستخرج نویسی**

مستخرج نویسی سے مراد ،ایسی حدیثی متن کو جمع اور اسکی تدوین ہے کہ مؤلف ، حدیثی کتاب کی روایات کو صاحب کتاب کے اسناد سے ہٹ کر جمع کرے۔ سیوطی کہتا ہے :

---

۱تذکرۃ الحفاظ ، ج ۳، ص ۱۰۳۹
۲علوم الحدیث و مصطلحہ ، ص ۳۰۷
۳تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی ، ج ۱، ص ۱۰۵
۴تاسیس الشیعہ ، ص ۲۹۴؛ تاریخ حدیث ، ص ۴۹ ، پاورقی
۵تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی ، ج ۱، ص ۱۰٦؛ الحدیث والمحدثون ، ص ۴۰۸؛ جوامع حدیثی اہلسنت ، ص ۱۲۴
٦الحدیث والمحدثون ، ص ۴۰۹

**ان یاتی المصنف الی الکتاب فیخرج احادیثه باسانید لنفسه من غیر طریق صاحب الکتاب فیجتمع معه فی شیخه او من فوقه۔ ۱**

چوتھی صدی وغیرہ میں اہلسنت محدثین نے مستدرک نویسی کے ساتھ ساتھ یا اسکے بعد صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تکمیل اور استحکام کیلئے کوشش کی کہ ان دونوں کتابوں یا ان میں سے ایک کی روایات بخاری اور مسلم کے اسناد سے ہٹ کر جمع کریں۔ ایسا طریق جو آخر کار بخاری کے شیخ یا اس سے بھی بالاتر پر ختم ہو۔اس صورت میں روایات کی سند زیادہ اعتبار کی حامل ہوتی۔ حتی کہ اسکا متن بھی واضح اور کامل ہوتا۔ چوتھی سے چھٹی صدی کے علمائے حدیث میں بہت سارے محدثین نے مستخرج نویسی کا اقدام کیا۔ ۲

((مستخرج نویسی)) زیادہ تر چوتھی اور پانچویں صدی میں ہوئی، اسکے بہت زیادہ فوائد تھے؛ محمد ابوزھوان کے نو اہم فوائد بیان کرتا ہے۔ ۳

سب سے اہم ((مستخرج)) زمانے کی ترتیب کے لحاظ سے اس طرح سے ہیں ۴ : صحیح مسلم پر مستخرج ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق اسفراینی (م۳۱۶)؛ صحیح مسلم پر مستخرج ابو نصر طوسی (م۳۳۹)؛ صحیحین پر مستخرج شیبانی المعروف ابن الاخرم (م۳۴۴)؛ صحیح مسلم پر مستخرج ابو عثمان الحمیری (م۳۵۳)؛ صحیح مسلم پر مستخرج ابوحامد شافعی (م۳۵۵)؛ صحیحین پر مستخرج ابو علی ماسرخسی (م۳۶۵) ؛ صحیح بخاری پر مستخرج ابو بکر اسماعیلی جرجانی (م۳۷۱)؛ صحیح بخاری پر مستخرج حافظ بن ابی ذھل ھروی(م۳۷۸)؛ صحیح مسلم پر مستخرج ابو بکر جوزقی (م۳۸۸)؛ صحیحین پر مستخرج ابو بکر بن عبدان شیرازی (م۳۸۸)؛ صحیح بخاری پر مستخرج ابو بکر مردویہ (م۴۱۶)؛ صحیح بخاری پر مستخرج ابو بکر برقانی (م۴۲۵)؛ صحیحین پر مستخرج ابو بکر البردی (م۴۲۸)؛ صحیحین پر مستخرج ابو نعیم اصفہانی (م۴۳۰) ؛ صحیحین پر مستخرج ابو ذر الہروی (م۴۳۴)؛ صحیحین پر مستخرج ابو محمد الخلال (م۴۳۹)؛ صحیحین پر مستخرج ابو مسعود سلیمان بن ابراھیم اصفہانی (م۴۸۶) وغیرہ۔۔۔

---

۱تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص ۱۱۲

۲الحدیث والمحدثون، ص ۴۰۳؛علوم الحدیث و مصطلحہ، ص۳۰۸

۳الحدیث والمحدثون، ص ۴۰۳

۴ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، ج۱، ص۱۶۷؛تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص۱۱۱؛تاریخ عمومی حدیث، ص۱۷۷؛الحدیث والمحدثون، ص ۴۰۴

### ج) صحاح ستہ کی شرحیں

زمانۂ متاخرین بالخصوص چوتھی سے چھٹی صدی میں انکے اہم اقدامات میں سے صحاح ستہ کی تکمیل اور ترتیب کے لئے ان پر شرح لکھنا ہے۔ جو متن کی وضاحت، متن پر تعلیقہ اور راوی کی شرح حال پر مشتمل ہے۔ شارحین نے کچھ موارد میں ((صحاح ستہ)) کی روایات پر شرح لکھی ہے اور ان کا دوسری روایات کے ذریعہ تجزیہ و تحلیل کیا ہے یا ان پر تعلیقات کا اضافہ اور ان کے غرائب کو بیان کیا ہے۔ [1]انہوں نے بعض موارد میں صحاح ستہ کہ مکمل یا بعض حصوں کی ترتیبی شرح کی ہے یا انکے راویوں کے حالات بیان کئے ہیں۔

سب سے زیادہ شرحیں صحیح بخاری [2] پر اور پھر صحیح مسلم پر لکھی گئی ہے، ان میں سے بعض ذیل میں ذکر کی جارہی ہے: [3]

۱۔ اعلام التلویح فی شرح صحیح البخاری، ابو سلیمان خطابی (م ۳۸۸)

۲۔ شرح صحیح البخاری، ابن بطال المغربی (م ۴۴۰)

۳۔ شرح صحیح مسلم، اسماعیل بن محمد اصفہانی (م ۵۲۰)

۴۔ الاکمال فی شرح مسلم، قاضی عیاض (م ۵۴۴)

۵۔ معالم السنن، شرح سنن ابوداود ابو سلیمان، احمد بن محمد خطابی (م ۳۸۸)

۶۔ عارضۃ الاحوذی شرح صحیح الترمذی، ابن عربی مالکی (م ۵۴۳)

۷۔ النجاح فی شرح کتاب اخبار الصحاح، نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی (م ۵۳۷)

### د) صحاح ستہ کی روایات کی جمع آوری

متأخر دور میں بعض محدثین نے صحاح ستہ کی تکمیل کیلئے انکی روایات جمع کی ہیں اور حدیثی مجموعے تدوین کیے ہیں جن میں صحاح ستہ کی تمام یا اکثر روایات موجود ہیں۔ ان حدیثی مجموعوں کو ((جامع صحاح ستہ)) کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے کہ جو بعض

---

۱جوامع حدیثی اہلسنت، ص۷۹

۲تاریخ حدیث، ص۴۱

۳جوامع حدیثی اہلسنت، ص ۷۰،۱۴،۳۸،۱۳۸،۹۲،۸۰

موارد میں (( جمع بین صحیحین )) کے مقصد سے تدوین کیے گئے ہیں۔ ۱ان میں سے بعض مجموعے صحاح ستہ اور مسانید کی روایات کو شامل ہیں اور بعض دوسرے صحاح ستہ اور بعض دوسری کتابوں کی روایات کو مسانید کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں۔

محمد ابو زھو چوتھی صدی میں جمع روایت کی اہمیت کے متعلق کہتے ہیں :

**--- كاد ينتهی القرن الرابع حتی اصبح عمل العلماء قاصرا علی الجمع والترتيب التهذيب ---۔ الجمع بين الصحيحين ،---۔ الجمع بين الكتب السنة ---۔ الجمع بين احاديث من الكتب المختلفة و---۔ ۲**

جوامع یا دوسرے حدیثی آثار کے درمیان جمع کرنے میں بعض اوقات روایات کی ترتیب اس بنیاد پر تھی اور کبھی روایات کی بنیاد پر اور کبھی مستقل طور پر تھی ۔

سب سے اہم جمع نویسی روایات ترتیب زمانی کے لحاظ سے اس طرح سے ہیں : ۳

۱۔ جمع بین الصحیحین ، جوزقی نیشابوری (م ۳۸۸)

۲۔ جمع بین الصحیحین ، اسماعیل بن احمد ابن فرات سرخسی ھروی (م ۴۱۴) سے معروف

۳۔ جمع بین الصحیحین ، ابو عبد اللہ محمد بن ابی نصر ، حمیدی (م ۴۸۸) سے معرروف

۴۔ جمع بین الصحیحین ، بغوی (م ۵۱۶)

۵۔ مصابیح السنہ ، بغوی (م ۵۱۶) صحاح ستہ کی تمام احادیث

۶۔ التجرید للصحاح الستہ ، سرقسطی (م ۵۳۵)

۷۔ جمع بین الصحیحین ، اشبیلی (م ۵۸۲)

۸۔ جامع المسانید ، ابن جوزی (م ۵۹۷)

۹۔ جامع الاصول من احادیث الرسول ، ابن اثیر جزری (م ۶۰۶)

### ھ) موضوع نویسی

---

۱تاریخ حدیث ، ص ۴۲

۲الحدیث والمحدثون ، ص ۴۳۰-۴۲۹

۳ایضا ؛ جوامع حدیثی اہل سنت ص ۱۷۰؛ تاریخ حدیث ، ص ۴۲

اہل سنت کے متاخرین کی کوششوں میں سے ایک روایات کی تہذیب اور تکمیل کیلئے جعلی اور موضوع روایات کو دوسری روایات سے الگ کرنا ہے۔ یہ حقیقت متاخرین کے دور میں زیادہ واضح ہوئی کہ صحاح ستہ اور دوسری روائی مجموعوں میں جعلی روایات پائی جاتی ہیں۔ محمود ابوریہ بیہقی سے نقل کرتا ہے کہ :

**اخرج البیہقی بسندہ عن ابن عباس قال : اذا حدثتکم بحدیث عن رسول اللہ فلم تجدوا تصدیقہ فی الکتاب او ھو حسن فی اخلاق الناس فانہ کاذب والاحادیث الموضوعۃ لا یمکن حصرھا وقد جمع منھا ابن جوزی السیوطی وغیرھما مجلدات کثیرۃ[1]**

موضوع نویسی اکثر چوتھی صدی سے شروع ہو کر بعد کی صدیوں میں جاری رہی۔ موضوع لکھنے والوں نے سب سے پہلے موضوع روایات کی شناخت کرکے طبقہ بندی کی اور مستقل مجموعوں میں جمع کیا کہ ان میں سے سب سے اہم مندرجہ ذیل ہیں : [2]

۱۔ الموضوعات ، ابوسعید محمد بن علی عمروالنقاش حنبلی (م ۴۱۴)

۲۔ تذکرۃ الموضوعات ، محمد بن طاہر مقدسی (م ۵۰۷)

۳۔ الموضوعات فی الاحادیث المرفوعات ، ھمدانی جوزقی (م ۵۴۳)

۴۔ الموضوعات الکبری ، ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی (م ۵۹۷)

**و) اطراف نویسی**

چوتھی سے چھٹی صدی کے درمیان متاخرین کی کوششوں میں سے ایک احادیث کی اطراف نویسی ہے۔ محمد ابوزھو اس اقدام کو چھٹے دور کے واقعات میں (۳۰۰۔۴۵۶ ہجری میں) شمار کرتے ہیں [3] اور کہتے ہیں :

**ھذا وقد وجد فی ھذا الدور طائفۃ من المحدثین عملوا ما یسمی بکتب الاطراف وطریقتھم فیھا ان یذکروا طرفا من الحدیث یدل علی بقیتہ [4]**

---

[1] اضواء علی السنۃ المحمدیۃ ، ص ۱۴۱

[2] تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی ، ج ۱ ، ص ۲۷۸ ؛ السنۃ قبل التدوین ، ص ۱۹۰ ؛ تاریخ عمومی حدیث ، ص ۱۸۲

[3] الحدیث والمحدثون ، ص ۱۵

[4] ایضا ، ص ۴۳۳

احادیث کی اطراف نویسی کہ جو حدیثی مجموعوں کی تکمیل کے لئے تھی، حدیث اور اسانید پر آسان طریقہ سے دسترسی کے مقصد کے تحت تشکیل دی گئیں؛ کیونکہ اطراف لکھنے والوں نے ((اطراف)) حدیث کی راہنمائی کیلئے تدوین کیں؛اس میں ہر روایت کا اصلی حصہ یا اہم عبارات جسے ((طرف الحدیث)) کہا جاتا ہے، کو انتخاب کیا گیا اور اس روایت ساتھ اسکے طرق اور اسانید کو ذکر کرتے ہیں۔ جیسے غدیر کی روایات میں عبارت ((**من کنت مولاہ**))۔[1]

اطراف نویسی میں ضروری تھا کہ حدیث کے طرف کو ذکر کرنے کے بعد، مکمل سند اور تمام طرق سے یا مخصوص کتابوں کی قید سے حدیث کے باب کے ساتھ ذکر ہوتا تاکہ سند اور حدیثی متون پر آسان طریقہ سے دسترسی ممکن ہو۔ اطراف نویسی زیادہ تر صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر انجام دی گئی ہے۔ ((اطراف حدیث)) پر لکھے گئے سب سے اہم مجموعے مندرجہ ذیل ہیں۔[2]

۱۔ اطراف الصحیحین، للحافظ ابراھیم بن محمد بن عبید الدمشقی (م۴۰۰)

۲۔ اطراف الصحیحین، حافظ بن محمد خلف بن محمد واسطی (م۴۰۱) ابن عساکر کی نظر میں کتابوں کی ترتیب سے بہتر اور اس میں خطا کم ہے؛

۳۔ اطراف الصحیحین، حافظ ابی نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی (م۴۳۰)

۴۔ اطراف السنن الاربعہ، حافظ ابی القاسم علی بن الحسن، ابن عساکر دمشقی، (۵۷۱م) کہ جو حروف معجم کے لحاظ سے مرتب ہوئی اور (اشراف علی معرفۃالاطراف) کے نام سے معروف ہے؛

۵۔ اطراف الکتب الستۃ (الصحیحان السنن الاربعہ)، حافظ محمد بن طاہر مقدسی (م۵۰۷) جسکو شمس الدین دمشقی نے خلاصہ اور منظّم کیا ہے۔

## خلاصہ

## متاخرین کی حدیث پر خصوصی توجہ

## (چوتھی تا چھٹی صدی)

---

[1] درایۃالحدیث، ص۱۷۵

[2] کشف الظنون عن اسامی الکتب الفنون، ج۱، ص۸۵؛ الحدیث والمحدثون ص۴۳۳؛ تاریخ عمومی حدیث، ص۱۷۹

ایک طرف چوتھی صدی کے بعد سے اسلامی حکومت کا دور دراز علاقوں جیسے اندلس وغیرہ تک پھیل جانے کی وجہ سے اسلامی حکومت کی مرکزیت ختم ہو جاتی ہےاور حدیثی کام وں میں ہماہنگی بہت کم پائی جاتی ہے۔دوسری جانب اسلامی حکومتوں کے درمیان جنگیں اور اسلامی ممالک پر ملوکیت اور بادشاہت کا غلبہ جیسے فاطمیون، سلجوقیان،آل بویہ،اتابکیہ،ایوبیانو غیرہ کی وجہ سے مسلمان دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی متأخر محدثین چوتھی سے چھٹی صدی تک اپنے اسلاف کے آثار کی تکمیل اور تہذیب اور حدیث میں جوامع سے مسند نویسی کی دوبارہ تکمیل کے متعلق چند جدید تالیفات بھی تدوین کرتے ہیں اور حدیثی علوم کو وسعت دینے کی کوشش کرتے ہیں،ان کی اہم ترین فعالیتیں درج ذیل ہیں:

**گذشتہ حدیثی جوامع کی تکمیل اور ترتیب**

زمانہ متأخر بالخصوص چوتھی تا چھٹی صدی میں محدثین کے اہم اقدامات میں سے ایک ((صحاح ستہ)) کی تکمیل اور ترتیب ہے جس میں بعض اوقات روایات کی تنقیح بھی ہوتی ہے۔متاخر محدثین کے علم میں ہے کہ اگرچہ صحاح ستہ انتہائی گراں بہا سرمایہ ہے لیکن بعض مقامات پر صحیح اور معتبر روایات جمع نہیں ہو سکیں اور دوسری جانب سب احادیث کامل نہیں ہو سکتیں اور ان میں حذف،اصلاح یا اضافے کی ضرورت ہے۔اس لیے اس دور کو (تکمیل و ترتیب) کا نام دیا جاسکتا ہے۔

**الف) مستدرک نویسی**

مستدرک سے مراد،وہ حدیثی مجموعے ہیں جو کسی کتاب کی تکمیل اور اس کی روش پر جمع کیے گئے ہوں اور اس کتاب کا مؤلف اپنی تقسیم بندی کی بنیاد پر ان روایات کو ذکر کرتا ہے۔

**ب) مستخرج نویسی**

مستخرج نویسی سے مراد،ایسی حدیثی متن کو جمع اور اسکی تدوین ہے کہ مؤلف،حدیثی کتاب کی روایات کو صاحب کتاب کے اسناد سے ہٹ کر جمع کرے۔

**ج) صحاح ستہ کی شرحیں**

زمانۂ متاخرین بالخصوص چوتھی سے چھٹی صدی میں انکے اہم اقدامات میں سے صحاح ستہ کی تکمیل اور ترتیب کے لئے ان پر شرح لکھنا ہے۔جو متن کی وضاحت،متن پر تعلیقہ اور راوی کی شرح حال پر مشتمل ہے۔شارحین نے کچھ موارد میں ((صحاح

ستہ ) ) کی روایات پر شرح لکھی ہے اور ان کا دوسری روایات کے ذریعہ تجزیہ و تحلیل کیا ہے یا ان پر تعلیقات کا اضافہ اور ان کے غرائب کو بیان کیا ہے ۔

**د) صحاح ستہ کی روایات کی جمع آوری**

متأخر دور میں بعض محدثین نے صحاح ستہ کی تکمیل کیلئے انکی روایات جمع کی ہیں اور حدیثی مجموعے تدوین کیے ہیں جن میں صحاح ستہ کی تمام یا اکثر روایات موجود ہیں۔ان حدیثی مجموعوں کو (( جامع صحاح ستہ ))کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے کہ جو بعض موارد میں (( جمع بین صحیحین ))کے مقصد سے تدوین کیے گئے ہیں۔

**ھ) موضوع نویسی**

اہل سنت کے متاخرین کی کوششوں میں سے ایک روایات کی تہذیب اور تکمیل کیلئے جعلی اور موضوع روایات کو دوسری روایات سے الگ کرنا ہے۔ یہ حقیقت متاخرین کے دور میں زیادہ واضح ہوئی کہ صحاح ستہ اور دوسری روائی مجموعوں میں جعلی روایات پائی جاتی ہیں۔

**و) اطراف نویسی**

احادیث کی اطراف نویسی کہ جو حدیثی مجموعوں کی تکمیل کے لئے تھی، حدیث اور اسانید پر آسان طریقہ سے دسترسی کے مقصد کے تحت تشکیل دی گئیں؛ کیونکہ اطراف لکھنے والوں نے (( اطراف )) حدیث کی راہنمائی کیلئے تدوین کیں؛اس میں ہر روایت کا اصلی حصہ یا اہم عبارات جسے (( طرف الحدیث )) کہا جاتا ہے، کو انتخاب کیا گیا اور اس روایت ساتھ اسکے طرق اور اسانید کو ذکر کرتے ہیں۔ جیسے غدیر کی روایات میں عبارت (( **من کنت مولاہ** ))۔

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں جدید حدیثی جوامع کی تدوین کے متعلق بیان کیا جائیگا نیز علم حدیث میں مختلف جدید علوم کی ایجاد جیسے جرح و تعدیل، غریب الحدیث وغیرہ کے بارے میں بیان کیا جائے گا۔

## تفصیل

اہل سنت کے بعض محدثین نے چوتھی اور چھٹی صدی میں جان لیا کہ صحاح ستہ پر اکتفاء نہیں کیا جاسکتا اور صرف انکی تکمیل اور تنقیح کی جائے۔ یہ کتابیں اپنی جگہ پر اہم منابع میں سے شمار ہوتی ہیں بالخصوص صحیح بخاریا ور صحیح مسلم جو اہل سنت کے اہم روائی مصادر میں سے شمار ہوتی ہیں لیکن ایسی روایات بھی موجود ہیں جو گزشتہ کتابوں میں نہیں ہیں اور ضروری تھا کہ انہیں دیگر روایات کے ہمراہ ایک جدید نظم اور نئی تالیف کے ساتھ جمع کیا جائے۔[1]

جدید حدیثی جوامع کی تدوین میں گزشتہ کتابوں کی روایات کی جمع نویسی یا تکمیل سند یا انکے متن کی طرف توجہ کم ہوتی تھی۔ بلکہ ان کے مؤلفین مصنف یا مسند کی صورت میں اور بالخصوص فقہی موضوعات پر جدید حدیثی تالیفات کے درپے تھے کہ جو فقہائے عصر کیلئے مرجع بن سکیں۔ گزشتہ جوامع کے ساتھ ساتھ یہ کتابیں بھی مشہور ہو گئیں۔

جو مندرجہ ذیل ہیں:[2]

۱۔ شرح معانی الآثار، طحاوی (م۳۲۱)

۲۔ سنن ھمدانی، ابو بکر محمد بن یحییٰ ھمدانی شافعی (م۳۴۷)

۳۔ سنن ابن سکن، ابو علی سعید بن عثمان بن سکن (م۳۵۳)

۴۔ المسند الصحیح، ابن حبان (م۳۵۴)

۵۔ معاجم طبرانی، (م۳۶۰)

۶۔ السنن دار قطنی۔ حافظ علی بن عمر (م۳۸۵)

۷۔ سنن ابن لال، احمد بن محمد بن علی بن ھمدانی (م۳۹۲)

۸۔ مسند ابن جمیع، ابوالحسین محمد بن احمد بن محمد بن جمیع (م۴۱۸)

۹۔ مسند خوارزمی، حافظ ابو بکر احمد بن محمد برقانی خوارزمی (م۴۲۵)

---

۱تاریخ عمومی حدیث، ۱۵۹

۲تاریخ حدیث، ص ۳۴

۱۰۔ السنن بیھقی، حافظ ابو بکر احمد بن حسین خسروجردی (م ۴۵۸)

۱۱۔ الاحکام الصغری، عبد الحق اشبیلی (م ۵۸۲)

۱۲۔ عمدۃ الاحکام، عبد الغنی بن عبد الواحد، مقدسی جماعیلی (م ۶۰۰)

**علوم حدیث میں اضافہ**

تیسری صدی کے اختتام اور چوتھی کے آغاز اور پھر پانچویں صدی اور بعد والے زمانے میں متأخرین کی حدیث پر توجہ اور بالخصوص صحاح ستہ کی تکمیل اور تنقیح کے ساتھ ساتھ سند و متن کو اہمیت دینا باعث بنا کہ علوم حدیث اور اسکے مختلف شعبہ جات وجود میں آئیں یا بعض دفعہ ان میں وسعت آئے جیسے علم رجال اور جرح و تعدیل، مصطلح اور درایۃ الحدیث، علل الحدیث، غریب الحدیث وغیرہ کہ جن کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے:

**الف) جرح و تعدیل یا رجال شناسی**

زمانۂ اصحاب سے ہی مسلمان سند کے راویوں اور رجال کو اہمیت دیتے آئے ہیں۔[1] یہاں تک کہ امام علی (ع) سے روایت ہے (( **اذا حدثتم بحدیث فأسندوہ الی الذی حدثکم** )) [2] اسی زمانے سے ہی کچھ افراد نے راویوں کے حالات کو درج کرنا شروع کردیا کہ جن کی بات ہمیشہ آئندہ نسلوں کے لئے جرح و تعدیل کا سبب بنتی رہی۔ کچھ کتابیں بھی راویوں کی شناخت کے لئے تدوین ہوئیں؛ ان سے کچھ یہ ہیں :

الجرح والتعدیل، امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱)؛ الجرح والتعدیل، جوزجانی (م ۲۵۹)؛ الضعفاء، بخاری (م ۲۵۶) تاریخ الراوۃ، ابن معین (م ۲۳۳)؛ التاریخ، احمد بن حنبل (م ۲۴۱) التاریخ الکبیر، بخاری (م ۲۵۶)؛ طبقات الراوۃ، شیبانی (م ۲۴۰)، طبقات التابعین، مسلم قشیری) م ۲۶۱) [3] وغیرہ، لیکن چوتھی سے چھٹی صدی میں علم (( رجال )) اور راویوں کی (( جرح و تعدیل )) میں صحاح ستہ کے راویوں کی تحقیق کے سبب حیرت انگیز تبدیلیاں آئیں اور راویوں کے حال پر مندرجہ ذیل آثار مرتب ہوئے اور راوی شناسی کا کام اہمیت اختیار کرگیا۔[4]

۱۔ تاریخ الضعفاء والمتروکین، نسائی (م ۳۰۳)

۲۔ الجرح والتعدیل، رازی (م ۳۲۷)

۳۔ الثقات، ابن حبان بستی (م ۳۵۴)

۴۔ الکامل فی معرفۃ ضعفاء المحدثین، جرجانی (م ۵۹۷)

۵۔ الضعفاء والمتروکین، ابن جوزی (م ۵۹۷)

---

[1] اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص ۳۳۱

[2] کافی، ج ۱، ص ۵۲؛ بحار الانوار، ج ۲، ص ۱۶۱

[3] السنۃ قبل التدوین، ص ۱۷۳۔ ۱۹۳

[4] ایضا، ص ۱۸۸۔ ۱۹۰؛ تاریخ حدیث، ص ۱۶۱

اس دور میں جرح کے اسباب اور انکے ایک دوسرے پر متقدم ہونے کے سلسلے میں متاخرین کے درمیان بہت زیادہ بحثیں ہوئیں ا کہ جن میں سے اکثر صحیح بخاری اور صحیح مسلم یا سنن حدیثی کے راویوں کے متعلق تھے۔انہوں نے راویوں کی بہتر شناخت کیلئے راویوں کے ناموں کی پہچان کے سلسلے میں انکی حدیثی اسناد، طبقات اور تالیفات وغیرہ کے متعلق کئی دوسرے آثار بھی تالیف کیے؛ جیسے کتاب الصحابہ، ابی حاتم ابن حبان بستی (م۳۵۴) ؛الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، لابی عمر یوسف بن عبداللہ قرطبی مالکی (م۴۶۳) ؛ الھدایۃ والارشاد فی معرفۃ اہل الثقۃ والسداد، لابی النصر کلاباذی (م۳۹۸) ؛ تاریخ النیشابور، حاکم نیشابوری ابن البیع سے معروف (م۴۰۵) ؛تاریخ بغداد، خطیب بغداد (م۴۹۳) ؛الجمع بین رجال الصحیحین، محمد بن طاہر مقدسی شیبانی (م۵۰۷) ؛تاریخ دمشق، ابن عساگر دمشقی (م۵۷۱) ؛الکمال فی اسماء الرجال، جماعیلی دمشقی (م۶۰۰) وغیرہ۔۲

**ب) مصطلح الحدیث یا علم الدرایۃ**

راویات کی شناخت بالخصوص چوتھی سے چھٹی صدی میں صحاح ستہ کی روایات کی شناخت اور جانچ کیلئے علم رجال کے ساتھ ساتھ علم مصطلح الحدیث بھی سامنے آیا۔علم الدرایہ سند، متن اور انکے بیان کی کیفیت کے بارے میں بحث کرتا ہے اور ایسے علوم میں سے ہے جن کا آغاز چوتھی صدی کے ابتداء میں ہوا۔۳سب سے پہلے قاضی ابو محمد حسن بن عبدالرحمٰن رامہرمزی(۳۶۰م) نے حدیثی مصطلحات تحریر کیں۔سیوطی کہتے ہیں:

**فلما كانت المائة الرابعة وفيها نضجت العلوم واستقر الاصطلاح . الف القاضى ابو محمد الحسن بن عبد الرحمن بن خلاد الرامهرمزى من علماء اهل سنت المتو فى لسنة (٣٦٠) فجمع فى ذلک العلم كثيرا من انواعه فى كتابه المحدث الفاصل بين الراوى والواعى۔ ۴**

رامھرمزی سے قبل حدیث متصل، مرسل وغیرہ کے سلسلے میں بحثیں ہوتی تھی؛ لیکن چوتھی صدی میں درایہ کا سب سے پہلا اثر ( **المحدث الفاصل بين الراوى والواعى**)کے نام سے سامنے آیا۔ ۵اس کے بعد حاکم نیشابوری (م۴۰۵) نے کتاب ( **معرفة علوم الحديث**) تحریر کی اور پھر ابونعیم اصفہانی (م۴۳۰) نے نیشابوری کی کتاب کی تکمیل کی ۔ اسکے بعد خطیب بغدادی (م۴۶۳) نے (**الكفاية فى قوانين الروايه والجامع لا داب الشيخ السامع**)، قاضی عیاض (م۵۴۴) کتاب( **الالماع فى ضبط الرواية وتقييد الاسماع**) اور ابو حفص عمر بن عبدالمجید المیانجی (م۵۸۰) نے کتاب (ما لايسمع المحدث جهله) تدوین کیں۔ ۶

---

۱تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص۳۰۵؛اضواء علی السنۃ، ص۳۳۲
۲السنۃ قبل التدوین، ص۱۷۳۔۱۹۳؛تاریخ عمومی حدیث، ص۱۹۳
۳تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص۴۰؛علوم الحدیث ومصطلحہ، ص۱۵۰؛علم الدرایۃ تطبیقی، ص۱۲
۴تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص۵
۵اصول الحدیث علوم ومصطلحہ، ص۴۵۳؛علم الدرایۃ تطبیقی، ص۱۴
۶تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص۶؛اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص۲۷۳

**ج) علل الحدیث**

اہم حدیثی علوم میں سے ایک علم (( علل الحدیث )) ہے ۔حدیث میں اسے (معلَّل) کہتے ہیں۔ ۱اس علم میں ( سند اور متن ) حدیث کے مخفی عیوب پر بحث ہوتی ہے۔ ۲علم (( علل الحدیث )) تیسری صدی سے تشکیل پایا اور سب سے پہلی (علل) یحیٰی بن معین (م۲۳۳) اور پھر احمد بن حنبل (م۲۴۱) نے لکھیں؛ لیکن چوتھی صدی میں کتاب صحاح ستہ پر تعریض کی وجہ سے ترقی کرتا ہے ؛ جیسے علل الحدیث ، ابی حاتم (م۳۲۷) ؛ علل الحدیث ، دارقطنی (م۳۷۵) علل الحدیث ، حاکم نیشابوری (م۴۰۵) ؛علل الحدیث ،ابن جوزی (م۵۹۷)۔ان سب میں سب سے اہم کتاب دارقطنی کی علل الحدیث ہے۔ ۳

**د) غریب الحدیث**

علم ( غریب الحدیث ) بھی علوم حدیث کی ایک شاخ ہے کہ جس کے منتشر کرنے میں متاخرین کا بہت بڑا کردار ہے۔انہوں نے جان لیا کہ حدیث بھی قرآن کی مانند تفسیر کی محتاج ہے۔ بالخصوص ایسے کلمات اور عبارات جو ذہن سے دور ہیں ضروری ہے کہ انکے مطلب کی تحقیق کی جائے مخصوصا ایسی روایات جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دیگر (سنن) میں آئی ہیں اور صدور کی جہت سے قطعی شمار کی جاتی ہیں لیکن انکا مطلب واضح نہیں ہے۔ محمد ابوزھو کہتے ہیں :

**غريب الحديث ما يقع فيه من كلمات غامضة بعيدة من الفهم لقله استعمالاتها۔** ۴

(( غریب الحدیث )) کے متعلق آثار بالخصوص چوتھی سے چھٹی صدی میں تدوین ہوئے اور دوسری کتابوں کے لئے منبع قرار پائے کہ ان سے سب سے اہم درج ذیل ہیں :۵

۱۔ غریب الحدیث ، ابو سلیمان حمد الخطابی البستی (م۳۸۷) کہ جو غریب الحدیث ابی عبید قاسم بن سلام (م۲۲۳) اور غریب الحدیث بن قتیبہ دینوری (م۲۷۶) کے ضمیمے کیساتھ یہ سب غریب الحدیث کی سب سے اہم کتابوں میں شمار کی گئی ہیں۔

۲۔ غریب القرآن والحدیث ۔احمد بن ھروی (م۴۱۰)

۳۔ غریب الحدیث ، ابن جوزی (م۵۱۴)

۴۔الفائق فی غریب الحدیث ، زمخشری (م۵۳۸)

۵۔ غریب الحدیث ، ابی بکر مداینی (م۵۸۱)

---

۱تدریب الراوی، ج۱، ص۲۵۱؛ درسنامه درایة الحدیث، ص۱۹۲

۲اصول الحدیث علومہ و مصطلحہ، ص۲۹۱

۳تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص۲۵۱، ۲۵۸؛الحدیث والمحدثون، ص۴۷۸

۴الحدیث والمحدثون، ص۴۷۴

۵تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۲، ص۵۔۱۸۴، ؛الحدیث والمحدثون، ص۴۷۶

۶۔ غریب الحدیث، ابو السعادات مبارک بن محمد، ابن اثیر (م۶۰۶)

## خلاصہ

### جدید حدیثی جوامع کی تدوین

اہل سنت کے بعض محدثین نے چوتھی اور چھٹی صدی میں جان لیا کہ صحاح ستہ پر اکتفاء نہیں کیا جاسکتا اور صرف انکی تکمیل اور تنقیح کی جائے۔ یہ کتابیں اپنی جگہ پر اہم منابع میں سے شمار ہوتی ہیں بالخصوص صحیح بخاری اور صحیح مسلم جو اہل سنت کے اہم روائی مصادر میں سے شمار ہوتی ہیں لیکن ایسی روایات بھی موجود ہیں جو گزشتہ کتابوں میں نہیں ہیں اور ضروری تھا کہ انہیں دیگر روایات کے ہمراہ ایک جدید نظم اور نئی تالیف کے ساتھ جمع کیا جائے۔

### علوم حدیث میں اضافہ

تیسری صدی کے اختتام اور چوتھی کے آغاز اور پھر پانچویں صدی اور بعد والے زمانے میں متاخرین کی حدیث پر توجہ اور بالخصوص صحاح ستہ کی تکمیل اور تنقیح کے ساتھ ساتھ سند و متن کو اہمیت دینا باعث بنا کہ علوم حدیث اور اسکے مختلف شعبہ جات وجود میں آئیں یا بعض دفعہ ان میں وسعت آئے جیسے علم رجال اور جرح و تعدیل، مصطلح اور درایۃ الحدیث، علل الحدیث، غریب الحدیث وغیرہ۔

### الف) جرح و تعدیل یا رجال شناسی

زمانۂ اصحاب سے ہی مسلمان سند کے راویوں اور رجال کو اہمیت دیتے آئے ہیں۔ یہاں تک کہ امام علی (ع) سے روایت ہے ((اذا حدثتم بحديث فاسندوه الى الذى حدثكم)) اسی زمانے سے ہی کچھ افراد نے راویوں کے حالات کو درج کرنا شروع کردیا کہ جن کی بات ہمیشہ آئندہ نسلوں کے لئے جرح و تعدیل کا سبب بنتی رہی۔

### ب) مصطلح الحدیث یا علم الدرایۃ

راویات کی شناخت بالخصوص چوتھی سے چھٹی صدی میں صحاح ستہ کی روایات کی شناخت اور جانچ کیلئے علم رجال کے ساتھ ساتھ علم مصطلح الحدیث بھی سامنے آیا۔ علم الدرایہ سند، متن اور انکے بیان کی کیفیت کے بارے میں بحث کرتا ہے اور ایسے علوم میں سے ہے جن کا آغاز چوتھی صدی کے ابتداء میں ہوا۔

### ج) علل الحدیث

اہم حدیثی علوم میں سے ایک علم ((علل الحدیث)) ہے۔ حدیث میں اسے (معلّل) کہتے ہیں۔ [1]اس علم میں (سند اور متن) حدیث کے مخفی عیوب پر بحث ہوتی ہے ۔

---

[1] تدریب الراوی، ج۱، ص۲۵۱؛ درسنامہ درایۃ الحدیث، ص۱۹۲

## د) غریب الحدیث

علم (غریب الحدیث) بھی علوم حدیث کی ایک شاخ ہے کہ جس کے منتشر کرنے میں متاخرین کا بہت بڑا کردار ہے۔انہوں نے جان لیا کہ حدیث بھی قرآن کی مانند تفسیر کی محتاج ہے۔ بالخصوص ایسے کلمات اور عبارات جو ذہن سے دور ہیں ضروری ہے کہ انکے مطلب کی تحقیق کی جائے۔

# تاریخ حدیث

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں اہم شخصیات اور ان کی کتابوں کے متعلق بیان آئے گا جیسے : طحاوی اور اسکی کتاب معانی الآثار، ابن حبان اور اسکی المسند الصحیح، طبرانی اور اس کی تین طرح کی معجم اور بیہقی اور اس کی سنن وغیرہ۔

## تفصیل

چوتھی سے چھٹی صدی کے درمیان مسانید، مستدرکات، مستخرجات، شروح وغیرہ سمیت بہت زیادہ حدیثی مجموعے مرتب کیے گئے، جن میں سے اہم یہ ہیں : شرح معانی الآثار، طحاوی (م۳۲۱) ؛المسند الصحیح ،ابن حبان (م ۳۵۴) ؛معاجم، طبرانی (م۳۶۰) ؛ السنن ،دارقطنی (م ۳۸۵) ؛السنن، بیہقی (م۴۵۸) ؛ سنن ((دارقطنی اور بیہقی)) زیادہ فقہی جنبہ رکھتی ہے۔ ہر ایک حدیثی مجموعے اور مؤلفین کی تحقیق، ((جوامع حدیثی اہل سنت)) سے مربوط ہے؛ لیکن مختصر طور پر انہیں بیان کیا جارہا ہے :

الف) طحاوی اور شرح معانی الآثار

ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ بن سلمی ازدی طحاوی ا (م۳۲۱) ان اولین افراد میں سے ہیں کہ جنہوں نے متأخر محدثین میں سے جدید حدیثی اثر تدوین کیا جو فقہی احادیث پر مشتمل ہے۔انکا کتاب معانی الاخبار کی تدوین کرنے کا مقصد یہ تھا کہ روایات کے درمیان ارتباط کو بیان کیا جائے تاکہ انکی باہمی ناسازگار ہونے کے وہم کا خاتمہ ہوسکے۔۲ وہ اپنی کتاب کے مقدمے میں لکھتے ہیں :

سالنی بعض اصحابنا من اہل العلم ان اضع لہ کتابا اذکر فیہ الاثار الماثورۃ عن رسول اللہ (ص) فی الاحکام التی یتوہم اہل الالحاد والضعفۃ من اہل الاسلام ان بعضہا ینقض بعضا لقلۃ علمہم ۔۔۔۳

طحاوی اپنی کتاب فقہی ابواب کی بنیاد پر شروع کرتا ہے اور روایات کی شرح بھی کرتا ہے اور اپنی نوعیت کا ایک گراں بہا اثر تخلیق کیا۔وہ (مشکل الاثار) کے عنوان سے ایک دوسرے اثر میں دوسری روایات کی بھی تحقیق کرتے ہیں۔ ۴

---

۱شرح معانی الاثار، ج۱، ص۵؛تذکرۃ الحفاظ، ج۳، ص۸۰۸

۲الحدیث والمحدثون، ص۴۲۹

۳شرح معانی الاثار، ج۱، ص۱۱

۴مشکل الاثار، ج۱، ص۱۱

**ب) ابن حبان اور المسند الصحیح**

علامہ حافظ محمد بن حبان ابن احمد بن حبان معاذ بن معبد ابو حاتم التمیمی البستی القاضی شیخ خراسان (م ۳۵۴) [۱۲] اہل سنت کے بزرگ محدثین میں سے ہیں کہ جنہوں نے جمع حدیث کیلئے تیس سال سے زائد سفر کیا۔ [۱۳] اور اہل سنت کی اہم روایات کا ایک اثر تدوین کیا اور اس کا نام (المسند الصحیح المسمی الانواع والتقاسیم) رکھا۔ [۱۴] انہوں نے دوسری مسانید سے جدا اور جامع سات ہزار سے زائد روایات پر مشتمل اپنی مسند تحریر کی اور اسے پانچ موضوعات میں تقسیم کرتے ہیں اور انکا کہنا ہے :

**فتدبرت الصحاح لا سهل حفظها على المتعلمين وامعنت الفكر فيها لئلا يصعب رعبها على المقتبسين خمسة اقسام متساوية متفقة التقسيم غير متنافيه فاولها : الاوامر التى مر الله عبادة بها والثانى والنواهى التى نهى الله عبادة عنها والثالث اخبارة عما احتيج الى معرفتها الرابعه الاباحات التى ابيح ارتكابها الخامس افعال النبى (ص) التى انفراد بفعلها ۵**

اس کی کتاب اہم روایات پر مشتمل تھی؛ لیکن اسکی ترتیب مناسب نہیں تھی؛ اس وجہ سے علی بن بلبان فارسی (م ۷۳۹) نے اسے ایک جدید ترتیب کے ساتھ اور (الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان) کے نام سے نشر کیا۔ ۶

**ج) طبرانی اور اس کی تین معاجم**

ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (م ۳۶۰) متاخرین محدثین میں سے ہیں۔ ان کا روائی اثر (المعجم الکبیر؛ المعجم الاوسط، اور المعجم الصغیر کے نام سے نشر ہوا اور اہل سنت محدثین کے نزدیک توجہ کا حامل ہے۔ ۷ انہوں نے شیوخ حدیث سے ملاقات کے لئے بہت زیادہ سفر کیے اور ہزار سے زیادہ شیوخ حدیث سے روایت نقل کی۔ ۸

---

۱۱ تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۹۲۰

۱۲ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، ج ۱، ص ۵

۱۳ ایضا، ص ۶

۱۴ الحدیث والمحدثون، ص ۴۲۵

۱۵ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، ج ۱، ص ۵

۱۶ الحدیث والمحدثون، ص ۴۲۶

۱۷ تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۹۱۲

۱۸ المعجم الاوسط، ج ۱، ص ۱۰

طبرانی کو بزرگ حافظوں میں شمار کیا گیااوراس کے بہت زیادہ آثار ذکر کئے گئے ہیں۔ان میں سے کچھ یہ ہیں: تین طرح کی معجم اور حدیث میں مسند ابی ہریرہ ہے۔اس کے روائی آثار کو مصنفات میں شمار کیا گیا ہے۔ ۱اس نے اپنی معجم کبیر، صحابہ کی ترتیب کی بنیاد پر ترتیب دیا ہے اس کی روایات کی تعداد پچاس ہزار بتائی گئی ہے۔ ۲لیکن موجودہ معجم کبیر، پچیس ہزار روایت پر مشتمل ہے۔ ۳اس کتاب کے محقق یعنی عبدالمجید سلفی نے اس کی روایات کو اپنی تحقیق کے ساتھ منتشر کیا اور انہیں دو گروہ میں شمار کیا ہے اور کہتا ہے:

**واحادیث المعجم تنقسم الی قسمین : قسم منها روی فی الکتب الستہ وقسم لم یرو فیها۔ ۴**

طبرانی المعجم الاوسط میں، روایات کو اپنے شیوخ حدیث کی بناء پر ذکر کرتا ہے کہ جو اس کے شیوخ کی چند غرائب روایات کو بھی شامل ہے۔ ذہبی کہتا ہے:

**والمعجم الاوسط فی ست مجلدات کبار علی معجم شیوخه یاتی فیه عن کل شیخ بما له من الغرائب العجائب۔ ۵**

معجم اوسط چند احادیث کبیر پر مشتمل ہے اور کچھ ایسی روایات جو معجم کبیر میں نہیں ہیں، اس میں پائی جاتی ہیں۔اس معجم کی روایات کی تعداد بارہ ہزار حدیث تک ہے۔ ۶اس کی معجم اصغر بھی ایک ہزار پانچ سو روایت پر مشتمل ہے ۷کہ مؤلف نے اسے اپنے شیوخ سے جمع کیا ہے اور خود اس کی ابتداء میں کہتا ہے:

**هذا اول کتاب فوائد مشایخی الذین کتبت عنهم بالامصار خرجت عن کل واحد منهم حدیثا واحدا وجعلت اسماءهم علی حروف المعجم۔ ۸**

---

۱۱ایضا، ج۱، ص۱۱
۱۲الحدیث والمحدثون، ص۴۲۸
۱۳جوامع حدیثی اہل سنت، ص۱۶۷
۱۴المعجم الکبیر، ج۱۔ ص۲۴
۱۵المعجم الاوسط، ج۱، ص۷
۱۶ایضا۔
۱۷الحدیث والمحدثون، ص۴۲۸
۱۸المعجم الصغیر للطبرانی، ج۱، ص۷

**د) دارقطنی اور اس کی سنن**

شیخ الا سلام حافظ الزمان ابوالحسن علی بن عمر احمد دارقطنی (م ۳۸۵) ان متاخرین محدثین میں سے ہیں جنہیں حدیث میں استاد شمار کیا گیا ہے۔ انکے بہت زیادہ آثار ہیں اور اہل سنت محدثین کے تعریف کے مستحق قرار پائے ہیں۔ ذہبی انکی اس طرح توصیف کرتا ہے:

صار الدارقطنی اوحد عصره فی الحفظ الفهم الورع ۔[۲]

انکا سب سے اہم اثر (سنن) ہے جس میں فقہی روایات کو سند کیساتھ ذکر کیا گیا ہے، انہوں نے کتاب (الالزامات) بھی تدوین کی جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔[۳]

**ھ) بیہقی اور اس کی سنن**

حافظ علامہ شیخ خراسان ابو بکر احمد بن الحسن بن علی بن موسی خسروجردی بیہقی، پانچویں صدی (م ۴۵۸) کے محدثین میں سے ہیں۔ محدث ہونے کے علاوہ شافعی فقیہ بھی شمار کئے جاتے ہیں اور دوسرے محدثین اور فقہاء کے نزدیک انتہائی احترام کے حامل تھے۔[۴]

انکے متعدد آثار ہیں[۵] جن میں سے ایک (سنن) ہے جو السنن الکبری اور السنن الصغری پر مشتمل ہے اور فقہی روایات کی حامل ہے۔ ابن اثیر اسکی یوں تعریف کرتے ہیں: ((کان اماما فی الحدیث والفقه علی مذهب الشافعی))[۶] کتاب السنن الکبری فقہی عظیم روائی مجموعوں میں شمار کی جاتی ہے۔

---

[۱] سنن دارقطنی، ج ۱، ص ۷؛ الحدیث والمحدثون، ص ۴۲۴

[۲] تذکرة الحفاظ۔ ج ۳، ص ۹۹۱

[۳] الحدیث والمحدثون، ص ۴۲۵

[۴] تذکرة الحفاظ، ج ۳، ص ۱۱۳۲

[۵] السنن الکبری، ج ۱، ص ۱۲

[۶] ایضا، ص ۲۲

## خلاصہ

### اہم حدیثی شخصیات اور حدیثی مجموعے

چوتھی سے چھٹی صدی کے درمیان مسانید، مستدرکات، مستخرجات، شروح وغیرہ سمیت بہت زیادہ حدیثی مجموعے مرتب کیے گئے، جن میں سے اہم یہ ہیں: شرح معانی الآثار، طحاوی (م ۳۲۱)؛ المسند الصحیح، ابن حبان (م ۳۵۴) وغیرہ

### الف) طحاوی اور شرح معانی الآثار

ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامۃ بن سلمی ازدی طحاوی (م ۳۲۱) ان اولین افراد میں سے ہیں کہ جنہوں نے متأخر محدثین میں سے جدید حدیثی اثر تدوین کیا جو فقہی احادیث پر مشتمل ہے۔ انکا کتاب معانی الاخبار کی تدوین کرنے کا مقصد یہ تھا کہ روایات کے درمیان ارتباط کو بیان کیا جائے تاکہ انکی باہمی ناسازگار ہونے کے وہم کا خاتمہ ہوسکے۔

### ب) ابن حبان اور المسند الصحیح

علامہ حافظ محمد بن حبان بن احمد بن حبان معاذ بن معبد ابو حاتم التمیمی البستی القاضی شیخ خراسان (م ۳۵۴) [1] اہل سنت کے بزرگ محدثین میں سے ہیں کہ جنہوں نے جمع حدیث کیلئے تیس سال سے زائد سفر کیا۔ اور اہل سنت کی اہم روایات کا ایک اثر تدوین کیا اور اس کا نام (المسند الصحیح المسمی الانواع والتقاسیم) رکھا۔

### ج) طبرانی اور اس کی تین معجم

ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (م ۳۶۰) متاخرین محدثین میں سے ہیں۔ ان کا روائی اثر (المعجم الکبیر؛ المعجم الاوسط، اور المعجم الصغیر کے نام سے نشر ہوا اور اہلسنت محدثین کے نزدیک توجہ کا حامل ہے۔ انہوں نے شیوخ حدیث سے ملاقات کے لئے بہت زیادہ سفر کیے اور ہزار سے زیادہ شیوخ حدیث سے روایت نقل کی۔

### د) دارقطنی اور اس کی سنن

شیخ الاسلام حافظ الزمان ابو الحسن علی بن عمر احمد دارقطنی (م ۳۸۵) ان متاخرین محدثین میں سے ہیں جنہیں حدیث میں استاد شمار کیا گیا ہے۔ [2] انکے بہت زیادہ آثار ہیں اور اہلسنت محدثین کے تعریف کے مستحق قرار پائے ہیں۔

---

[1] الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، ج ۱، ص ۵

[2] سنن دارقطنی، ج ۱، ص ۷؛ الحدیث والمحدثون، ص ۴۲۴

### ھ) بیہقی اور اس کی سنن

حافظ علامہ شیخ خراسان ابو بکر احمد بن الحسن بن علی بن موسی خسروجردی بیہقی، پانچویں صدی (م۴۵۸) کے محدثین میں سے ہیں۔ محدث ہونے کے علاوہ شافعی فقیہ بھی شمار کیے جاتے ہیں اور دوسرے محدثین اور فقہاء کے نزدیک انتہائی احترام کے حامل تھے۔

# تاریخ حدیث

## «اٹھائیسواں سبق»

M.O.U
www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

# (ساتویں تا تیرہویں صدی)

## تمہید

زیب نظر سبق میں ساتویں سے تیرہویں صدی تک حدیثی کوششوں کے ماند پڑ جانے کے تاریخی علل اور مختلف صدیوں میں موجود علماء اور ان کے حدیثی آثار بیان ہونگے۔ نیز متاخرین کے دورے میں حدیثی مراکز کی ایجاد اور تاسیس کے بارے میں بتایا جائے گا۔

## تفصیل

گذشتہ مرحلہ میں بیان کیا گیا کہ متاخرین نے چوتھی سے چھٹی صدی میں ((صحاح ستہ)) کی تکمیل اور تہذیب کے لئے بہت زیادہ کوششیں کیں کہ دسیوں حدیثی آثار تدوین کیے اور بعض حدیثی علوم منتشر کیے؛ لیکن ساتویں سے تیرہوں صدی میں ان کی حدیثی کوششیں ماند پڑ گئیں اور جدید حدیثی اثر کم تخلیق کیے گئے اور حدیثی مطالعات بھی کم ہو گئے؛ مگر مخصوص زمانے میں یا مخصوص افراد نے جدید کام انجام دیئے کہ جس کی طرف اشارہ کیا جائے گا؛ اگرچہ متاخرین کے پہلے دور کی بعض حدیثی تحقیقات آہستہ آہستہ جاری رہتی ہیں۔

اس وجہ سے اس مرحلہ میں ہم حدیث نویسی میں جمود اور اس کے تاریخی اسباب کی تحلیل، زمانۂ متاخرین میں حدیثی مراکز، ساتویں سے تیرہویں صدی کی اہم حدیثی تحقیقات اور اہم شخصیات اور ساتویں سے تیرہویں صدی کے حدیثی مجموعے پر بحث کریں گے۔

### حدیث نویسی میں جمود اور اس کے تاریخی اسباب کی تحلیل

اہل سنت کے زمانۂ متاخرین میں حدیث نویسی، ساتویں سے تیرہویں صدی بالخصوص دسویں سے تیرہویں صدیوں میں حقیقی طور پر جمود آگیا۔ ساتویں، آٹھویں، اور نویں صدی میں حدیث کے سلسلے میں متقدم متاخرین کی کوششیں جاری رہیں اور کچھ موارد میں نکھر کر سامنے آئیں؛ لیکن گذشتہ ادوار کی نسبت اور اسی طرح گیارہویں صدی کے بعد، حقیقتاً علوم حدیث پر بہت زیادہ جمود طاری ہو گیا۔

ساتویں سے نویں صدی تک اہل سنت کے معروف محدثین کی تاریخ وفات کی تحقیق سے دریافت کیا جا سکتا ہے کہ مذکورہ صدیوں میں کئی محدث یا اہم حدیثی شخصیات پائی جاتی تھی؛ جیسے ذہبی (م۷۴۸)، ابن حجر (م۸۵۲) اور سیوطی (م۹۱۱)؛ سیوطی، ذہبی (م۷۴۸) کے حالات کو بیان کرکے اسکا اور چند عظیم محدثین کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ: والذی

اقوله ان المحدثین عیال الان فی الرجال وغیرھا من فنون الحدیث علی اربعة : المزی (م۷٤۲) والذھبی (م۷٤۸) والعراقی (م۸۰٦) وابن حجر (م۸٥۲) ۔[1]

تاریخ حدیث اہل سنت میں ساتویں سے تیرہویں صدی تک ایسے معروف و مشہور محدثین جن کی حدیث میں اہم تالیفات اور مطالعات ہیں ، ان کی تعداد دس نفر سے کم ہیں جو تنزلی کی علامت ہے۔مندرجہ ذیل جدول ساتویں سے تیرہوں صدی تک حدیث نویسی میں تنزلی کا بیان ہے جو حدیثی شخصیات یاان افراد کی بناء پر تیار کیا گیا ہے جنہوں نے اپنی علمی سرگرمیوں کیساتھ ساتھ حدیثی اثر بھی تدوین کیا۔

ساتویں صدی

| ردیف | محدثین | وفات | حدیثی اثر |
|---|---|---|---|
| ۱ | عبدالکریم بن منصور سمعانی | ٦۱۵ | المعجم فی تاریخ المحدثین |
| ۲ | ضیاء الدین کردی | ٦۲۳ | الجمع بین الصحیحین |
| ۳ | ابن اثیر | ٦۳۰ | اسد الغابة فی معرفة الصحابہ |
| ۴ | احمد بن محمد قرطبی ابن ابی الحجة | ٦۴۲ | جمع بین الصحیحین |
| ۵ | ابن صلاح | ٦۴۳ | مقدمہ ابن صلاح |
| ٦ | ابو عبداللہ غرناطی | ٦۴٦ | انوار المصباح فی الجمع بین الکتب الستة والصحاح |
| ۷ | صاغانی | ٦۵۰ | مشارق الانوار النبویہ |

[1] طبقات الحفاظ، ص ۵۲۲

| ۸ | ابن تیمیمہ | ۶۵۲ | المنتقی من اخبار المصطفیٰ |
|---|---|---|---|
| ۹ | عبد العظیم بن عبد القوی منذری | ۶۵۶ | الترغیب والترھیب |
| ۱۰ | یحییٰ بن شرف الدین نووی | ۶۷۶ | المنہاج فی شرح صحیح مسلم |
| ۱۱ | محب الدین طبری | ۶۷۹ | غایۃ الاحکام فی احادیث الاحکام |
| ۱۲ | ابو جعفر مروزی | ۶۷۹ | اختصار جامع الاصول لاحادیث الرسول |

آٹھویں صدی

| ردیف | محدثین | وفات | حدیثی اثر |
|---|---|---|---|
| ۱ | ابن الدقیق العید | ۷۰۲ | الالمام فی احادیث الاحکام |
| ۲ | بدر الدین ابن جماع | ۷۳۳ | اختصار مقدمہ ابن صلاح |
| ۳ | ھبۃ اللہ بن رحیم حموی | ۷۳۸ | اختصار جامع الاصول لاحادیث الرسول |
| ۴ | علی بن بلبان فارسی | ۷۳۹ | الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان |
| ۵ | یوسف بن عبد الرحمٰن مزی | ۷۴۲ | تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف |
| ۶ | عبد الحق دمشقی | ۷۴۴ | جامع المسانید والسنن |
| ۷ | محمد بن احمد ذھبی | ۷۴۸ | معجم الحدیث وتھذیب التھذیب |
| ۸ | مقدسی حریری | ۷۵۸ | مفید السامع والقاری |
| ۹ | ابن کثیر دمشقی | ۷۷۴ | جامع المسانید والسنن |
| ۱۰ | شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی | ۷۸۶ | الکواکب الدراری فی شرح البخاری |
| ۱۱ | بدر الدین حسین بر عمر | ۷۸۹ | ارشاد السامع والقاری المنتقی من صحیح البخاری |
| ۱۲ | علاء الدین مغلطائی | ۷۹۲ | التلویح فی شرح البخاری |

| ۱۳ | بدرالدین زرکشی | ۷۹۴ | التذکرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ |
|---|---|---|---|
| ۱۴ | زین الدین ابی الفرج | ۷۹۵ | فتح الباری فی شرح صحیح البخاری |

نویں صدی

| ردیف | محدثین | وفات | حدیثی اثر |
|---|---|---|---|
| ۱ | علی بن ملقن | ۸۰۴ | شرح سنن ابن ماجہ |
| ۲ | سراج الدین بلقینی | ۸۰۵ | العرف الشذی علی جامع الترمذی |
| ۳ | زین الدین ابی الفضل عراقی | ۸۰۶ | تقریب الاسانید |
| ۴ | نورالدین ھیثمی | ۸۰۷ | مجمع الزوائد |
| ۵ | محمد بن موسی دمیری | ۸۰۸ | الدیباجۃ شرح سنن ابن ماجہ |
| ۶ | محمد بن عبداللہ مقدسی حنبلی | ۸۲۰ | معجم بر مسند احمد بن حنبل |
| ۷ | شمس الدین ابو عبداللہ عبدالدائم | ۸۳۱ | اللامع الصحیح فی شرح البخاری |
| ۸ | شھاب الدین بوصیری | ۸۴۰ | اتحاف المھرۃ بزواید المسانید العشرۃ |
| ۹ | ابراھیم بن محمد حلبی | ۸۴۱ | شرح سنن ابن ماجہ |
| ۱۰ | ابن حجر عسقلانی | ۸۵۲ | فتح الباری فی شرح صحیح البخاری |
| ۱۱ | بدرالدین احمد العینی | ۸۵۵ | عمدۃ الباری فی شرح صحیح البخاری |
| ۱۲ | حسین بن مبارک | ۸۹۳ | التجرید لاحادیث الجامع الصحیح |

دسویں صدی

| ردیف | محدثین | وفات | حدیثی اثر |
|---|---|---|---|

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | شمس الدین محمد سخاوی | ۹۰۲ | المقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الاحادیث |
| ۲ | جلال الدین سیوطی | ۹۱۱ | الجامع الکبیر |
| ۳ | احمد بن محمد قسطلانی | ۹۲۳ | ارشادی الساری فی شرح البخاری |
| ۴ | کمال پاشا | ۹۴۰ | تعلیقہ صحیح بخاری |
| ۵ | ابن الدیبع شیبانی | ۹۴۴ | اختصار جامع الاصول لاحادیث الرس |
| ۶ | ابوالحسن علی بن محمد کنائی | ۹۶۳ | تنزیہ الشریعہ المرفوعہ من الاخبار |
| ۷ | مصباح الدین ابن شعبان | ۹۶۹ | تعلیقہ صحیح بخاری |
| ۸ | عبدالوھاب شعرانی | ۸۷۴ | اختصار سنن بیہقی |
| ۹ | علی بن حسام، متقی ھندی | ۹۷۵ | کنزل العمال فی سنن الاقوال والافعال |
| ۱۰ | جمال الدین فتنی | ۹۸۶ | تذکرۃ الموضوعات |

گیارہویں صدی

| ردیف | محدثین | وفات | حدیثی اثر |
|---|---|---|---|
| ۱ | حسین الکفوری | ۱۰۱۲ | تعلیقہ صحیح بخاری |
| ۲ | قاری ھروی | ۱۰۱۶ | شرح صحیح مسلم |
| ۳ | علی بن احمد عزیزی شافعی | ۱۰۷۰ | السراج المنیر |
| ۴ | عزالدین محمد خلیلی | ۱۰۵۷ | تسھیل السبل۔۔۔ |

بارہویں صدی

| ردیف | محدثین | وفات | حدیثی اثر |
|---|---|---|---|
| ۱ | زرقانی مصری | ۱۱۲۲ | صحیح البخاری واسانیدھا |
| ۲ | ابو محمد سالم بصری | ۱۱۳۴ | کفایۃ الحاجۃ فی شرح ابن ماجہ |

| ۳ | ابوالحسن محمد سندی | ۱۱۳۸ | کشف الخطا ومزیل |
|---|---|---|---|
| ۴ | اسماعیل بن محمد عجلونی | ۱۱۶۲ | عنایۃ المنعم لشرح صحیح مسلم |
| ۵ | عبداللہ محمد یوسف افندی | ۱۱۶۷ | شرح بلوغ المرام |
| ۶ | محمد بن اسماعیل صنعانی | ۱۱۸۲ | صحیح البخاری واسانیدھا |

تیرہویں صدی

| ردیف | محدثین | وفات | حدیثی اثر |
|---|---|---|---|
| ۱ | محدث گنگوھی | ۱۲۴۰ | لامع الدراری علی جامع البخاری |
| ۲ | محمد بن علی شوکانی | ۱۲۵۵ | شرح منتقی الاخبار فی الاحکام |

ڈاکٹر نورالدین عتر، حدیث میں دورِ جمود دسویں سے چودہویں صدی تک قرار دیتے ہیں اور معتقد ہیں کہ محدثین کو عمیق حدیثی تحقیقات کی فرصت نہیں ملی، وہ کہتا ہے:

**الدور السادس: عصر الرکود والجمود وقد امتدذلک من القرن العاشر الی مطلع القرن الهجری الحالی فی هذا الدور توقف الاجتهاد فی مسائل العلم والابتکار فی التصنیف وکثرت المختصرات فی علوم الحدیث شعراونثراوشغل الکاتبون بمنا قشات لفظة لعبارات المؤلفین دون الدخول فی عمق الموضوع تحقیقا واجتهادا[1]**

علم اور علمی تحقیق کے مواقع نہ ہونے اور اسلام کی سرحدوں کا یورپ تک پھیل جانے اور ان کے درمیان اختلافات اور عباسیوں کے زمانے میں اسلامی حکومت کی مرکزیت نابود ہو جانے اور عثمانیوں اور فاطمیوں وغیرہ کی حکومت کے پھیل جانے کی وجہ سے حدیث کی اہمیت اور ضرورت اور حدیثی علوم بھلا دیئے گئے؛ حدیث کی تدریس اور اس کے علمی مباحث کم ہو چکے تھے اور حدیث اور دوسرے دینی علوم ترقی نہیں کر پائے بلکہ ان میں بہت زیادہ تنزلی آ گئی۔ محمد ابوزھو اس سلسلے میں کہتا ہے:

---

[1] منہج النقد فی علوم الحدیث، ص۶۹

سقطت الخلافة العباسية على ایدی التتار سنه ھ۔۔۔وکانت الدولة الایوبیة بمصر قد انقرضت وحل محلها دولة الممالیک فخرج الیھم المصریون والتقوابھم عند (عین جالوت ) ووقعت بین الفریقین معرکة عظیمة۔۔۔ ١

محمد ابو زھو کا نظریہ ہے کہ خلافت عثمانیہ کی قدرت کے بعد اندلس میں شکست ہو جاتی ہے اور اس کے خاتمے کے بعد مغربی حکومتیں اسلامی حکومتوں کے درمیان اختلاف ڈالنے کی سازش کرتی ہیں جس کے نتیجے میں علماء کمزور ہو جاتے ہیں:

ومن ھنا انعدمت الرحلة بین العلماء وانقطع الاتصال العلمی بین سکان البلدان المختلفة بعد ان کان الوطن الاسلامی وحدة لا تنصم عراھا ینتقل فیه المسلم انی شاء وینشر دینه کیفما اراد٢

متاخر دور میں علم پر جمود طاری ہو جانے کے مفصل جائزے کیلئے اسلامی ملکوں کی تاریخی تحلیل کی ضرورت ہے کہ جس کا دنیائے اسلام کے علمی جمود پر من جملہ علوم حدیث پر بھی بہت زیادہ اثر ہوا۔ ٣

**دورِ متاخرین کے حدیثی مراکز**

دورِ متاخرین کا متقدمین کے زمانے کی نسبت۔ بالخصوص ساتویں سے تیرہویں صدی میں۔حدیثی تحقیق میں آب وتاب نہ تھا؛اس وجہ سے حدیثی مراکز میں اضافہ نہ ہوا، یہاں تک کہ مکہ ،مدینہ ،بصرہ ،بغداد وغیرہ جیسے بعض شہروں میں زوال پزیر ہوگئے ؛لیکن دور دراز علاقوں تک اسلامی سرزمینوں کے پھیلاؤ کی وجہ سے دمشق ، مصر ،ہند وغیرہ جیسے علاقے اس زمانے کے حدیثی مراکز بن گئے۔

حکومت بغداد کے خاتمے کے بعد سب سے پہلے شام اور پھر مصر اسلامی حکومت کا مرکز بنا، جن میں ساتویں سے نویں صدی تک علمی شان وشوکت حاصل ہوئی اور عظیم محدثین وہاں پروان چڑھے۔ صبحی صالحؒ حدیثی مدرسہ کی تاسیس کے بعد شام اور مصر کو حدیثی مرکز شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

---

١الحدیث والمحدثون، ص ۴۳۵

٢ایضا، ص ۴۳٦

٣تاریخ اسلام ووفیات المشاہیر، ج ۳۹۔۴۱

ولقد انشئت اول دار للحدیث فی القرن الھجری السادس ۔۔۔ المدرسة النوریة فی دمشق وکان ابن عساکر ۔۔۔ من شیوخ ھذہ المدرسه وبعد عشرات السنین قامت فی القاھرۃ دار للحدیث ۔۔۔ وقد تم تاسیسھا سنه ۶۲۲ا

محمد زھو بھی مصر کو اہم حدیثی مرکز شمار کرتا ہے کہ ساتویں ،آٹھویں ، اور نویں صدی میں سب سے زیادہ حدیثی تحقیقات وہاں انجام پائیں۔وہ کہتا ہے :

وبھذہ العنایة من السلاطین والامراء کانت مصر دار حدیث وفقه وادب طیلة ھذہ القرون الثلاثة الاولی من ھذا الدور ( الدور السابع من عام الی عصرنا ) وکانت اسعد بلاد الاسلام حظا بالحدیث وعلومه ۔۔۔ استمرت النھضة العلمیة بمصر الی اوائل القرن العاشر بانقراض دولة الممالیک البرجیه۲

مصر کے بعد اور دسویں صدی کے آغاز میں ہندوستان حدیث کا مرکز بن گیا۔حدیث کے سلسلے میں ہندوستانی محدثین کی خدمات کاآغاز ہو جاتا ہے۔ محدث شاہ ولی دہلوی (م۱۱۷۶) اور ان کی اولاد کا حدیث اہل سنت کو نشر کرنے میں اہم کردار ہے اور جن میں متقی ہندی (م۹۷۵) صاحب کنز العمال جیسے افراد حدیثی کتب کو نشر کرنے کاکام انجام دیتے ہیں۔ ڈاکٹر نورالدین عتر کہتا ہے :

لکن اللہ تعالی اقام نھضة للحدیث فی دیار الھند خلال ھذہ الفترۃ (القرن العاشر) کانت علی مستوی عال فی البحث والعلم وذلک علی ید العلامه الامام المحدث شاہ ولی اللہ الدھلوی۔

محمد ابوزھو ہندوستان کی علوم نظری من جملہ علم حدیث کی جانب توجہ کے بعد نشر حدیث میں اہم کردار کا حامل ہےاور کہتے ہیں :

---

اعلوم الحدیث ومصطلحہ، ص۶۹

۲الحدیث والمحدثون، ص۴۴۰

كان للبلا د الهندية حظ كبير فی خدمه السنه بعد ان كان قبل منتصف القرن العاشر الهجری منصرفين الى العلوم النظرية ۔۔ فمن هذا الوقت اخذوا يعكفون على دراسة الحديث وعلومه ويعنون برواية السنة وبحث الروايات وانتقاد الاسانيد۔[۱]

## خلاصہ

ساتویں سے تیرہوں صدی میں ان کی حدیثی کوششیں ماند پڑ گئیں اور جدید حدیثی اثر کم تخلیق کیے گئےاور حدیثی مطالعات بھی کم ہوگئے؛مگر مخصوص زمانے میں یا مخصوص افراد نے جدید کام انجام دیئے۔

### حدیث نویسی میں جموداور اس کے تاریخی اسباب کی تحلیل

اہل سنت کے زمانۂ متاخرین میں حدیث نویسی، ساتویں سے تیرہویں صدی بالخصوص دسویں سے تیرہویں صدیوں میں حقیقی طور پر جمود آگیا ۔ساتویں،آٹھویں،اور نویں صدی میں حدیث کے سلسلے میں متقدم متاخرین کی کوششیں جاری رہیں اور کچھ موارد میں نکھر کر سامنے آئیں؛لیکن گذشتہ ادوار کی نسبت اور اسی طرح گیارہویں صدی کے بعد، حقیقتاً علوم حدیث پر بہت زیادہ جمود طاری ہوگیا۔

### دورِ متاخرین کے حدیثی مراکز

دورِ متاخرین کا متقدمین کے زمانے کی نسبت۔ بالخصوص ساتویں سے تیرہویں صدی میں۔حدیثی تحقیق میں آب وتاب نہ تھا ؛اس وجہ سے حدیثی مراکز میں اضافہ نہ ہوا، یہاں تک کہ مکہ،مدینہ،بصرہ،بغداد وغیرہ جیسے بعض شہروں میں زوال پزیر ہوگئے؛لیکن دور دراز علاقوں تک اسلامی سرزمینوں کے پھیلاؤ کی وجہ سے دمشق، مصر،ہند وغیرہ جیسے علاقےاس زمانے کے حدیثی مراکز بن گئے۔ حکومت بغداد کے خاتمے کے بعد سب سے پہلے شام اور پھر مصر اسلامی حکومت کا مرکز بنا، جن میں ساتویں سے نویں صدی تک علمی شان و شوکت حاصل ہوئی اور عظیم محدثین وہاں پروان چڑھے ۔

مصر کے بعد اور دسویں صدی کے آغاز میں ہندوستان حدیث کا مرکز بن گیا۔حدیث کے سلسلے میں ہندوستانی محدثین کی خدمات کا آغاز ہوجاتا ہے۔ محدث شاہ ولی دہلوی (م۱۱۷۶) اور ان کی اولاد کا حدیث اہل سنت کو نشر کرنے میں اہم کردار ہےاور جن میں متقی ہندی (م۹۷۵) صاحب کنزالعمال جیسے افراد حدیثی کتب کو نشر کرنے کاکام انجام دیتے ہیں۔

---

[۱]ایضا،ص۴۴۱

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں ساتویں سے تیرہویں صدی تک جدید حدیثی سرگرمیاں بیان ہونگی جیسے زوائد اور اختصار کا لکھنااور تخریج وغیرہ۔ اس کے علاوہ گذشتہ حدیثی تحقیقات کے سلسلے میں جو کام ہوئے ہیں، وہ بیان ہونگے جیسے روایات کا جمع کرنا، ان کی شرح لکھنا وغیرہ

## تفصیل

ساتویں سے تیرہویں صدی تک دور متقدمین اور چوتھی سے چھٹی صدی کی نسبت سے حدیثی فعالیتوں میں کوئی ترقی نہیں ہوئی لیکن ایسی تحقیقات انجام دی گئیں جنہیں دو مرحلوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے،ایک جدید حدیثی فعالیتیں اور دوسرا سابقہ حدیثی تحقیقات کا تسلسل، یہاں ذیل میں بیان کیا جارہا ہے۔

الف ) جدید حدیثی فعالیتیں

جدید حدیثی فعالیتوں سے مراد ایسے اقدامات تھے زیادہ سابقہ نہیں رکھتے تھے اور ساتویں صدی کے بعد انکاآغاز ہوا تھا۔ یہ زوائد نویسی ،اختصار نویسی،جدید جوامع اور تخریج حدیث کو شامل ہیں،جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔زوائد نویسی

علم الزوائد ایسی کوشش تھی جس کے بانی آٹھویں صدی کے محدثین تھے اور آئندہ صدیوں میں بھی جاری رہی۔ یہ علم ان روایات کی جمع آوری کو شامل تھا جو صحاح ستہ جیسی سابقہ کتابوں کی روایات سے زائد تھیں۔۱ محدثین انہیں (معرفۃ زیادات الثقات ) کا عنوان بھی دیتے تھے۔دکتر عتر زوائد کی تعریف یوں کرتے ہیں:

**ھی مصنفات تجمع الاحادیث الزواید فی بعض کتب الحدیث علی احادیث کتب اخری دون الاحادیث المشترکۃ بین المجموعیتین۔۲**

حدیث میں زوائد نویسی کا مقصد، طرق روایات میں اضافہ، منقطع اسناد کی ترمیم، اکثر روایات کو ابہام اور اجمال سے خارج کرناا کرناا

---

۱مجمع الزواید و منبع الفوائد ،ج۱،ص ۵۳
۲ منہج النقد،ص۲۰۶

وغیرہ تھا۔ایسی روایات موجود تھیں جن کا طریق جدید اور گزشتہ طریق سے زائد تھا اگرچہ ممکن تھا کہ اسی لفظ اور معنی کے ساتھ بعض روائی مجموعوں یا صحاح میں موجود ہوں۔ یا ایسی روایات جن کا متن سابقہ کتابوں کی نسبت زائد اور نئی عبارات پر مشتمل تھا جو ایک جدید حکم اور نئے مفہوم کا باعث تھا۔

سب سے اہم زوائد مندرجہ ذیل ہیں: ۲زوایدِ قلیچ حنفی (م ۷۶۲)؛زوایدِ ابن الملقن (م ۸۰۴)؛زوائد ابن ھیثمی (م ۸۰۷)؛بنام مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ؛زوائد شھاب الدین بوصیری (م ۸۴۰)؛بنام اتحاف المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ؛زوائد ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲) بنام المطالب العالية بزوايد المسانيد الثمانيه ؛زوائد سیوطی (م) بنام زوائد شعب الایمان وغیرہ۔

۲۔ اختصار نویسی

بعض متاخر محدثین بالخصوص ساتویں تا نویں صدی میں گزشتہ حدیثی آثار کو مختصر کرنا شروع کیا ۳ اور ان میں سے بعض کا خلاصہ تحریر کیا تاکہ عمومی طور پر سب کیلئے زیادہ آسان طریقے سے قابل استفادہ ہو۔ جیسے:

۱۔ مختصر صحیح البخاری، جمال الدین انصاری (م ۶۵۶)؛
۲۔ارشاد الساری والقاری المنتقی من الصحیح البخاری، بدر الدین حسین بن عمر (۷۸۹)
۳۔التجرید الاحادیث الجامع الصحیح، حسین بن مبارک (م ۸۹۳)
۴۔ مختصر مسلم، خلاطی (م ۶۵۲)
۵۔ مختصر زوائد مسلم علی البخاری، ابن ملقن (م ۸۰۴)
۶۔ مختصرات سنن ابی داود، زکی الدین عبد العظیم منذری (م ۶۵۶)؛
۷۔اختصار سنن بیھقی، عبد الحق دمشقی (م ۷۴۴) و شمس الدین ذھبی (م ۷۴۸)
۸۔المختصر فی احادیث الاحکام، یوسف بن عبد الھادی (م ۹۰۴) ۴

۳۔جدید حدیثی جوامع

ساتویں تا دسویں صدی متاخرین کے دور کا تسلسل ہے۔اس میں بھی حدیثی فعالیتیں سابقہ ادوار کی نسبت جمود کا شکار

---

۱جوامع حدیثی اہل سنت، ص ۲۳۴
۲مجمع الزواید ومنبع الفوائد، ج۱، ص ۵۴؛الحدیث والمحدثون، ص ۴۴۴؛ منہج النقد فی علوم الحدیث، ص ۲۰۶؛ المطالب العالية بزوايد المسانيد الثمانيه، مقدمہ، ص ی
۳علوم الحدیث ومصطلحہ، ص ۴۱
۴تاریخ حدیث، ص ۴۹؛جوامع حدیثی اہل شیعہ، ص ۱۳۸، ۹۳، ۸۱

ہو گئیں۔ لیکن بعض حدیثی جوامع تدوین ہوئے جو اس بات کی علامت ہیں کہ اس دور میں جدید حدیثی تحقیقات انجام دی گئیں۔ ان میں سے بعض فعالیتیں فقہی اور تفسیری روایات کے متعلق تھیں اور بعض ایک جامع حدیثی مجموعے کی تالیف کے حوالے سے تھیں جو مجموعے اگرچہ سابقہ جوامع کی روایات کے ایک حصے یا بعض پر مشتمل ہو لیکن معتبر روایات کی جمع آوری کیلئے تدوین کی جانے والی سابقہ کتابوں سے متفاوت یا جدید ترتیب و تالیف پر مشتمل تھے۔
جدید حدیثی جوامع کی شناسائی کے لئے ذیل کے آثار کا نام ذکر کیا جاسکتا ہے:[1]

۱۔ المنتقی من اخبار المصطفیٰ، عبدالسلام بن عبداللہ حرانی، ابن تیمیہ (م ۶۵۲)
۲۔ الترغیب الترھیب، عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری (م ۶۵۶)
۳۔ غایۃ الاحکام فی احادیث الاحکام، محب الدین طبری (م ۶۷۹)
۴۔ الالمام باحادیث الاحکام، محمد بن علی قشیری، ابن دقیق (م ۷۰۲)
۵۔ بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام، شھاب الدین، ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲)
۶۔ الجامع الکبیر، جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱)
۷۔ الدر المنثور فی التفسیر الماثور، جلال الدین سیوطی (۹۱۱م)
۸۔ کنز العمال فی سنن الاقوال الافعال، علی بن حسام الدین متقی ہندی (م ۹۷۵)

۴۔ سابقہ متون کی احادیث کی تخریج

بعض محدثین نے ایسے حدیثی مجموعے جن میں سند حدیث کی تحلیل کی جاتی تھی، ان کی تدوین کا مقصد یہ تھا کہ روایات کے مصادر اور مآخذ کی تکمیل کی جائے جس کی وجہ سے احادیث کا اعتبار بڑھ جاتا۔ بعض تخریج مندرجہ ذیل ہیں:[2]
۱۔ تخریج احادیث شرح کبیر، ابن حمامہ (م ۷۴۳)
۲۔ تخریج شرح کبیر رافعی، بدرالدین زرکشی (م ۷۹۴)

---

[1] طبقات الحفاظ، ہر ایک کے نام کے ذیل میں؛ الحدیث والمحدثون، ص ۴۴۵؛ منہج النقد فی علوم الحدیث، ص ۲۰۵، تاریخ حدیث، ص ۴۹؛ جوامع حدیث اہل سنت، ۱۹۷۔۔۔
[2] کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، ج ۱، ص ۳۸۰

۳۔البدر المنیر فی تخریج الاحادیث والاثار الواقعہ ، ابن ملقن (م ۸۰۴)
۴۔الکشف المبین عن تخریج احیاء علوم الدین ، زین الدین عراقی (م۸۰٦)
۵۔التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث شرح الواجیز الکبیر ، (م ۸۵۲)

ب) سابقہ حدیثی تحقیقات کا تسلسل

دور متاخرین ساتویں ، تا تیرہویں صدی ، بالخصوص ساتویں ، آٹھویں اور نویں صدی کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ متقدم متاخرین (۴ ۔ ٦ صدی) کی حدیثی تحقیقات کا تسلسل ہے جو صحاح ستہ اور بعض دیگر حدیثی آثار کی تکمیل اور ترتیب کیلئے انجام دی گئیں۔ جیسے جمع بین روا یات جوامع اور مسانید ، انکی شرح نویسی ، موضوع نویسی ، اطراف نویسی ، رجال شناسی اور حدیث مصطلحات کی تکمیل وغیرہ۔ صبحی صالحیؒ اس سلسلے میں تکمیل کے دورے کی اہمیت پر تاکید کرتا ہے اور کہتا ہے :

اما المتاخرون عن عصر الروایۃ فیکون عملهم فی نهایۃ المطالب ، تهذیبا وشرحا۔[1]

ساتویں سے تیرہویں صدی میں متاخرین کے دور میں جاری رہنے والی حدیثی تحقیقات اختصار کے ساتھ ذیل میں بیان کی جارہی ہے :[2]

۱۔ صحیح روایات جمع کرنے کا تسلسل

بعض محدثین نے جمع بین صحیح مسلم ، صحیح بخاری ، یا جوامع اور دوسری مسانید کی کوشش کی ہے اور جدید ترتیب کے ساتھ کچھ آثار جمع کیے ، جو مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔الجمع بین الصحیحین ، ابو حفص ، عمر بن ضیاء الدین کردی (م ٦۲۳)
۲۔الجمع بین الصحیحین ، احمد بن محمد قرطبیؒ (م ٦۴۲)
۳۔ مشارق الانوار النبویۃ من صحاح الاخبار المصطفویہ ، صاغانی (م ٦۵۰) ؛
۴۔ صاحب البیان عما اتفق علیہ الشیخان ، ابو المجد اسماعیل بن ھبۃ اللہ (م ٦۵۵)
۵۔ صاحب مفید السامع القاری مما اتفق علیہ مسلم والبخاری ، احمد بن عبد الرحمٰن مقدسی حریری (م ۷۵۸)

---

[1] علوم الحدیث المصطلحہ ، ص ۴۱
[2] تاریخ عمومی حدیث ، ص ۱٦۷ ؛ الحدیث والمحدثون ، ص ۴۴۵ ؛ جوامع حدیثی اہل سنت ، ص ۱۷۰

۶۔ جامع المسانید والسنن الهادی لاقوم السنن، اسماعیل بن عمر دمشقی، ابن کثیر (م ۷۷۴)
۷۔ الجمع بین الصحیحین علی الابواب، ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲)

۲۔ شرح لکھنے کا تسلسل

ساتویں سے تیرھویں صدی کے بعض متاخر محدثین نے گذشتہ حدیثی آثار کی شرح لکھنے کو اہم شمار کیا یا دوسری حدیثی تحقیقات کے ساتھ گذشتہ جوامع کی شروح۔ بالخصوص ((صحاح ستہ)) کی شروح۔ لکھیں کہ جن میں سے بعض دوسروں کی توجہ کا مرکز بنیں۔ تاریخی لحاظ سے ان شروح کو اس طرح شمار کیا جاسکتا ہے۔[1]

۱۔ شرح صحیح بخاری، محی الدین یحییٰ بن شرف نووی (م ۶۷۶)
۲۔ المنهاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج، یحییٰ بن شرف نووی (م ۶۷۶)
۳۔ الکواکب الدراری فی شرح البخاری، شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی (م ۷۸۶)
۴۔ التلویح فی شرح البخاری، علاء الدین معلطایی حنفی (م ۷۹۲)
۵۔ التنقیح بشرح الجامع الصحیح، بدر الدین زرکشی (م ۷۹۴)
۶۔ شرح سنن نسائی، علی ابن ملقن (م ۸۰۴)
۷۔ العرف الشذی علی جامع الترمذی، بلقینی (م ۸۰۵)
۸۔ الدیباجة شرح سنن ابن ماجه، محمد بن موسی دمیری (م ۸۰۸)
۹۔ شرح سنن ابن ماجه، برهان الدین حلبی (م ۸۴۱)
۱۰۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲)
۱۱۔ عمدة القاری شرح صحیح البخاری، بدر الدین ابی محمد عینی (م ۸۵۵)
۱۲۔ التوشیح شرح الجامع الصحیح البخاری، جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱)
۱۳۔ الدیباج علی صحیح مسلم، جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱)

---

[1] جوامع حدیثی اہل سنت، ص ۱۳۱، ۹۲، ۸۰؛ محمد عبد الرحمٰن طوالبہ، الامام مسلم و منهجہ، ص ۱۵۳

۱۴۔ مصباح الزجاجہ علی سنن ابن ماجہ، جلال الدین سیوطی (م۹۱۱)

۱۵۔ قوۃ المغتذی علی جامع الترمذی، جلال الدین سیوطی (م۹۱۱)

۱۶۔ زھر الربی علی المجتبی (شرح نسائی)، جلال الدین سیوطی (م۹۱۱)

۱۷۔ ارشاد الساری بشرح صحیح بخاری، احمد بن محمد الشافعی قسطلانی (م ۹۲۳)

۱۸۔ منھاج الابتھاج شرح صحیح مسلم، احمد بن محمد الشافعی قسطلانی (م ۹۲۳)

۱۹۔ شرح صحیح مسلم، علی قاری ھروی (م۱۰۱۶)

۲۰۔ عنایۃ المنعم لشرح صحیح مسلم، عبداللہ بن محمد یوسف افندی زادہ (م ۱۱۶۷)

۲۱۔ کفایۃ الحاجۃ فی شرح ابن ماجہ، ابوالحسن محمد عبدالھاوی السندی (م۱۱۳۸)

۲۲۔ حاشیہ السندی (شرح نسائی)، ابوالحسن محمد عبدالھاوی السندی (م۱۱۳۸)

ان مذکورہ شروح میں، فتح الباری، ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲) صحیح بخاری کی روایات کے بارے میں ہے؛۔ ارشاد الساری بشرح صحیح بخاری، احمد بن محمد الشافعی قسطلانی (م ۹۲۳)؛۔ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، بدر الدین ابی محمد عینی (م ۸۵۵)؛ الکواکب الدراری فی شرح البخاری، شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی (م۷۸۶)؛ اور شرح صحیح مسلم، نووی (م۶۷۶)، انہیں اہم شرح شمار کیا گیا ہے اور اپنی شرح کی نوعیت، خصوصیات اور تفصیل کی بناء پر اہل سنت کے نزدیک اہمیت کی حامل ہیں۔ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب کے مقدمہ میں اپنی شرح کی اہمیت اور کیفیت کے بارے میں کہتا ہے:

اما بعد فقد ان الشروع فیما قصدت لہ من شرح الجامع الصحیح ۔۔۔ وکنت عزمت علی ان اسوق حدیث الباب بلفظہ قبل شرحہ ۔۔۔ وسیمتہ فتح الباری بشرح البخاری وقد رایت ان ابدا الشرح باسانید الی الاصل بالسماع او بالاجازۃ وان اسوق علی نمط مخترع [۱]

نووی بھی صحیح مسلم کے اہم شارحین میں سے ہے، اپنی کتاب کے مقدمہ میں شرح صحیح مسلم کی اہمیت اور کیفیت کو بیان کرتا ہے اور کہتا ہے:

---

[۱] فتح الباری شرح صحیح البخاری، ابن حجر عسقلانی ج۱، ص ۳

فاذکر فیہ ان شاء اللہ جملا من علوم الزاھرات ۔۔۔ وایضاح معانی الالفاظ اللغویۃ واسماء الرجال وضبط المشکلات ۔۔۔ والجمع بین الاحادیث التی تختلف ظاہرا ویظن بعض من لا یحقق صناعی الحدیث والفقہ واصولہ کونہا متعاضات وانبہ علی ما یحضرنی فی الحال فی الحدیث من المسائل العملیات ۔[1]

**خلاصہ**

ساتویں سے تیرہویں صدی تک دور متقدمین اور چوتھی سے چھٹی صدی کی نسبت سے حدیثی فعالیتوں میں کوئی ترقی نہیں ہوئی لیکن ایسی تحقیقات انجام دی گئیں جنہیں دو مرحلوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

**الف ) جدید حدیثی فعالیتیں**

جدید حدیثی فعالیتوں سے مراد ایسے اقدامات تھے زیادہ سابقہ نہیں رکھتے تھے اور ساتویں صدی کے بعد انکا آغاز ہوا تھا۔ یہ زوائد نویسی، اختصار نویسی، جدید جوامع اور تخریج حدیث کو شامل ہیں۔

**ب ) سابقہ حدیثی تحقیقات کا تسلسل**

دور متاخرین ساتویں تا تیرہویں صدی بالخصوص ساتویں، آٹھویں اور نویں صدی کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ متقدم متاخرین (۴ ۔ ۶ صدی) کی حدیثی تحقیقات کا تسلسل ہے جو صحاح ستہ اور بعض دیگر حدیثی آثار کی تکمیل اور ترتیب کیلئے انجام دی گئیں۔ جیسے جمع بین روایات جوامع اور مسانید، انکی شرح نویسی، موضوع نویسی، اطراف نویسی، رجال شناسی اور حدیثی مصطلحات کی تکمیل وغیرہ۔

---

[1] صحیح مسلم بشرح النووی، ج۱، ص۵

# «تیسواں سبق»

# اہم حدیثی تحقیقات (۲)

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## تمہید

اس سبق میں ساتویں سے تیرہویں صدی کے فاصلے میں جو اقدامات ہوئے ہیں، ان کے تسلسل کے ضمن میں کچھ اور موارد جیسے موضوع نویسی، اطراف نویسی، رجال وغیرہ کا بیان آئے گا نیز چند اہم شخصیات اور ان کی کتابوں کے بارے میں بیان ہوگا۔

## تفصیل

### ۳۔ موضوع نویسی کا تسلسل اور روایات کا جائزہ

ساتویں سے تیرہویں صدی میں بہت کم افراد میں وضع حدیث کی فکر پائی جاتی تھی لیکن وہ روایات پہلے سے ہی بالخصوص زمانۂ متقدمین میں وضع کی جاچکی تھیں، وہ حدیثی مجموعوں میں موجود تھیں اور ساتویں صدی سے بعد تک کے محدثین اپنے پیشرو محدثین کی کوششوں اور موضوع احادیث کی شناخت کیلئے انکے جائزے کے باوجود ابھی تک مطمئن نہیں تھے کہ تمام موضوع روایات کی شناخت ہوچکی ہے بلکہ پریشان تھے کہ ہوسکتا ہے لوگ بعض موارد میں موضوع اور جعلی احادیث پر اعتماد کرلیں۔ اسے وجہ سے زمانۂ متأخرین بالخصوص آٹھویں، نویں اور دسویں صدی کے بعض محدثین نے کوشش کی کہ بقیہ جعلی روایات کی شناسائی کریں اور موضوعات کے سلسلے میں کتابیں تحریر کریں تاکہ موضوع نویسی کے تسلسل سے جعل کی مشکل مکمل طور پر روایات سے بالخصوص قصص سے دور کردیں۔

متاخر محدثین میں سے سیوطی (م۹۱۱) کی کوششیں سب سے زیادہ اور کامل تھیں۔ کتاب (اللالی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ) کے سلسلے میں انکا اقدام سب سے اہم شمار کیا گیا ہے۔ گذشتہ آثار کے باوجود من جملہ (تذکرۃ الموضوعات) مقدسی (م۵۰۷) (الموضوعات الکبری) ابن جوزی (م۵۹۷) وغیرہ کے باوجود سیوطی کی کتاب (اللالی) بہت زیادہ قابل توجہ قرار پائی؛ کیونکہ سیوطی نے سب سے پہلے ابن جوزی کی کتاب کی تکمیل کی اور اسکی سند اور متن کے متعلق بعض تبدیلیوں کے حوالے سے ایک جدید کتاب لکھی۔ اڈاکٹر عجاج کہتا ہے:

---

االلالی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، ص ۲؛ الحدیث والمحدثون، ص ۴۸۸

اللالی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة للحافظ جلال الدین السیوطی (۔ق)اختصر فیه کتاب ابن الجوزی واستدرک علیه وزاد فیه ما ورد فی تاریخ ابن عساکر وابن النجار ومسند الفردوس وتصانیف ابی الشیخ ۔۱

سیوطی کی کتاب کے بعد کنانی کی کتاب ( تنزیہ الشریعہ )کے نام سے ایک جامع اور کامل کتاب شمار کی گئی ۔یہ اثر دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصہ میں واضع راویوں کے نام اور پھر موضوع روایات کو جمع کیا گیا ہے ۔۲

وہ آثار جنہیں مذکورہ دور میں اہل سنت محدثین نے حدیثی موضوعات کے سلسلے میں تدوین کیے۔ ترتیب زمانی کے لحاظ سے بیا ن کیا جارہا ہے : ۳

۱۔ المغنی عن الحفظ والکتاب بقولهم لم یصح شیء فی هذا الباب ، حافظ ضیاء الدین ابی حفص الموصلی الحنفی (م۶۲۳)

۲۔الاحادیث الموضوعة التی یرویها العامة والقصاص ، ابن تیمیه (م۶۵۲)

۳۔الباعث علی الخلاص من حوادث القصاص ، حافظ زین الدین عبدالرحیم عراقی (م۸۰۶)

۴۔ اللالی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة للحافظ جلال الدین السیوطی (م۹۱۱)

۵۔تنزیه الشریعة المرفوعة عن الاخبار الشنیعه الموضوعه ، ابو الحسن علی بن محمد کنانی (م۹۶۳)

۶۔تذکرة الموضوعات ، جمال الدین محمد بن طاہر فتنی (م۹۸۶)

۷۔الکشف الالهی عن شدید الضعف والموضوع الواهی ، سندروسی (م۱۱۷۷)

۸۔ الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة ، شوکانی (۱۲۵۵م)

---

۱السنۃ قبل التدوین، ص۱۹۱

۲ایضا، ص ۱۹۲؛الحدیث والمحدثون، ص ۴۸۹

۳ایضا؛الحدیث والمحدثون، ص ۴۸۶؛تاریخ عمومی حدیث، ص ۱۸۳

**۴۔اطراف نویسی کا تسلسل**

اطراف نویسی جو متاخرین کے دور میں چوتھی صدی کے بعد سے شروع ہوئی اور جس کا بیان گذشتہ مرحلہ میں گزر چکا،ساتویں سے نویں صدی کے محدثین نے اسے جاری رکھا۔ اسکا مقصد سابقہ حدیثی منابع کی تکمیل اور ترتیب تھا جو اس سے قبل کامل صورت میں انجام نہیں دیا گیا تھا۔

کچھ حدیثی مجموعے جو اطراف الحدیث کی روش پر تھے، مندرجہ ذیل ہیں: ۱

۱۔**تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف**، یوسف بن عبدالرحمٰن مزی (م ۷۴۲)؛

۲۔**الاشراف علی الاطراف**،ابن ملقن (م ۸۰۴)؛

۳۔**اطراف صحیح ابن حبان**، زین الدین عراقی (م۸۰۶)؛

۴۔**اتحاف المهرة باطراف العشرة**،ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲)؛

۵۔**اطراف المسانید العشرة**،احمد بن ابی بکر بوصیری (م ۸۴۰)

**۵۔رجال شناسی، تراجم اور طبقات کا تسلسل**

ایسے راویوں کی شناخت ضروری تھی جن پر ضعف کاالزام تھااور متقدم متاخرین کی طرح ساتویں صدی کے بعد والے متاخرین بھی اسکے محتاج تھے تاکہ روایات کے بارے میں اظہار نظر کریں،اگرچہ صدراسلام سے مسلمانوں کا فاصلہ زیادہ ہورہاتھا۔اسی لیے گزشتہ نسلوں کے متعلق رجالی تحقیقات کی زیادہ ضرورت تھی۔

راویوں اور انکے تراجم کی جرح وتعدیل اور تحقیق سب کی نظر میں یکساں نہیں تھی اور گزشتہ جرح وتعدیل کی کتابوں میں سب راویوں کی نسبت مساوی اظہار نظر نہیں کیاگیا تھا جس کی وجہ سے رجال کے متعلق جدید رائے کااظہار ضروری تھا۔ضعیف اور ثقات رجال کی شناسائی کی وجہ سے ساتویں صدی کے بعد والے محدثین کا حوصلہ بڑھا کہ جدید رجالی کتابیں تحریر کریں۔ذہبی (م۷۴۸) کو اہم ترین محدث قرار دیا جاسکتا ہے جنہوں نے تذکرۃالحفاظ و میزان الاعتدال جیسی کتاب تدوین کی۔اس دور کی اہم ترین رجالی کتابیں درج ذیل ہیں: ۲

---

۱درایۃالحدیث، ص۱۷۶؛الحدیث والمحدثون، ص۴۵۲،تاریخ عمومی حدیث، ص۱۷۹

۲السنۃ قبل التدوین، ص۱۸۰؛الحدیث والمحدثون، ص۴۶۰

۱۔ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ابن اثیر، (م ۶۳۰)؛
۲۔ تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، جمال الدین مزی دمشقی (م ۷۴۲)؛
۳۔ میزان الاعتدال، شمس الدین محمد بن احمد ذھبی (م ۷۴۸)؛
۴۔ تذکرۃ الحفاظ، شمس الدین محمد بن احمد ذھبی (م ۷۴۸)؛
۵۔ تذھیب تھذیب الکمال، شمس الدین محمد بن احمد ذھبی (م ۷۴۸)؛
۶۔ سیر اعلام النبلاء، ذھبی (م ۷۴۸)
۷۔ لسان المیزان، ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲)
۸۔ الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲)
۹۔ تھذیب التھذیب، ، ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲)
۱۰۔ طبقات الحفاظ، محمود بن احمد عینی (م ۸۵۵)
۱۱۔ الثقات ممن لم یقع فی الکتب السنۃ، زین الدین قاسم بن قطلوبنا (م ۸۷۹)
۱۲۔۔ طبقات الحفاظ، جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱)

## ۶۔ کتب درایہ کا تسلسل

رجالی کتب کی افزائش کے بعد ساتویں صدی کے بعد سے کتب درایہ اور حدیثی اصطلاحات میں بھی اضافہ نظر آیا۔ابدائی روش اور اصطلاحات میں اضافے کے ساتھ جدید آثار بھی تدوین ہوئے تاکہ انکے ذریعے روایات زیادہ قابل تحقیق اور قابل شناخت قرار پائیں۔اس دور میں ہر روایت کیلئے جدید اصطلاح درج کی جاتی اسی وجہ سے حدیثی اصطلاحات میں تعداد اور مفہومی وسعت کی بناء پر اضافہ ہوتا رہا۔ساتویں تا تیرہویں صدی کے متاخرین میں سے ابن صلاح اور سیوطی کو اہم مصطلح شناس قرار دیا جاسکتا ہے۔اس دور میں درایہ کے تدوین شدہ آثار مندرجہ ذیل ہیں: ۱

۱۔ علوم الحدیث (مقدمہ ابن صلاح)، ابو عمر عثمان بن عبدالرحمٰن الشھرزوری، ابن صلاح (م ۶۴۳)
۲۔ المنھل الراوی، نووی (م ۶۷۶)

---

۱تدیب الراوی فی شرح تقریب النواوی، ج۱، ص۶؛ الحدیث والمحدثون، ص ۴۹۲؛ علم الدرایہ تطبیقی، ص ۱۴؛ تاریخ عمومی حدیث، ص ۱۸۶

۳۔ المنهل الراوی فی الحدیث النبوی، ابن جماعة (م ۷۳۳)

۴۔ الباعث الحثیث فی شرح اختصار علوم الحدیث، ابن کثیر (م ۷۷۴)

۵۔ النکت علی مقدمہ ابن صلاح، عراقی (م۸۰۶)؛

۶۔ نخبہ الفکر فی مصطلاح الاثر، ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲)

۷۔ شرح نخبہ الفکر فی مصطلح اھل الاثر، ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲)

۸۔ تدیب الراوی فی شرح تقریب النواوی، جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱)

### اہم شخصیات اور حدیثی مجموعے

دورِ متاخرین کے دوسرے حصہ میں (ساتویں سے تیرہویں صدی تک) جو کہ حدیث کے جمود کا دور ہے، اس میں بہت زیادہ حدیثی شخصیتوں کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے؛ لیکن جیسا کہ بیان ہوچکا کہ اس عرصے میں بعض محدثین آئے اور جوامع حدیثی، زوائد نویسی، اختصار نویسی، شرح نویسی، موضوع نویسی، رجال شناسی وغیرہ کے متعلق اور اہل سنت کے حدیثی آثار تدوین کیے گئے ۔ درج ذیل شخصیات، مذکورہ صدیوں کی تاریخی شخصیتوں میں شمار کی گئی ہیں: ابن صلاح (م ۶۴۳)، ابن تیمیہ (م ۶۵۲)، نووی (م۶۷۶)، شمس الدین محمد بن احمد ذھبی (م۷۴۸)، ابن کثیر (م ۷۷۴)، نورالدین ھیثمی (م۸۰۷)، ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲)، جلال الدین سیوطی (م۹۱۱) اور علی بن حسام متقی ھندی (م۹۷۵) کہ ہر ایک مذکورہ شخصیتوں کے حدیثی آثار سے آگاہی، ((جوامع حدثیی اہل سنت)) سے مربوط ہے۔ اور صرف اس حصہ میں بعض انہیں اور ان کے آثار کے بارے میں بیان کیا جارہا ہے:

### الف) ابن حجر عسقلانی اور فتح الباری

شہاب الدین، احمد بن علی حجر عسقلانی (م ۸۵۲) نویں صدی کے محدثین میں سے ہیں۔ انکے حدیث، فقہ، رجال وغیرہ میں بہت زیادہ آثار ہیں۔ جیسے بلوغ المرام فی ادلہ الاحکام کہ جو ایک فقہی حدثیی مجموعہ ہے اور دوسرے محدثین کی توجہ کو مبذول کیا ہے اور اس پر شرحیں بھی لکھی گئیں۔ [11] ان کا اہم روائی اثر، کتاب "فتح الباری" ہے کہ جو صحیح بخاری کی شرح کے طور پر تحریر کی

---

[11] الاعلام، ج۱، ص۱۷۸؛ طبقات الحفاظ، ص۵۲۱

گئی اور اس کی سب سے بہترین شرحوں میں شمار کی جاتی ہے۔انہوں نے اس شرح میں روایات کی سندی اور متنی تحقیق کی ہے [1]
اور یہ کتاب تدوین سے اب تک قابل استفادہ رہی ہے۔ اس کی کتاب کا مقدمہ (( ھدی الساری )) کے نام سے ہے جس میں ابن حجر نے بخاری کے محرک اور جمع احادیث کی کیفیت اور بعض حدیثی علوم کو بیان کیا ہے۔ وہ بخاری کی روش کے متعلق کہتے ہیں :

**تقرر انه التزم فیه الصحة ۔۔۔ ثم رای ان لا یخلیه من الفوائد الفقهیه والنکت الحکمة فاستخرج بفهمه من المتون معانی کثیرة فرقها فی ابواب الکتاب بحسب تناسبها واعتنی فیه بآیات الاحکام فانتزع منها الدلالات البدیعه وسلک فی الاشارة الی تفسیرها السبل الوسیعة۔[2]**

**ب) سیوطی اور الجامع الکبیر**

جلال الدین سیوطی (م۹۱۱) دسویں صدی کے محدثین اور مفسرین وغیرہ میں سے ہیں، دینی علوم من جملہ حدیثی علوم میں آپ کے تقریبا چھ سو آثار ہیں ۔آپ کو اہل سنت کے دورِ متاخرین کے سب سے معروف محدثین میں سے شمار کیا گیا ہے [3] اور آپکے اہم آثار جیسے : تدریب الراوی ، اللالی المصنوعۃ ،الد رالمنثور ، طبقات الحفاظ ، شرح صحیح بخاری ، صحیح مسلم ، سنن ابن ماجہ ، سنن ترمذی ، سنن نسائی وغیرہ ہیں، جن میں سے اہم اثر کتاب "الجامع الکبیر یا جمع الجوامع " ہے جو بہت زیادہ روایات پر مشتمل ہے اور اسی وجہ سے اسکا نام جامع کبیر رکھا گیا ہے۔[4]

آپ گزشتہ کتابوں کی روایات کی تحقیق کے بعد جدید حدیثی مجموعے تدوین کرتے ہیں اور اہلسنت کے نزدیک اہم شمار کیے گئے ہیں۔یہ آثار مخصوص نظم اور ترکیب پر مشتمل ہیں۔مؤلف نے تنقیح کے بغیر روایات جمع کی ہیں اس لیے انکی سب روایات صحیح نہیں ہوسکتیں۔سیوطی روایات کو دو حصوں اقوال اور افعال میں مخصوص ترتیب کے ساتھ بیان کرتا ہے۔مقدمہ میں کہتے ہیں :

**هذا کتاب شریف حافل ولباب منیق رافل بجمع الاحادیث الشریفة النبویة کافل قصدت فیه الی استیفاء الاحادیث النبویة وارصدته مفتاحا لابواب المسانید العلیة وقسمته قسیمن : القسم الاول :**

---

[1] فتح الباری ،ج۱، ص ۳
[2] ھدی الساری مقدمہ فتح الباری، ص ۸
[3] الاعلام ، ج ۳، ص ۳۰۱ ؛ جمع الجوامع ، ج۱، ص ۱۷
[4] جمع الجوامع ، ج۱، ص ۱۷

اسوق فیه لفظ المصطفی بنصه۔۔۔ مرتباًترتیب اللغة علی حروف المعجم مراعیاً اول الکلمة فما بعدہ ۔۔۔ القسم الثانی : الاحادیث الفعلیة المحضة او المشتملة علی قول وفعل او سبب او مراجعة او نحو ذلک مرتباً علی مسانید الصحابة ۔۔۔ وقد سمیته (جمع الجوامع ) او الجامع الکبیر [1]

سیوطی نے الجامع الکبیر کی تکمیل کے بعد اسے مختصر کیا اور کامل تر روایات کا انتخاب کیا اور اس کا (المختصر الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر) نام رکھا۔ الجامع الصغیر کے مقدمہ میں کہتے ہیں :

ھذا کتاب او دعت فیه الکلم النبویة الوفا ۔۔۔ اقتصرت فیه علی الاحادیث الوجیزة ۔۔۔ وصیته عما نفرد به وضاع او کذب ۔۔ ۔ ورتبته علی حروف المعجم مراعیاً اول الحدیث فما بعدہ تسهیلا علی الطلاب وسمیته الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر ، لا نه مقتضب من الکتاب الذی سمیته جمع الجوامع ( الجامع الکبیر ) [2]

سیوطی کی کتاب جمع الجوامع میں ۴۵ ہزار احادیث ہیں، ان میں سے تقریبا ۳۰ ہزار اقوال اور حروف معجم کی ترتیب سے ہیں اور تقریبا پندرہ ہزار افعال وغیرہ کے حصے میں اور صحابہ کی مسانید کی ترتیب کے لحاظ سے ہیں۔ مسانید میں دوسرے خلیفہ اور حضرت علی (ص) سے بہت زیادہ روایات ہیں۔ [3]

**ج) متقی ہندی اور کنزالعمال**

علی بن عبد الملک حسام الدین ابن قاضی الہندی (م ۹۷۵) المشہور متقی ہندی دسویں صدی کے محدثین میں سے ہیں۔ آپ کے تقریبا سو اثر ہیں۔ [4] وہ برہان پور میں پیدا ہوئے اور حق کی تلاش میں ملک ہند کی طرف کوچ کیا اور کچھ عرصہ وہاں اور پھر کچھ

---

[1] ایضا، ج ا، ص ۲۰

[2] جامع الاحادیث ؛ الجامع الصغیر وزوائدہ، ج ا، ص ۱۵

[3] روایات مسند حضرت علی (ع) سے، ۲۹۷۴ (۸۳۴۴-۷۰ ۵۳ ) ؛ مسند دوسرے خلیفہ سے، ۳۹۸۸ (۴۹۵۱-۹۶۳)

[4] الاعلام، ج ۴، ص ۳۰۹

مدت مکہ میں سکونت اختیار کی ۔المتقی ہندی کنز العمال کی تدوین کا ہدف ،ایک جدید ابداعی ترتیب کیساتھ گذشتہ کتابوں کی تکمیل قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے جب سیوطی کی کتاب جامع صغیر اور اس کے زوائد کا مطالعہ کیا
تو معلوم ہوا کہ یہ اس کی جامع کبیر کا ایک خلاصہ ہے ، انکی سعی ہوتی ہے کہ اسے ابواب فقہی کے اعتبار سے جمع کیا جائے اور تدوین کے بعد اس کا نام ( منہج العمال فی سنن الاقوال ) رکھتے ہیں۔ وہ الجامع الکبیر کے اقوال کے حصہ کی تکمیل کے بعد اس کا نام (الاکمال منہج العمال ) رکھتے ہیں اور پھر دونوں کو ایک کتاب میں مرکب کرکے ( غایۃالعمال فی سنن الاقوال ) تدوین کرتے ہیں۔ اس کتاب میں منہج العمال کی احادیث اکمال سے بہتر اور نمایاں ہیں کیونکہ منہج کی احادیث سیوطی کی الجامع الصغیر سے لی گئ تھیں جو صحیح تر اور مختصر ہیں۔ وہ کتاب الجامع الکبیر کے افعال النبی کی روایات میں اضافہ کرکے ایک کامل اثر بنام ( کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال ) تحریر کرتے ہیں۔اس کے مقدمہ میں کہتے ہیں :

**جمعت بین احادیث الاقوال الافعال واذکر اولا احادیث منہج العمال ثم اذکر احادیث الاکمال ثم احادیث قسم الافعال کتابا بعد کتاب فصار ذلک کتابا واحدا ممیزا فیہ ما سبق بحیث ان من اراد تحصیل قسم الاقوال او الافعال منفردا او تحصیل ھما مجتمعین امکنہ ذلک وسمیتہ کنزالعمال فی الاقوال والافعال۔۲**

## خلاصہ

### اہم حدیثی تحقیقات (۲)

### ۳۔ موضوع نویسی کا تسلسل اور روایات کا جائزہ

ساتویں سے تیرہویں صدی میں بہت کم افراد میں وضع حدیث کی فکر پائی جاتی تھی لیکن وہ روایات پہلے سے ہی بالخصوص زمانۂ متقدمین میں وضع کی جاچکی تھیں اور ساتویں صدی سے بعد تک کے محدثین اپنے پیشرو محدثین کی کوششوں اور موضوع احادیث کی شناخت کیلئے انکے جائزے کے باوجود ابھی تک مطمئن نہیں تھے کہ تمام موضوع روایات کی شناخت ہوچکی ہے موضوع نویسی کے تسلسل سے جعل کی مشکل مکمل طور پر روایات سے بالخصوص قصص سے دور کردیں۔

---

۱کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال ، ج۱۶، ص۷۷۶

۲ایضا، ج۱، ص ۳

### ۴۔ اطراف نویسی کا تسلسل

اطراف نویسی جو متاخرین کے دور میں چوتھی صدی کے بعد سے شروع ہوئی اور جس کا بیان گذشتہ مرحلہ میں گزر چکا، ساتویں سے نویں صدی کے محدثین نے اسے جاری رکھا۔ اسکا مقصد سابقہ حدیثی منابع کی تکمیل اور ترتیب تھا جو اس سے قبل کامل صورت میں انجام نہیں دیا گیا تھا۔

### ۵۔ رجال شناسی، تراجم اور طبقات کا تسلسل

ایسے راویوں کی شناخت ضروری تھی جن پر ضعف کا الزام تھا اور متقدم متاخرین کی طرح ساتویں صدی کے بعد والے متاخرین بھی اسکے محتاج تھے تاکہ روایات کے بارے میں اظہار نظر کریں، اگرچہ صدر اسلام سے مسلمانوں کا فاصلہ زیادہ ہو رہا تھا۔ اسی لیے گزشتہ نسلوں کے متعلق رجالی تحقیقات کی زیادہ ضرورت تھی۔

### ۶۔ کتب درایہ کا تسلسل

رجالی کتب کی افزائش کے بعد ساتویں صدی کے بعد سے کتب درایہ اور حدیثی اصطلاحات میں بھی اضافہ نظر آیا۔ ابداعی روش اور اصطلاحات میں اضافے کے ساتھ جدید آثار بھی تدوین ہوئے تاکہ انکے ذریعے روایات زیادہ قابل تحقیق اور قابل شناخت قرار پائیں۔ اس دور میں ہر روایت کیلئے جدید اصطلاح درج کی جاتی اسی وجہ سے حدیثی اصطلاحات میں تعداد اور مفہومی وسعت کی بناء پر اضافہ ہوتا رہا۔

### اہم شخصیات اور حدیثی مجموعے

دورِ متاخرین کے دوسرے حصہ میں (ساتویں سے تیرہویں صدی تک) جو کہ حدیث کے جمود کا دور ہے، اس میں بہت زیادہ حدیثی شخصیتوں کو بیان نہیں کیا جاسکتا ہے؛ لیکن جیساکہ بیان ہوچکا کہ اس عرصے میں بعض محدثین آئے اور جوامع حدیثی، زوائد نویسی، اختصار نویسی، شرح نویسی، موضوع نویسی، رجال شناسی وغیرہ کے متعلق اور اہل سنت کے حدیثی آثار تدوین کیے گئے۔ درج ذیل شخصیات، مذکورہ صدیوں کی تاریخی شخصیتوں میں شمار کی گئی ہیں: ابن صلاح (م ۶۴۳)، ابن تیمیہ (م ۶۵۲)، نووی (م ۶۷۶)، شمس الدین محمد بن احمد ذھبی (م ۷۴۸)، ابن کثیر (م ۷۷۴) ۔۔۔۔

# تاریخ حدیث

## معاصرین کی حدیث پر خصوصی توجہ (۱)

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

# (چودہویں اور پندرہویں صدی)

## تمہید

اس سبق میں چودہویں اور پندرہویں صدی کے محدثین کی حدیث پر خصوصی توجہ کے سلسلے میں بیان کیا جارہا ہے؛ جیسے فریقین کا حدیث کے لکھنے میں تاثیر، تاثر اور تعامل اور اہل سنت کی حدیث شناسی کی وسعت وغیرہ۔ نیز روایات کی تحقیق، تعلیق، تخریج و تصحیح اور زوائد و اطراف اور جوامع کی تکمیل کے ضمن میں کوششوں کو بیان کیا جارہا ہے۔

## تفصیل

سب سے آخر مرحلے میں بیان کیا جارہا ہے کہ اہل سنت کے معاصرین کے طبقات اور انکی تحقیقات ایک سو چند سال پہلے کس طرح تھیں۔ اس دور میں اہم حدیثی شخصیات اور ان کے آثار اور ان کے حدیثی طبقات اور انکی جدید نظر اور ان کا شیعہ محدثین کے ساتھ تعامل کی تحقیق کی جائے گی۔

اہل سنت کے معاصر محدثین نے۔ گذشتہ زمانۂ جمود کے محدثین کے برخلاف۔ جدید تحقیقات وسیع پیمانے پر انجام دی ہیں جو حدیث میں بالخصوص آخری پچاس سال میں بہت زیادہ انقلاب اور ترقی کی علامت ہے اور شیعہ محدثین کے ساتھ بہت زیادہ تعامل ہوا ہے، معاصر کی حدیثی پیشرفت، دوسرے علوم کی تبدیلی اور ترقی کے ہمراہ تھی اور دونوں کا سبب ایک ہی تھا؛ کیونکہ ایک جدید علمی ماحول بن چکا تھا اور تمام علوم رشد و ترقی کی منازل طے کر رہے تھے۔ حدیث بھی فریقین کے محدثین میں نزد یک انتہائی قابل توجہ تھی، اسی وجہ سے اس میں بھی بہت ترقی ہوئی۔

### فریقین کا حدیث نگاری میں تاثیر، تاثر اور تعامل

معاصر دور میں اہلسنت کی حدیثی تالیفات کی تحقیق سے قبل ضروری ہے کہ معاصر دور میں حدیثی تحقیق میں رونما ہونے والے انقلاب کے بارے میں مختصر اشارہ کیا جائے۔ اس دور میں فریقین کے محدثین کے درمیان گفتگو، ہر ایک کے آثار کے تفصیلی مطالعے اور مناظروں اور علمی تبادل نظر کے باعث حدیث نگاری اور اسکے طبقات کا ایک دوسرے کے تاثیر اور تاثر سے سے متاثر ہوئے۔

اہل سنت کے معاصر حدیثی شخصیات جیسے ڈاکٹر صبحی صالح، محمود ابوریہ، جمال الدین قاسمی، ڈاکٹر محمد عجاج خطیب، محمد محمد ابو زھو، نورالدین عتر، محمد محمد ابو شہبہ، مناع قطان وغیرہ کا حدیثی باب میں وسعت اور شیعہ محدثین کے ساتھ تعامل میں بہت زیادہ کردار ہے۔ علمی آثار کا تبادلہ جن میں سے کتاب، مقالہ، علمی مناظروں اور مباحثات میں شرکت یا ایک دوسرے کے سوالوں کے جوابات کا دینا، بہت حد تک تہذیب اور حدیثی مطالعات میں مؤثر رہا ہے۔

فریقین کے محدثین کے درمیان تعامل کے حوالے سے شیعہ محدثین بہت سرگرم رہے ہیں اور تاریخ حدیث میں جدید روش میں، تدوین حدیث کی ممانعت کے اسباب اور اس کے نشر کا دور، اہل سنت کے حدیثی متون پر تنقید و تبصرہ، بعض صحابہ کا تنقیدی جائزے، بعض روایات پر تنقید میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بعض اہل سنت محدثین بھی، جیسے محمود ابوریہ ،ا صبحی صالح ۲و۔۔۔ آزادی اظہار رائے اور تاریخی مباحث میں تعقل کے ذریعے دور معاصر میں حدیث شناسی میں جدید نظریات کی بنیاد ڈالی ہے۔ اسی وجہ سے فریقین کے حدیثی مطالعات میں مشترکات میں اضافہ ہوا ہے۔ پیش بینی کی جارہی ہے کہ فریقین کے محدثین کے درمیان اس طرح کے تعامل کے تسلسل، طرفین اور اسلامی ملکوں کے درمیان تحقیقاتی مراکز، شیعہ اور اہل سنت کی حدیث شناسی کی وسعت کی صورت میں زیادہ ترقی دیکھنے کو ملے گی۔

**اہل سنت کی حدیث شناسی**

اہل سنت محدثین نے دور معاصر کے ایک سو چند سال میں حدیث شناسی کو وسعت دی اور گذشتہ سے بھی زیادہ، حدیث شناسی کے تسلسل کو آگے بڑھایا ہے۔ اہل سنت کے معاصر محدثین کی اہم تحقیقات کو مندرجہ ذیل ہیں :

**الف) زوائد نویسی**

علوم حدیث میں سے ایک زوائد نویسی ہے جسکا متاخرین کے دور سے آغاز ہوا اور معاصر کے دور میں وسیع ہو گئی اور ((علم الزوائد)) اور زوائد کی کتابوں کا باعث بنی۔ زوائد نویسی ایسی روایات پر مشتمل ہے جو سابقہ کتابوں میں موجود نہیں تھیں۔ ۳ حدیث زاید، وہی مزید حدیث ہے اور اسکے مقابلے میں حدیث منقوص ہے اور یہ زیادتی کبھی متن اور کبھی سند میں پائی جاتی ہے۔ محمد ابوزھو زواید کی کتابوں کے متعلق کہتا ہے :

---

۱اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص ۲۵۸، ۱۹۴، ۱۲،۷، ۷۵

۲علوم الحدیث و مصطلحہ، ص ۱۹، ۱۱و۔۔۔

۳منہج النقد فی علوم الحدیث، ص ۲۰۶

فجاء المتاخرون واخرجوا الاحاديث الزائدة فی کتاب علی آخر فی مصنفات خاصة لهم وسموا ذلک بکتب الزوائد۔[1]

مزید یا منقوص حدیث کی تحقیق کا اعتبار کی تحقیق علم زواید الحدیث میں ہوتی ہے اور اس متعلق اہم آثار تدوین ہوئے ہیں؛[2] جیسے علم زوائد الحدیث، ڈاکٹر خلدون احدب؛ علم زوائد الحدیث دراسۃ و منہج و مصنفات، عبد السلام محمد علوش اور کتب الزوائد نشاتھا، اھمتھا و سبل خدمتھا، محمد عبد اللہ ابو صعلیک۔

متاخرین کے دور میں اہم شخصیات جیسے ہیثمی، ابن حجر اور سیوطی نے زوائد تحریر کیں۔ معاصر دور میں اہل سنت محدثین نے تالیف اور تدوین سمیت جدید آثار تدوین کیے ہیں؛ جیسے:

۱۔ اسعاء الرائی بأفراد وزواید النسائی علی الکتب الخمسه، سید کسروی حسن؛

۲۔ الحوض المورود فی زوائد منتقی ابن الجارود، محمد ناصر الدین البانی؛

۳۔ زوائد تاریخ بغداد علی الکتب السته، ڈاکٹر خلدون احدب؛

۴۔ زوائد سنن الدارمی علی الکتب السته، سیف الرحمٰن مصطفیٰ؛

۵۔ زوائد السنن علی الصحیحین، صالح احمد شامی؛

۶۔ مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه، بوصیری، تحقیق مولی محمد علی اور ڈاکٹر عزت علی عطیه؛

۷۔ زوائد ابن ماجه علی الکتب الخمسه، بوصیری، تحقیق محمد مختار حسین؛

۸۔ تعلیقات مصباح الزجاجه فی زوائد ابن ماجه، تحقیق خلیل مامون شیحا؛

۹۔ زوائد الاجزاء المنثورة علی الکتب السنة المشهورة، عبد السلام، محمد علوش؛

۱۰۔ المطالب العالیه بزوائد المسانید الثمانیه، حبیب الرحمٰن اعظمی؛

---

[1] الحدیث والمحدثون، ص ۴۴۴

[2] منہج النقد فی علوم الحدیث، ص ۲۰۶؛ جوامع حدیثی اہلسنت، ص ۲۴۶

**ب) اطراف نویسی**

اطراف نویسی کا آغاز متاخرین کے دور میں ہوا اور بعد والی صدیوں میں بھی جاری رہی۔ معاصرین کے دور میں بھی بعض محدثین کے قابل توجہ قرار پائی اور احادیث کی تکمیل اور آسان بنانے کے ہدف سے جاری رہی۔ ڈاکٹر نورالدین عتر (اطراف الحدیث) کے بارے میں کہتا ہے:

**الاطراف، جمع طرف، وطرف الحدیث، الجزء الدال علی الحدیث او العبارة الدالة علیه مثل حدیث الاعمال بالنیات وحدیث الخازن وحدیث سؤال جبرئیل وکتب الاطراف، کتب یقتصر مؤلفوها علی ذکر طرف الحدیث الدال علیه ثم ذکر اسانیده فی المراجع التی ترویه باسنادها ۔۔۔ لکنها لا تذکر متن الحدیث کاملا۔**[1]

چوتھی صدی کے اہل سنت محدثین نے اطراف الحدیث کے متعلق چند آثار تحریر کیے ہیں [2] یہ کوشش معاصر دور تک جاری رہی، بعض معاصرین نے اطراف کی کتابوں کی تحقیق اور تدوین کی کوشش کی ہے جیسے:

۱۔ **موسوعة اطراف الحدیث النبوی الشریف**، محمد سعید بسیتونی؛

۲۔ **فهارس تحفة الاشراف**، مزی، تحقیق محمد عبد القادر عطاء؛

۳۔ **الکشاف عن ابواب مراجع تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف**، عبد الصمد الشرف الدین؛

۴۔ **الجامع المفهرس لاطراف الاحادیث النبویه والاثار السلفیه**، البانی؛

۵۔ **قرة العینین فی اطراف الصحیحین**، محمد فواد عبد الباقی

**ج) شرح لکھنا**

اہل سنت کے اہم منابع اور حدیثی جوامع کے عنوان سے ((صحاح ستہ)) کی تشکیل کے بعد اہل سنت محدثین کی تحقیقات کا ایک حصہ متاخرین سے اب تک انکی شرح لکھنا تھا۔ ہر ایک شارح نے جدید علوم کی وسعت کے پیش نظر کوشش کی ہے کہ احادیث

---

[1] منہج النقد فی علوم الحدیث، ص ۲۰۱

[2] الحدیث والمحدثون، ص ۴۳۳

جوامع۔ بالخصوص صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی شرح کرے اور متن اور سند کے متعلق تحقیق کے سلسلے میں انکے استحکام کے لئے کئ آثار تالیف کئے ہیں۔

ساتویں تانویں صدی تک شرح نویسی بہت زیادہ تھی کہ جس کے متعلق اشارہ ہو چکا ہے۔ لیکن دور معاصر میں جدید اور نئ شروحات بعض محدثین کے مد نظر رہی ہیں۔ جیسے: ۱

۱۔ **منار القاری فی شرح صحیح البخاری**، حمزہ محمد قاسم؛

۲۔ **الکوثر المعانی الدراری فی کشف خبایا صحیح بخاری**، شنقیطی (۱۳۵۴م)؛

۳۔ **فتح العلام**، فاضل صدیق خان (م ۱۳۰۷)؛

۴۔ **فتح الملهم لشرح صحیح مسلم**، بشیر احمد دیوبندی عثمانی (م ۱۳۶۹)؛

۵۔ **بذل المجهود فی حل ابی داود**، شیخ خلیل احمد بھارنفوری (م ۱۳۴۶)؛

۶۔ **غایة المقصود فی شرح سنن ابن داود**، شمس الحق عظیم آبادی (م ۱۳۲۹)؛

۷۔ **تحفة الاحوذی شرح جامع الترمذی**، ابو العلا محمد بن عبد الرحمٰن مبارکپوری (م ۱۳۵۳)؛

۸۔ **عون المعبود**، اشرف امیر آبادی (م ۱۳۱۰)؛

۹۔ **ذخیرة العقبی فی شرح المجنی**، علی بن آدم بن موسی؛

۱۰۔ **شروق انوار المتن الکبری الالهیة لکشف اسرار السنن الصغری للنسائیه**، محمد مختار بن محمد

**د) جوامع کی روایات کی جمع آوری**

متاخرین کی طرح معاصرین نے جوامع کی روایات کو جدید مجموعوں میں جمع کرنا اہم قرار دیا۔ اسی مقصد سے ایسے آثار تدوین کیے کہ جو دور معاصر میں قابل توجہ تھے اور انہیں جدید اثر شمار کیا جاسکتا ہے۔ جوامع کی روایات کی جمع آوری جو متاخرین اور معاصرین نے کی ہے وہ متقدمین کی روایات کے خزانے اور انکی تحلیل کے سلسلے میں ایک اہم تعاون تھا، تاکہ سابقہ حدیث مجموعے جدید ہو جائیں۔ اور آسان روش اور نئ ابواب بندی اور ترتیب کے ساتھ منتشر ہو سکیں۔

---

۱تاریخ عمومی حدیث، ص ۱۶۵

بعض معاصرین کے آ ثار جو گذشتہ کتابوں کو جمع کرنے کے مقصد سے لکھے گئے، اہل سنت کے اہم محققین اور محدثین (جیسے شنقیطی، اعبد الباقی و۔۔۔) کے تھے کہ ذیل میں ان کا ذکر کیا جا رہا ہے:

۱۔ **زاد المسلم فیما اتفق علیہ البخاری ومسلم**، حبیب اللہ شنقیطی (م ۱۳۵۴)[1]

۲۔ **اللو والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان اماما المحدثین**، محمد فؤاد عبد الباقی؛

۳۔ **المسند الجامع**، ڈاکٹر بشار عواد معروف؛

۴۔ الجمع بین الصحیحین، یاسر بن ابراہیم سلامہ؛

**ھ) فقہ الحدیث اور موضوعی روایات کی شرح**

اہل سنت کے معاصر محدثین نے۔ بالخصوص آخری پچاس میں۔ متقدمین اور متاخرین کی روایات کی شرح اور تحقیق کرنے میں بہت زیادہ جدوجہد کی ہے تاکہ روایات کے قارئین بالخصوص نوجوانوں اور مستشرقین کے سوالوں کے جواب دے سکیں۔ انہوں نے کوشش کی کہ روایات کی عدم مطابقت کی تحقیق کریں، قواعد فہم حدیث کی تنقیح اور مطلوبہ طریقوں کو بیان کرکے روایات کی تفسیر کریں اور کچھ موارد میں روایات موضوعی صورت میں شرح دی جائے۔ تاکہ ان کا سمجھنا تمام لوگوں کے لئے آسان ہو جائے۔

انہوں نے کوشش کی کہ نبوی روایات اور اسکے ساتھ ساتھ اقوال صحابہ کی تحقیق کریں جو کہ اہل جو سنت کی نظر میں نبوی روایات کیطرح معتبر ہیں، قواعد فہم اور متن کے تنقیدی جائزے سے دوسروں کے لئے انکی موضوعی اور ترتیبی صورت میں شرح کریں۔ آج کے جدید علوم سے روایات کے مفہوم کا ارتباط اور ان کی تاویل و توجیہ یا روایات کی وسعت کا محدود ہونا، خاص، مقید اور ان کے ناسخ کا بیان اور غریب الحدیث، مختلف الحدیث، علل الحدیث کا بیان[2] اور حتی روایات اہل سنت کا روایات شیعہ سے ارتباط کی کیفیت اور ہر ایک کی منزلت کی تحقیق، معاصرین کے علم ((فقہ الحدیث)) میں بیان کی گئی ہے۔ دسیوں اثر قواعد فہم روایات کے بیان یا روایات کی شرح کے حوالے سے تدوین ہوئے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ **الکوثر المعانی الدراری فی کشف خبایا صحیح البخاری**، شنقیطی؛

---

۱ جوامع حدیثی اہل سنت، ص ۱۷۷؛ زاد المسلم، مقدمہ

۲ الحدیث والمحدثون، ص ۴۷۲

۲۔شرح الاربعون النوویہ ،ابراھیم بن محمد؛

۳۔المنھل الحدیث فی شرح الحدیث ،عبدالعال احمد عبدالعال؛

۴۔الفصل المبین علی عقد الجوھر الثمین ،جمال الدین قاسمی دمشقی؛

۵۔الاسرائیلیات فی التفسیر والحدیث ،محمد حسین ذھبی؛

۶۔منھج التوفیق والترجیح بین مختلف الحدیث ،محمد اسماعیل اسوسوہ؛

۷۔کیف نتعامل مع السنۃ النبویۃ ،یوسف قرضاوی؛

۸۔اسباب ردّ الحدیث ،محمد محمود بکار؛

۹۔قواعد و فوائد من الاربعین النبوویہ ،ناظم محمد سلطان۔

### و) روایات کی تحقیق، تعلیق، تخریج و تصحیح

روایات کی شرح و تحقیق اور روایات کی موضوعی شرح کے حوالے سے اہل سنت کے اکثر معاصر محدثین نے روایات کی تحقیق ، تعلیق، تخریج اور بعض موارد میں روایات کی تصحیح کے مقصد سے گذشتہ محدثین کے آثار کی تحقیق کی اور ایک یا چند آثار ان کے روائی اثر کو تکملہ کے عنوان سے نشر کیا۔ یہ آثار چند موارد میں صاحب کتاب کے دفاع میں تھے اور بعض موارد میں ان پر حاشیہ یا تعلیقہ کے طور پر لکھے گئے تاکہ ان سے دوسرے بھی فائدہ اٹھا سکیں۔

گذشتہ محدثین کے آثار کی تحقیق اور تعلیق ان کی خدمات کو بیان کرنے اور انکے تعارف کا سبب بنی اور یہ کوششیں کچھ موارد میں دوسروں کی تحقیقات کی تکمیل کے سلسلے میں انجام پائی لیکن بعض موارد میں ان پر تنقید کی گئی۔ان میں سے بعض یہ ہیں :

۱۔تنقیح تحقیق احادیث التعلیق ،ایمن صالح شعبان؛

۲۔المجلی فی تحقیق احادیث المحلی ،علی رضا بن عبداللہ؛

۳۔الترغیب والترھیب ، تحقیق محیی الدین ریب والعطار؛

۴۔الجمع بین الصحیحین ، بدر الموصلی ، تحقیق صالح احمد الشامی؛

۵۔نصب الرایہ ، تخریج احادیث الهدایة ،احمد شمس الدین؛

۶۔کتاب مجمع البحرین، تحقیق عبدالقدوس بن محمد؛

۷۔شعب الایمان ، بیهقی، تحقیق بیستونی؛

۸۔اتحاف الخیرة المهرة، تحقیق عادل بن سعد و۔۔۔؛

۹۔جامع المسانید والسنن ابن کثیر ، تحقیق امین قلعجی؛

۱۰۔صحیح مسلم ، تحقیق محمد فواد عبدالباقی؛

۱۱۔الجامع الکبیر ،الترمذی، تحقیق ،بشار عواد معروف؛

۱۲۔مسند اسحاق بن راهویه، تخریج و تحقیق البلوشی؛

۱۳۔المحرر فی الحدیث ، مقدسی، تحقیق ندیم مرعشلی؛

۱۴۔الجامع الصغیر ، سیوطی تحقیق محمد عبداللہ محمد الدرویش؛

۱۵۔الهدایة فی تخریج احادیث البدایة،الغماری الحسینی؛

۱۶۔سبل السلام شرح بلوغ المرام صنعانی ، تصحیح فواز احمد زمرلی۔

## خلاصہ

### معاصرین کی حدیث پر خصوصی توجہ (ا)

### (چودہویں اور پندرہویں صدی)

اہل سنت کے معاصر محدثین نے۔گذشتہ زمانۂ جمود کے محدثین کے برخلاف۔جدید تحقیقات وسیع پیمانے پر انجام دی ہیں جو حدیث میں بالخصوص آخری پچاس سال میں بہت زیادہ انقلاب اور ترقی کی علامت ہے اور شیعہ محدثین کے ساتھ بہت زیادہ تعامل ہوا ہے، معاصر کی حدیثی پیشرفت ،دوسرے علوم کی تبدیلی اور ترقی کے ہمراہ تھی اور دونوں کا سبب ایک ہی تھا؛ کیونکہ ایک جدید علمی ماحول بن چکا تھا اور تمام علوم رشد و ترقی کی منازل طے کر رہے تھے۔

### فریقین کا حدیث نگاری میں تاثیر، تاثر اور تعامل

معاصر دور میں اہلسنت کی حدیثی تالیفات کی تحقیق سے قبل ضروری ہے کہ معاصر دور میں حدیثی تحقیق میں رونما ہونے والے انقلاب کے بارے میں مختصر اشارہ کیا جائے۔اس دور میں فریقین کے محدثین کے درمیان گفتگو،ہر ایک کے آثار کے تفصیلی مطالعے اور مناظروں اور علمی تبادل نظر کے باعث حدیث نگاری اور اسکے طبقات کا ایک دوسرے کے تاثیر اور تاثر سے متاثر ہوئے۔

## اہل سنت کی حدیث شناسی

اہل سنت محدثین نے دور معاصر کے ایک سو چند سال میں حدیث شناسی کو وسعت دی اور گذشتہ سے بھی زیادہ، حدیث شناسی کے تسلسل کو آگے بڑھایا ہے۔اہل سنت کے معاصر محدثین کی اہم تحقیقات کو مندرجہ ذیل ہیں :

زوایدنویسی، اطراف نویسی، شرح لکھنا، جوامع کی روایات کی جمع آوری، فقہ الحدیث اور موضوعی روایات کی شرح، روایات کی تحقیق، تعلیق، تخریج و تصحیح

# تاریخ حدیث

M.O.U

www.i-MOU.com
research@almustafaou.com

## (چودہویں اور پندرہویں صدی)

### تمہید

اس سبق میں چودہویں اور پندرہویں صدی کے محدثین کی حدیث پر خصوصی توجہ کے سلسلے میں بیان کیا جارہا ہے؛ جیسے جدید حدیثی تالیفات، خلاصہ نویسی، معاجم اور راہنما نویسی وغیرہ کو بیان کیا جارہا ہے۔

### تفصیل

**ز) جدید حدیثی تالیفات**

اہل سنت کے بعض معاصر محدثین نے گذشتہ دور میں تدوین کی گئ کتابوں کو ناکافی قرار دیکر حدیث میں جدید اثار کی تدوین کی۔ کوشش کی ہے کہ نئ ابواب بندی اور ترتیب اور بعض روایات میں کمی، زیادتی کرتے ہوئے فقہ یا دوسرے روائی ابواب میں کوئ جدید تالیف تدوین کریں؛ جیسے:

۱۔المداوی لعلل الجامع الصغیر، الغماری؛

۲۔منار السبل فی شرح الدلیل، ابراہیم بن ضوبان؛

۳۔اوخر المسالک الی موطا مالک، کاندھلوی؛

۴۔التمام الحسن وھو تتمة جامع المسانید والسنن، عمر علوش؛

۵۔بذل المجھود فی حل ابن داود، شیخ خلیل احمد السھارن پوری؛

۶۔التاج الجامع للاصول فی احادیث الرسول، الشیخ منصور علی ناصف؛

۷۔اتحاف القاری بمعرفة جھود واعمال العلماء علی صحیح البخاری، عرار الحسینی۔

**ح) روایات کی خلاصہ نویسی**

بعض محدثین نے اہل سنت کی روایات کی طرف آسان مراجعہ کے لئے انہیں مختصر اور خلاصہ کیا ہے اور چند روایات کا انتخاب کیا ہے۔ اکثر تلخیصات صحیح مسلم اور صحیح بخاری کے متعلق لکھی گئیں؛ کیونکہ ان کتابوں کا اعتبار عموم اہل سنت کے نزدیک سب سے زیادہ ہے اور ان کا خلاصہ کرنا زیادہ استفادہ کا سبب ہوتا۔ چند خلاصے درج ذیل ہیں:

۱۔منتخب الصحیحین، یوسف بن اسماعیل؛

۲۔جواھر البخاری، مصطفیٰ محمد عمارہ؛

۳۔جواھر الصحییح البخاری، احمد شوحان؛

۴۔الالفاظ المختارۃ من صحیح البخاری، محمد ھارون

۵۔المنتخب من مسند عبد بن حمید البدری

۶۔المصطفی من احادیث المصطفی، العماد الاول مصطفیٰ طلاس؛

۷۔مختصر المصنف لعبد الرزاق صنعانی، علی بن عوض؛

**ط) معاجم اور راہنمانویسی**

احادیث کے مجموعوں سے ہمیشہ آسان استفادہ کیلئے معاجم اور راہنما کی ضرورت رہی ہے تاکہ جلد اور آسان طریقے سے روایات سے استفادہ کیا جائے۔اہل سنت محدثین نے عظیم روائی مجموعوں کیلئے موضوعی صورت میں معاجم تدوین کیے تاکہ انکے ذریعے روایات یا اصحاب کے الفاظ تک رسائی حاصل کی جاسکے۔ بعض محدثین نے راہنمانویسی کی کتاب تحریر کرنے کے ساتھ ساتھ روایات کی لغوی یا متن کی شرح اور وضاحت بھی کی ہے۔

بعض مستشرقین نے بھی روایات اہل سنت کی معجم نویسی ضروری قرار دی ہے اور بعض مقامات پر اہل سنت محدثین سے پہلے یہ کام انجام دیا ہے؛ جیسے المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی، ڈاکٹر، وینسنک استاد العربیہ بجامعۃ لیدن، مؤلف نے اس کتاب کی تدوین اہم قرار دی ہے اور مخصوص شیوہ سے تدوین کیا ہے۔[11] بعض معاجم، صحاح میں سے کسی ایک (جیسے صحیح مسلم) کی روایات کی روش پر تدوین کی گئی ہے جو استیعاب اور الفاظ کو جملہ میں ذکر کرنے پر مشتمل ہے؛[12] ان میں سے کچھ معاجم یہ ہیں:

۱۔فھرس احادیث وآثار مجمع الزواید ھیثمی، طہ مجذوب؛

۲۔المنھج الاسعد فی ترتیب احادیث مسند الامام احمد، الرشید الرحمانی؛

---

[11] المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی، ج۱، ص۶۔۹

[12] الجامع المفہرس لالفاظ صحیح مسلم، ج۱، ص۱۶

۳۔ **الجامع المفهرس لا لفاظ صحیح مسلم**، سعد المرصفی؛

۴۔ **هداية البارى الى ترتيب صحيح البخارى**، طهطاوی؛

۵۔ **فهارس المعجم الاوسط**، محمود طحان؛

۶۔ **فهارس مصنف عبدالرزاق صنعانی**؛

۷۔ **فهرست احاديث وآثار المصنف**، المجذوب؛

۸۔ **فهرست المسند احمد بن حنبل**، احمد الزین؛

۹۔ **فهارس عون المعبود**، عبدالفتاح شبل؛

۱۰۔ **فهارس مسند الامام الشافعى**، عبدالرحمٰن مرعشلی؛

۱۱۔ **فهارس مسند الحميدى**، حسن شبراوی؛

۱۲۔ **فهرست الحاديث والاثار المصنف**، سعد بن عبداللہ۔

### ی) موسوعہ روایات موضوعی

ہر علوم کے جدید علمی روشوں میں سے ایک موسوعہ نویسی ہے۔ دور معاصر میں حدیث میں تدوین کی گئی ہے۔ اہل سنت محققین نے کئی موسوعہ حدیثی موضوعی تدوین کئے ہیں۔ حدیثی دائرۃ المعارف میں جدید روش پر احادیث تدوین اور بعض موارد میں ترتیب اور شرح بھی کی گئی ہے؛ جیسے (**موسوعة فتاوى النبى ودلائلها الصحيحة**) جو فقہی ابواب اور ایک مطلوبہ اسلوب کی روش پر ہے؛[1] ان میں سے بعض یہ ہیں:

۱۔ **موسوعة الحديث النبوى**، عبدالملک بکر عبداللہ قاضی؛

۲۔ **موسوعة الحديث النبوى الشريف**، ندیم مرعشلی؛

۳۔ **موسوعة الكتب الستة**، شعبان قورت؛

---

[1] موسوعة فتاوى النبى ودلائلها الصحيحة، ج۱، ص۶

۴۔موسوعة فتاوى النبى ودلائلها الصحيحة من السنة الشريفة ،ابن خلیفہ علوی؛

۵۔الموسوعة الحدیثه الکبری ،یوسف اوزنک؛

۶۔الموسوعة الحدیثیه مسند احمد بن حنبل ،ابراہیم؛

۷۔الموسوعة الحدیثیه ،عبداللہ عبدالمحسن الترکی؛

۸۔موسوعة وسائل ابن ابی الدنیا ،مصطفیٰ عبدالقادر عطا۔

**ک) اربعین نویسی**

اگرچہ اہلسنت کے انتہائی کم محدثین نے اربعین نویسی یا سابقہ اربعین کی کتابوں کی تحقیق اور تکمیل پر توجہ دی اور بعض آثار تدوین کیے ہیں۔انہوں نے ابن حجر عسقلانی کی روش اپنائی ہے جنہوں نے کتاب صحیح مسلم سے چھل احادیث انتخاب کی ہیں اور اسکا نام (عوالی مسلم اربعون حدیثامنتقاۃ من صحیح مسلم) رکھا۔[1] بعض اربعین یہ ہیں :

۱۔الاربعون الصغری ،بیھقی تحقیق بیستونی؛

۲۔الاربعون حدیثا البکریه ، تحقیق ھارون عاشور؛

۳۔الابعون ، عطاء الله بن عبد الغفار؛

۴۔اربعون حدیثا فی فضل الصلاة ،محمد عبدالرحیم؛

۵۔رسالة الا حادیث الاربعین ،نبھانی؛

۶۔الوافی فی شرح الاربعین النوویه ،مصطفیٰ البغاء؛

۷۔الاربعون البلدانیة ،اربعون حدیثا ،فادانی؛

۸۔اربعون حدیثا نبویا ،عبداللہ سراج الدین؛

---

[1] عوالی مسلم اربعون حدیثامنتقاۃ من صحیح مسلم ،ص۸

ل ) درایۃالحدیث کے آثار کی جدید تدوین

معاصر سنی محدثین کے نزد، یک حدیـ ثی ا صطلاحات اور انکی ترتیب اور معنی شناسی جد، ید حدیـ ثی تحقیقات میں سے شمار ہوتی ہیں۔ بعض اہل سنت کی حدیـثی شخصیات جیسے صبحی صالح، نورالدین عتر، عجاج وغیرہ نے اس حوالے سے جد، ید اثر تخلیق کیے ہیں ا اور درایہ کی مباحث اور اسکی اصطلاحات کے متعلق کاوش ہے اور انہیں تمایز اور ترتیب دی ہے۔ بعض نے فلسفے کی اصطلاحات ۲ اور اصطلاحات حدیـثی ،بالخصوص ( صحیح ۳، حسن اور ضعیف کی اصطلاح ) میں تاریخی تبدیلیوں پر توجہ مبذول کی ہے اور مقدمے میں اصطلاح شناسی کی مباحث، تاریخ اور حدیثی مراحل کے متعلق بحث کی ہے۔ بعض نے درایہ کی سابقہ کتابوں کی شرح کرتے ہوئے ان میں مطالب کا اضافہ کیا ہے۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ **قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث**، محمد جمال الدین قاسمی؛

۲۔ **علوم الحدیث و مصطلحه**، صبحی صالح؛

۳۔ **اصول الحدیث**، علومہ و مصطلحہ، محمد عجاج خطیب؛

۴۔ **الوسیط فی علوم و مصطلح الحدیث**، محمد ابوشھبہ؛

۵۔ **منهج النقد فی علوم الحدیث**، نورالدین عتر؛

۶۔ **الحدیث النبوی، مصطلحه**، محمد بن لطفی الصباغ؛

۷۔ **اصول علم الحدیث**، ابولبابہ حسین؛

۸۔ **دراسة فی مصطلح الحدیث**، ابراہیم النعمہ؛

۹۔ **مهمات علوم الحدیث**، ابراہیم بن علی ال کلیب؛

۱۰۔ **مصطلح الحدیث واثرہ**، شرف الدین علی الراجحی؛

---

۱علم الدرایۃ تطبیقی، ص۱۵

۲علوم الحدیث و مصطلحہ، مقدمہ، ص ج

۳قواعد الحدیث من فنون مصطلح الحدیث، ص۷۹

۱۱۔ الاضافه دراسات حديثيه، محمد عمر بازمول؛

۱۲۔ الحديث الصحيح، اسماعیل صباح؛

### م) جدید رجالی اور تراجم آثار کی تدوین

پرانے زمانے سے راویوں کی شناخت محدثین کے مد نظر تھی، وہ خود کو رجال اور انکے تراجم کی شناسائی اور جدید رجالی اثر کی تدوین ضروری سمجھتے تھے۔ تراجم اور راوی شناسی (بالخصوص صحاح ستہ) کی دسیوں کتابوں کے باوجود روایوں اور رجال کے نظری اصولوں میں اظہار نظر لازم قرار دیتے تھے اور اسکی علت یہ تھی گزشتہ علمائے رجال میں اختلاف نظر پایا جاتا تھا اور گزشتہ رجالیوں کے نظریات کی تحقیق کرتے ہوئے ان پر تنقید کریں۔ جن میں سے معاصر اہل سنت شخصیات میں محمد ناصر الدین البانی ہے جنہوں نے معتبر کتابوں کے راویوں پر تنقید کی ہے؛ الیکن بعض نے اس کی تنقید کو پسند نہیں کیا اور صحاح ستہ کے رجال کا دفاع کیا ہے یا ان کی تکمیل کے لئے ایک الگ اثر تدوین کیا ہے۔

تراجم اور راویوں کے طبقات کی تدوین کا مقصد بھی رجال شناسی اور اسناد روایات کی تکمیل تھا تاکہ راویوں کے طبقات ۲ کی شناسائی کے بعد روایات کی اتصال سند کے متعلق اظہار نظر آسان ہو جائے۔ بعض نے ایک دوسرے سے مشابہ راویوں کی شناسائی کے مقصد سے ایسی کتابوں کی تکمیل اور تحقیق کی کہ جن میں راویوں کے نام درج تھے۔ رجالی تحقیقات میں، ((صحاح ستہ)) کے رجال کی زیادہ تحقیق کی گئی ہے، جیسے: موسوعہ رجال الکتب التسعۃ کہ جو جوامع کے رجال کی ترتیب سے ہے ۳ بعض رجالی، تراجم وغیرہ کے آثار یہ ہیں:

۱۔ موسوعه رجال الكتب التسعة، تصنیف عبد الغفار سلیمان البنداری و سید کسروی حسن؛

۲۔ دراسات فی الجرح التعديل، ضیاء الرحمٰن اعظمی؛

۳۔ نظرية نقد الرجال، عماد الدین محمد الرشید؛

۴۔ المنهج الحديث فی علوم الحديث (قسم الراوۃ)، محمد محمد السماحی؛

---

۱ معجم اسامی الرواہ، ص ۳

۲ طبقات علماء الحدیث، ج ۱، ص ۵۸

۳ موسوعہ رجال الکتب التسعۃ، ج ۱، ص ۷

۵۔**معجم اسامی الراوۃ**، تحقیق احمد اسماعیل شکوکانی و صالح عثمان اللحام؛

۶۔**طبقات علماء الحدیث دمشقی**، تحقیق ابراہیم الزنبق؛

۷۔**توضیح المشتبہ فی ضبط اسماء الراوۃ**، دمشقی، تحقیق و تعلیق محمد نعم العرقسوسی؛

۸۔**مباحث فی علم الجرح التعدیل**، قاسم علی سعد؛

اہل سنت کے بعض محققین نے ضعیف راویوں کو معلوم کرنے کے لیے جاعل راویوں اور ان کی احادیث پر تحقیق کی، اور کچھ آثار تدوین کیے، جن میں تحذیر المسلمین من الاحادیث الموضوعۃ، محمد البشیر ظافر کا نام لیا جاسکتا ہے۔ بعض نے بھی جیسے البانی، ((صحاح ستہ)) کے راویوں کی تحقیق اور ثقہ اور غیر ثقہ کو معلوم کیا ہے؛ جیسے سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، صحیح و ضعیف سنن ابن ماجہ۔ صحیح و ضعیف سنن نسائی و ابی داود وغیرہ بعض نے بھی جیسے سمیر العشاۃ کتاب التیسیر فی حفظ الاسانید میں صحیح بخاری کے اسانید کی تحقیق کی ہے۔

**ن) تاریخ حدیث کی کتابوں کی تدوین**

اہل سنت کے معاصر کے محدثین ایسی حدیثی تحقیقات کو انجام دیا ہے کہ درج ذیل موارد ان کے اہم ردیف میں قرار پائے۔ ایسی کتابیں، تاریخ حدیث اور تبدیلیاں؛ اہم شخصیات اور حدیثی آثار؛ سنت نبوی سے دفاع، ان کی تدوین کا مقام اور کیفیت اور، تاریخ اور حدیث کی منزلت کے سلسلے میں مستشرقین کے اعتراض کا جواب کے سلسلے میں تدوین کی گئیں۔ ان تحقیقات میں سے بعض اہل سنت کے نقاد حضرات کے تفکر کے ساتھ۔ جیسے بعض، بزرگان شیعہ کی تنقیدیں اہل سنت کی، تاریخ حدیث کے سلسلے میں۔ سازگار تھیں اور اہل سنت کے مخالفین کی نظر میں اہم قرار پائیں؛ لیکن اہلسنت میں سے یہ نظریہ رکھنے والے افراد اپنا مقام نہ پاسکے اور مسترد کردیئے گئے۔

ابوریہ کی تاریخ اور سنت سے دفاع میں ایک علمی کتاب ہے، تاریخ حدیث، راویوں اور حدیث کے اسباب پر پائدار علمی روش سے تنقید کرنا اپنا ہدف سمجھتا ہے۔ اوہ طہ حسین کے مقدمہ کو بھی اپنی علمی تحقیق کیلئے تائید قرار دیتا ہے۔ ۲

محمد ابوزھو بھی منزلت حدیث سے دفاع اور مستشرقین کے اعتراض کا جواب دینا اپنا فریضہ سمجھتا ہے اور کہتا ہے:

---

۱اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، ص۲۹

۲ایضا، ص ۳۳، ۷

فما رایت ھذا الخلط والتلبیس وذلک الطعن والازراء دون برھان ولا دلیل وغالب ذلک من المستشرقین ۔۔۔ توجهت رغبتی الی تالیف کتاب فی تاریخ الحدیث والمحدثون یکشف القناع عن وجه الحقیقه [1]

*بعض تاریخ حدیث کے آثار اس طرح ہیں :*

۱۔ السنة قبل التدوین، *محمد عاج*؛

۲۔ السنة النبویة وعلومها، *احمد عمر هاشم*؛

۳۔ الحدیث والمحدثون، *محمد ابو زهو*؛

۴۔ اضواء علی السنة المحمدیة، *محمود ابوریة*؛

۵- علوم الحدیث و مصطلحه ، *صبحی صالح*؛

۶- تدوین السنة ، *ابراهیم فوزی* ؛

۷- بحوث فی تاریخ السنة الشریفة ، *ضیاء العمری*؛

۸- مباحث فی تدوین السنة المطهرة ، *الجبوری*؛

۹- دراسة فی السنة النبویة الشریفة ، *صدیق عبد العظیم*

۱۰- دفاع عن السنة النبویة ، *عزیه علی طه*

۱۱- دراسات فی الحدیث النبوی وتاریخ تدوینه ، *مصطفیٰ اعظمی*؛

۱۲- موقف المدرسة العقلیة من السنة النبویه ، *امین صادق الامین*؛

۱۳- مکانة الصحیحین ، *خلیل ابراهیم ملا خاطر*؛

---

[1] الحدیث والمحدثون، ص ٦

۱۴- تاریخ الحدیث ومناھج المحدثون ، عبیدات محمود سالم؛

## ص) کمپیوٹر اور حدیثی علوم کے تعلیمی و تحقیقی مراکز

آخری بیس سال ہیں علوم حدیثی کے تعلیمی وتدریسی مراکز یونیورسٹی کی شکل اختیار کرگئے ہیں اور ہارڈ ویئر، سافٹ ویئر جیسے جدید وسائل کے ذریعے حدیثی مراکز بالخصوص یونیورسٹیوں میں قابل مشاہدہ تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ مصر، سعودی عرب، لبنان، کویت وغیرہ کی یونیورسٹیوں میں بی اے، ایم اے اور ڈاکٹریٹ میں حدیثی موضوعات میں اضافہ اور حدیثی تحقیقاتی سینٹرز کی تاسیس کی وجہ سے علوم حدیثی میں وسعت ہوئی ہے۔

حدیثی کتابوں میں کمپیوٹر سافٹ ویئر کی مدد جیسے: صحاح ستہ کا سافٹ ویئر، مسانید کا سافٹ ویئر، المکتبۃ الالفیہ السنۃ النبویہ وغیرہ کا سافٹ ویئر کے ذریعے آسان اور جلد روایات تلاش کرنے میں معاون ہے اور اس لیے حدیث میں بہت سی کتابیں، علمی مقالات نشر ہوئے جن میں جدید اور خوبصورت روش کے ذریعے مستشرقین اور دیگر مخالفین کے مقابلے میں اہل سنت کے اعتقادات سے دفاع کیا گیا ہے۔

جامعۃ الازھر، جامعۃ ام القری اور جامعۃ المدینہ وغیرہ کے تعلیمی اور تحقیقی مراکز میں سینکڑوں طلباء حدیثی مباحث کی تحقیق میں مشغول ہیں۔ یہ مراکز، فریقین کے درمیان علمی مناظرات اور ان کے علماء اور محدثین کے درمیان عمومی کانفرنسیں منعقد کراتے ہیں۔ بالخصوص شیعہ علماء اور محدثین نے بہت زیادہ حضوری علمی گفتگو کا استقبال کیا ہے اور مباحثات میں شرکت کرکے امامیہ کے نظریات کو واضح کیا ہے۔

## خلاصہ

### ز) جدید حدیثی تالیفات

اہل سنت کے بعض معاصر محدثین نے گذشتہ دور میں تدوین کی گئی کتابوں کو ناکافی قرار دیکر حدیث میں جدید اثار کی تدوین کی۔ کوشش کی ہے کہ نئی ابواب بندی اور ترتیب اور بعض روایات میں کمی، زیادتی کرتے ہوئے فقہ یا دوسرے روائی ابواب میں کوئی جدید تالیف تدوین کریں۔

اہل سنت کے معاصر کے حدیثی محدثین کی کچھ مزید کوششیں یہ ہیں: جدید حدیثی تالیفات، روایات کا خلاصہ لکھنا، معاجم اور راہنما کا لکھنا، موضوعی روایات کی موسوعہ، اربعین کا لکھنا، درایۃ الحدیث کے آثار کی جدید تدوین، جدید رجالی اور تراجم کے آثار کی تدوین، تاریخ حدیث کی کتابوں کی تدوین، کمپیوٹر اور تعلیمی مراکز اور حدیثی علوم کی تحقیق۔